

# قرآن کی پُکار

یہ بُلاوا، یہ پُکار، یہ دُہائی، یہ روشنی ہے



دعاؤں کا طالب:  
عبدالحلیم صدیق

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## انتساب

میں اپنی کتاب "قرآن کی پکار" کو اپنے والدین کے نام منسوب کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ اس کتاب کو ان کی معافی اور آخرت میں ان کے درجات کی بلندی کے لیے صدقہ جاریہ بنائے۔ آمین! میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ وہ ان کے تمام گناہوں کو معاف فرمائے اور مجھے بھی ان کے لیے صدقہ جاریہ کا ذریعہ بنائے۔ آمین! اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو میرے، میرے اہل و عیال، رشتہ داروں، دوستوں اور اسے پڑھنے والوں کے لیے باعث اجر و ہدایت بنائے۔ آمین!

اُن کی دعا سے زندگی پائی      اُن کے پیار سے روشنی چھائی  
'قرآن کی پکار'، وہ ساز بنے      جو اُن کا مقام، جنت میں بنائے آمین!

میری دوسری کتابیں اور مضامین پڑھنے کے لیے وزٹ کریں

[www.tawheedbooks.com](http://www.tawheedbooks.com)

## قاری ذرا غور کر

**قرآن کی دُہائی:** اس دنیا میں ہم سب یہ مانتے ہیں کہ قانون سے نابلد ہونا کوئی عذر، کوئی بہانہ نہیں۔  
**تو پھر:** کیا یوم جزا قرآن سے نابلد ہونا کوئی عذر، کوئی بہانہ بن سکے گا؟ **مزید قرآن کہتا ہے:** کہ اندھا اور بینا ایک جیسے نہیں ہوتے، نہ اندھیر اور روشنی، اور نہ ہی ٹھنڈا سایہ اور سخت گرمی؛ اور نہ ہی زندہ اور مردہ ایک جیسے ہیں اور نہ ہی علم والے اور جاہل ایک جیسے ہیں (22-19:35:9:39)۔ پھر اپنے اعمال پر غور کرو!

**پھر قرآن ایک تمثیل بیان کرتا ہے:** ان لوگوں کی مثال جن پر تورات اتری اور پھر وہ اس پر عمل کرنے میں ناکام رہے (ہم قرآن پر) ان کی مثال کتابوں سے لدے گدھے کی سی ہے۔ اس سے بھی بری مثال ان لوگوں کی ہے جنہوں نے اللہ کی آیات کو جھٹلایا۔ اللہ ایسے ظالموں کو سیدھی راہ نہیں دکھاتا (5:62)۔ **مزید کہتا ہے:** اور یہ حقیقت ہے کہ بہت سے جن اور انسان ایسے ہیں جن کو ہم نے جہنم ہی کے لیے پیدا کیا ہے۔ ان کے پاس دل ہیں مگر وہ ان سے سوچتے نہیں۔ ان کے پاس آنکھیں ہیں مگر وہ ان سے دیکھتے نہیں۔ ان کے پاس کان ہیں مگر وہ ان سے سنتے نہیں۔ وہ ڈنگر کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گئے گزرے، یہ وہ لوگ ہیں جو غفلت میں کھوئے گئے ہیں (7:179)۔ **پھر تنبیہ کرتا ہے:** کیا تم نے یہ سمجھ رکھا تھا کہ ہم نے تمہیں فضول (بے مقصد) ہی پیدا کیا ہے اور (کیا تم نے یہ سمجھ رکھا تھا کہ) تم نے ہماری طرف کبھی پلٹنا ہی نہیں ہے۔“ (23:115)؟

**پھر نصیحت کرتے ہوئے کہتا ہے:** دیکھو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے روشنی (قرآن) آگئی ہے، اب جو بینائی سے کام لے گا (سمجھ کر پڑھے گا) اپنا ہی بھلا کرے گا اور جو اندھا بنے گا (بغیر سمجھے پڑھے گا، یہ نظر انداز کرے گا) خود نقصان اٹھائے گا (6:114)۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ قرآن وہ راہ دکھاتا ہے جو بالکل سیدھی ہے۔ جو لوگ اسے مان کر بھلے کام کرنے لگیں انہیں یہ بشارت دیتا ہے کہ اُن کے لیے بڑا اجر ہے (9:17)۔ **غور کرو:** کیا وہ شخص جو پہلے مُردہ تھا پھر ہم نے اُسے زندگی بخشی اور اس کو وہ روشنی عطا کی جس کے اُجالے میں وہ لوگوں کے درمیان زندگی کی راہ طے کرتا ہے، کیا اُس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جو تاریکیوں میں پڑا ہوا ہو اور کسی طرح اُن سے نہ نکلتا ہو؟ کافروں کے لیے تو اسی طرح ان کے اعمال خوشنما بنا دیے گئے ہیں (6:122)۔

**پھر تنبیہ کرتا ہے:** اسی لیے اس روز جب آدمی وہ سب کچھ دیکھ لے گا جو اس کے ہاتھوں نے آگے بھیجا ہے، تو اس وقت کافر پکار اٹھے گا: کاش! میں خاک ہوتا (40:78)۔

## پیش لفظ

میں غافلوں کو غفلت سے جگاتا ہوں  
دلِ حزیں کو چپکے سے سہلاتا ہوں  
آئیوں میں ہے اس کی رحمت کا پیام  
ہر لفظ میں عیاں ہے رب کا کلام

قرآن خاموش کتاب نہیں ہے، یہ پکارتی ہے، توجہ دلاتی ہے، بیدار کرتی ہے، اور اگر اسے دل اور دماغ دونوں سے سنا جائے، تو یہ ہمیں بدل دیتی ہے۔ **قرآن کی پکار** صرف الفاظ، آیات اور معانی کا مطالعہ نہیں ہے۔ یہ قرآن سننے کا سفر ہے۔ یہ ایک زندہ آواز ہے جو انسان کو بلاتی ہے، کبھی رحمت اور نصیحت کی سرگوشیوں میں، کبھی تنبیہ کی پکار میں، کبھی محبت الہی کے جذبے میں۔

**اے انسان! قیامت کے دن قرآن یا تو تمہارے حق میں گواہ ہو گا یا تمہارے خلاف۔** اسی لیے قرآن تنبیہ کرتا ہے: جب تم قرآن پڑھنے لگو تو شیطانِ مردود سے خدا کی پناہ مانگ لیا کرو۔ اُسے ان لوگوں پر تسلط حاصل نہیں ہوتا جو ایمان لاتے اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔ اس کا زور تو انہی لوگوں پر چلتا ہے جو اس کو اپنا سر پرست بناتے اور اس کے بہکانے سے شرک کرتے ہیں (16:98-100)۔ یہ آیات ہمیں بتاتی ہیں کہ شیطان کا ہم پر کوئی اختیار نہیں ہے۔ بلکہ ہماری بے لگام خواہشات کے ذریعے وہ ہمیں غلام بناتا ہے۔ لہذا قیامت کے دن کوئی عذر باقی نہیں رہے گا کیونکہ اللہ نے ہمیں صحیح اور غلط میں تمیز کرنے کے لیے عقل دی ہے۔

**قرآن کی پکار** ان سوالات کی عکاسی کرتی ہے جن سے ہم دوچار ہیں، جو شکوک و شبہات ہمارے دل میں پیدا ہوتے ہیں، اور جن امیدوں کو ہم پالتے ہیں، یہ سب اس کے لازوال پیغام میں گونجتے ہیں۔ اس کے صفحات کے اندر، ہم نہ صرف خدا کے الفاظ سنتے ہیں بلکہ اپنی روح کی شفا یابی اور اللہ کی قربت کی خواہش کو بھی حاصل کرتے ہیں۔

**قرآن کی دوہائی:** اگرچہ یہ دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی اور حفظ کی جانے والی کتاب ہے، لیکن یہ اکثر غور و فکر یا سمجھ کے بغیر پڑھی جاتی ہے۔ اکثر اسے ایک رسمی چیز کے طور پر لیا جاتا ہے، اسے بوسہ دیا جاتا ہے، اس پر قسم کھائی جاتی ہے یا بغیر غور و فکر کے پڑھی جاتی ہے۔ بلکہ براہ راست سمجھنے کی حوصلہ شکنی کی جاتی ہے، جب کہ بہت سے غیر مسلم اس کی آیات پر غور و فکر کے ذریعے اسلام قبول کر چکے ہیں۔

قرآن ہمارے سوالات، شکوک و شبہات اور امیدوں کا جواب دیتا ہے، اپنے لازوال پیغام میں ان کی بازگشت سنائی دیتی ہے۔ جب ہم اس کی آیات پر غور کرتے ہیں، تو اس میں ہمیں اپنی روح کی تسکین اور روحانی شفا ملتی ہے، اور اپنے ابدی رب (اللہ) سے قربت کی گہری خواہش پیدا ہوتی ہے۔

قرآن اللہ کی وحدانیت کا اعلان کرتا ہے۔ یہ وہ رسی ہے جو انسانوں کو اللہ سے جوڑتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ”یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں، اللہ سے ڈرنے والوں کے لیے ہدایت ہے“ (2:2)۔ اور پوچھتا ہے: کیا وہ قرآن میں غور نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر تالے پڑے ہوئے ہیں؟ (24:47)۔ اس میں اندھی تقلید کرنے پر تنبیہ کی گئی ہے: ”جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ نے جو نازل کیا ہے اس کی پیروی کریں، تو وہ جواب دیتے ہیں، بلکہ ہم اس کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا“ (2:170)۔ رسول اللہ ﷺ نے متنبہ کیا ہے: قرآن اپنے پڑھنے والوں کے لیے شفاعت کرے گا، جو اسے اپنے سامنے رکھتے تھے وہ جنت کی طرف ان کی رہنمائی کرے گا، اور جو لوگ اسے پیچھے رکھتے ہیں انہیں جہنم کی طرف لے جائے گا۔

قرآن کا نوحہ تب ہے جب ہم اس کی آیات پر غور کرنا چھوڑ دیتے ہیں، تب ہم قرآن کی تبدیلی کی طاقت کو کھودیتے ہیں۔ اے انسان: ایمان کی طاقت، کردار کی مضبوطی، اور ایمان کی خوبصورتی کو بحال کرنے کے لیے عاجزی اور فکر کے ساتھ اللہ کی کتاب کی طرف رجوع کر۔

قرآن کی پکار غور و فکر کی دعوت ہے: قرآن واضح ہے، نجات اندھی تقلید میں نہیں بلکہ غور و فکر اور عمل میں ہے۔ یہ تنبیہ کرتے ہوئے کہتا ہے کہ قیامت کے دن: ظالم اپنے ہاتھ کو کاٹے گا اور کہے گا، ”کاش میں رسول کے پاس کھڑا ہوتا! ہائے ہائے! کاش میں نے فلاں فلاں کو دوست نہ منتخب کیا ہوتا، کیونکہ اسی نے مجھے دھوکے میں ڈالا تھا کہ میرے پاس آنے والی نصیحت کو ٹھکرا دوں۔ شیطان انسان کے لیے بڑا عداوت ہوا ہے۔“ اور رسول کہے گا کہ اے میرے رب، میری قوم نے اس قرآن کو اپنے مذاق کا نشانہ بنایا تھا (30:25-27)۔

نازل ہونے والی آخری آیت میں قرآن ہمیں اللہ کی طرف ہماری واپسی اور تیاری کی عجلت کی یاد دلاتا ہے۔ آیت کہتی ہے: اس دن کی رسوائی اور تکلیف سے بچو جب تم اللہ کی طرف لوٹائے جاؤ گے، ہر شخص کو اس کی نیکی یا بدی کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور کسی پر ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا (281:2)۔ یہ ہمیں قیامت کے دن کے بارے میں بھی خبردار کرتا ہے: ”پس جو کوئی ذرہ برابر نیکی کرے گا وہ اسے دیکھ لے گا، اور جو ذرہ برابر برائی کرے گا وہ اسے دیکھ لے گا“ (8:99)۔

قرآن کی دوہائی ہمیں خبردار کرتی ہے: کہ اللہ آخرت میں مومنوں کے لیے اپنے حقوق معاف کر سکتا ہے، لیکن وہ دو قسم کے لوگوں کو معاف نہیں کرے گا: (ا) وہ مشرک جنہوں نے اپنی اس زندگی میں توبہ نہیں کی، (ب) وہ جنہوں نے اس کی مخلوقات خصوصاً انسانوں کے حقوق غصب کئے۔ چونکہ اللہ العدل ہے، مخلوقات بالخصوص انسانوں کے حقوق کی تلافی ضروری ہے۔ اس بات پر زور دیتے ہوئے کہ انسانوں کے حقوق (خواہ مسلم ہوں یا غیر مسلم) انتہائی اہمیت کے حامل ہیں۔ قرآن ہمیں سکھاتا ہے کہ ایمان انصاف اور احساس سے جدا نہیں ہے۔

دل کی گواہی: قرآن میں، ہم نہ صرف اللہ کا کلام سنتے ہیں بلکہ اپنی روح کی پکار، اس کے تحفظات، روحانی شفا اور اللہ سے قربت کی آرزو کا جواب بھی پایا۔ اے لوگو، قرآن ہمیں حق کی طرف واپس لوٹ آنے، خالق اور مخلوق کے درمیان مقدس مکالمے (قرآن) پر غور و فکر کرنے کی دعوت دیتا ہے۔

آئیے ہم عہد کریں کہ طاقتوں میں پر پڑے قرآن کو افہام و تفہیم کے ساتھ پڑھیں گے، تاکہ وہ ہماری رہنمائی کر سکے، مشکلات میں ہمیں تسلی دے، ہماری دنیا اور آخرت کی زندگیوں کو تشکیل دے۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بے شک اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعے بعض کو بلند کرتا ہے اور بعض کو اس کے ذریعے ذلیل کرتا ہے (یعنی جو اس پر غور و فکر نہیں کرتے)“ (مسلم)۔ اے انسان اس تنبیہ کو نظر انداز نہ کر:

قرآن کی صدا ہے دلوں کی پکار      جو سن لے، اسے ملے پروردگار

دعاؤں کا طالب  
عبدالحمید صدیق

## انڈیکس

| نمبر | موضوع                                     | صفحہ نمبر |
|------|-------------------------------------------|-----------|
| 1.   | قرآن کی پکار                              | 8         |
| 2.   | قرآن کی دوہائی غور کر                     | 12        |
| 3.   | قرآن کی پکار اس کی نشانیوں پر غور کر      | 16        |
| 4.   | سورۃ الفاتحہ                              | 20        |
| 5.   | قرآن کا چیلنج                             | 21        |
| 6.   | قرآن کی دوہائی غور نہ کرنے پر             | 23        |
| 7.   | قرآن کی پکار اس کی آیات پر غور کر         | 27        |
| 8.   | قرآن کی پکار اس کی اہم آیات کو یاد رکھ    | 36        |
| 9.   | قرآن کی پکار، ایمان کے احکام پر عمل کر    | 39        |
| 10.  | قرآن کی دوہائی، انصاف کر                  | 44        |
| 11.  | قرآن کی پکار سماجی، بہبود کے احکام پر عمل | 47        |
| 12.  | قرآن کی پکار اس کی نصیحت یاد رکھ          | 50        |
| 13.  | قرآن کی دوہائی اس کی تنبیہات ہیں          | 57        |
| 14.  | قرآن کی پکار، محمدؐ کے اخلاق کی پیروی کر  | 62        |
| 15.  | قرآن کی فریاد، شیطان کے وسوسوں سے بچ      | 65        |
| 16.  | قرآن کا نوحہ موت اور برزخ سے ڈر جا        | 68        |
| 17.  | قرآن کی دوہائی جب صور پھونکا جائے گا      | 70        |
| 18.  | قرآن کی فریاد یوم بعثت سے ڈر              | 72        |
| 19.  | قرآن کی دوہائی یوم جزا کو یاد رکھ         | 74        |
| 20.  | قرآن کا نوحہ یوم جزا کی تیاری کر          | 80        |
| 21.  | جنت کے بارے میں قرآن کی بشارت             | 80        |
| 22.  | جہنم کے بارے میں قرآن کی تنبیہ            | 81        |
| 23.  | قرآن کی پکار کا خلاصہ                     | 82        |
| 24.  | امت کو میری نصیحت                         | 87        |
| 25.  | اختتامی دعا                               | 93        |

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## قرآن کی پکار

|                                 |                                     |
|---------------------------------|-------------------------------------|
| روشنی کے جہاں سے آیا اک پیام    | جو دلوں کو دے سکون و لطفِ دوام      |
| رحمتوں کی کتاب ہے پاک و جمیل    | جو ہے چراغِ ہدیٰ، اور ہے نورِ سمیل  |
| ہر آیت اک دریا، صاف و شفاف      | جو سچ کہے دل کو، اور کرے انکشاف     |
| اے انساں! بیدار ہو، سن یہ صدا   | اسی میں ہے راحت، سکون، اور ہدیٰ     |
| اے راہِ فانی کے مسافر، پلٹو ذرا | یہ کتاب اب بھی دے رہی ہے صدا        |
| جودل و دماغ سے سنیں پیامِ ربانی | وہی پائیں روشنی، جو ہے نورِ جاودانی |

یہ باب قرآن کو خالق کی زندہ آواز کے طور پر متعارف کراتا ہے جس نے قرآن کو نہ صرف ایک صحیفے کے طور پر نازل کیا بلکہ اسے ایک پکار، ایک تنبیہ، اور انسانیت کے لیے رہنما بنایا۔ قرآن خود کو ہدایت، نصیحت اور روشنی کے طور پر بیان کرتا ہے، جو اسے قبول کرنے والوں کے لیے نجات اور منہ موڑنے والوں کے لیے تنبیہ ہے۔ ابتدائی باب لہجے کو ترتیب دیتا ہے: قرآن خاموش نہیں ہے۔ یہ بات کرتا ہے، التجا کرتا ہے، تنبیہ کرتا ہے اور راہ پر چلنے کی ترغیب دیتا ہے۔ مسلمان کو چاہیے کہ وہ اسے کسی شیلیف پر رکھی کتاب کے طور پر نہیں بلکہ ایک زندہ ساتھی کے طور پر اس سے رجوع کرے جو دل کو ہلا کر رکھ دے۔

قرآن مسلسل اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ یہ زندگی کی رہنمائی اور آخرت کی کامیابی کا معیار ہے: ”یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں، اللہ سے ڈرنے والوں کے لیے ہدایت ہے“ (2:2)۔ قرآن کا بیان اصولی ہے: قرآن کو ہدایت کے طور پر پڑھنا چاہیے، نہ کہ ایک رسم کے طور پر۔ جب اس کی آیات ایمان کے بارے میں بات کرتی ہیں، تو یہ عقیدے کو اخلاقی رویے سے جوڑتی ہیں، عقیدے کو ایک باطنی حقیقت بنا کر ظاہری اعمال سے اس کی عکاسی کرتی ہیں۔

ہدایت کے ساتھ شفا اور رحمت بھی آتی ہے: ”اور ہم قرآن میں وہ کچھ نازل کر رہے ہیں جو ماننے والوں کے لیے شفا اور رحمت ہے“ (17:82)۔ یہ نفسیاتی اور روحانی علاج ہے، یہ شک کو دور کرتا ہے، مایوسی کو درست کرتا ہے، اور ترجیحات کو دوبارہ ترتیب دیتا ہے۔ یہ اخلاقی لحاظ سے دوا کی حیثیت رکھتا ہے، انصاف اور ہمدردی کے اصولوں کو دوبارہ متعارف کراتے ہوئے معاشروں کو بدعنوانی سے پاک کرنے میں مدد کرتا ہے۔

اے مسلمانو، جب ہم قرآن کو بغیر سمجھے پڑھتے یا حفظ کرتے ہیں تو ہم اس کا مذاق اڑاتے ہیں۔ قرآن اصول اور اخلاقی پیغامات کی کتاب ہے۔ بد قسمتی سے، بد قسمتی سے لوگ اکثر قرآن کی نصیحت کو سنجیدگی سے نہیں

لیتے جو اس کے ساتھ حقارت سے پیش آنے کے مترادف ہے۔ یہ اعمال نہ صرف قرآن کے احترام کی کمی کو ظاہر کرتے ہیں بلکہ اللہ کے پیغام کی تردید کو بھی نمایاں کرتے ہیں۔ یہ قرآن کا مذاق اڑانے کے مترادف ہے اور رد عمل قرآن کی تنبیہ ہے۔

**قرآن کی اہمیت:** قرآن اپنے بارے میں غور و فکر کرنے والوں کے لیے کہتا ہے کہ سب سے پہلے یہ ایک ہدایت الہی، ایک سچائی، غلط فہمیوں کو دور کرنے کا ذریعہ، رحمت اور لوگوں کے دلوں کے لیے شفا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”یقیناً یہ قرآن اس چیز کی طرف رہنمائی کرتا ہے جو سب سے زیادہ راست اور درست ہے اور ایمان والوں کو جو نیک عمل کرتے ہیں بشارت دیتا ہے کہ ان کے لیے بڑا اجر ہے“ (17:9)۔ یہ آیت ظاہر کرتی ہے کہ قرآن صرف تلاوت کی کتاب نہیں ہے، بلکہ زندگی کے لیے ایک جامع ہدایت ہے، جو انسانیت کو عدل، راستبازی اور ابدی کامیابی کی طرف لے جاتی ہے۔

اللہ فرماتا ہے: اے نبی ﷺ! اس نے تم پر یہ کتاب نازل کی، جو حق لے کر آئی ہے اور ان کتابوں کی تصدیق کرتی ہے جو پہلے سے آئی ہوئی تھیں۔ اس سے پہلے وہ انسانوں کی ہدایت کے لیے تورات اور انجیل نازل کر چکا ہے (3:3)۔ مزید کہتا ہے: لوگو، تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آگئی ہے۔ یہ وہ چیز ہے جو دلوں کے امراض کی شفا ہے اور جو اسے قبول کر لیں ان کے لیے رہنمائی اور رحمت ہے (10:57)۔ اور اسی طرح یہ کتاب ہم نے نازل کی ہے، ایک برکت والی کتاب۔ پس تم اس کی پیروی کرو اور تقویٰ کی روش اختیار کرو، بعید نہیں کہ تم پر رحم کیا جائے (6:155)۔

قرآن اپنے آپ کو انسانی دل کے لیے رحمت الہی اور روحانی شفاء کے سرچشمے کے طور پر پیش کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ہم اس قرآن کے سلسلہ تنزیل میں وہ کچھ نازل کر رہے ہیں جو ماننے والوں کے لیے توشفا اور رحمت ہے، مگر ظالموں کے لیے خسارے کے سوا اور کسی چیز میں اضافہ نہیں کرتا (17:82)۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ قرآن شک، مایوسی اور گمراہی کا روحانی علاج پیش کرتا ہے، جو مومنوں کے دلوں کو سکون اور راحت بخشتا ہے۔ یہ رحمت اور حفاظت دونوں کا کام کرتا ہے، انسانوں کو گمراہی سے بچاتے ہوئے ان کے راستے کو نور، حکمت اور اپنے خالق کے قرب سے منور کرتا ہے۔

## قرآن کی پکار کا خلاصہ

**1. قرآن بطور ہدایت اور شفاء:** کتاب بار بار ایک واضح ہدایت ہونے کا دعویٰ کرتی ہے۔ یہ اپنے آپ کو رحمت اور شفا بھی کہتی ہے: ”اور ہم قرآن میں سے وہ نازل کرتے ہیں جو مومنوں کے لیے شفا اور رحمت

ہے“ (17:82)۔ اس طرح، قرآن روح کی رہنمائی کرتا ہے، دل کو سکون دیتا ہے، اور اخلاقی ترتیب کو بحال کرتا ہے، یہ ہدایت اور علاج دونوں کا کام کرتا ہے۔

**2. غور و فکر کی دعوت:** قرآن اپنے پیغام کے ذریعے تخلیق پر غور و فکر کی مسلسل دعوت دیتا ہے۔ غور و فکر سے پڑھنا، آیات کو دنیا اور ضمیر کی عکاسی کے ساتھ جوڑنا، وہ طریقہ کار ہے جس کے ذریعے وحی تلاوتی ہونے کی بجائے تبدیلی کا باعث بنتی ہے۔

**3. ترک کرنے کے خلاف دوہائی:** اس تلاوت کے خلاف سخت تنبیہ جو کبھی دل تک نہیں پہنچتی جو وحی کو محض آواز تک محدود کر دیتی ہے۔ قرآن کہتا ہے: اور رسول کہے گا کہ اے میرے رب، میری قوم نے اس قرآن کو اپنا مذاق بنایا تھا (25:30)۔ علاج آسان ہے لیکن ضروری ہے، عاجزی کے ساتھ مطالعہ کریں، جو کچھ آپ سیکھتے ہیں اس پر عمل کریں، اور عبادت کو اپنے طرز عمل کو تبدیل کرنے دیں۔

**4. عبادت اخلاقیات سے منسلک ہے:** مرکزی عبادات (عقیدہ، نماز، روزہ، زیارت) سبھی سماجی ذمہ داریوں سے منسلک ہیں۔ قرآن، نیکی کو بیان کرتے ہوئے کہتا ہے: یہ کوئی نیکی نہیں ہے۔ یہ کہ تم اپنا منہ مشرق یا مغرب کی طرف کرو لیکن نیکی یہ ہے کہ اللہ اور یوم آخرت اور فرشتوں اور کتاب اور انبیاء پر سچا ایمان لائے اور اس کی محبت میں اپنی پسند کا مال رشتہ داروں اور یتیموں، مسکینوں اور مسافروں، سانکلوں اور غلاموں کے فدیہ میں خرچ کرے اور زکوٰۃ ادا کرے۔ اور نیک لوگ وہ ہیں جو اپنے عہد کی پاسداری کرتے ہیں اور سختیوں اور مصیبتوں اور حق و باطل کی لڑائی میں صبر کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ ایسے ہی سچے لوگ ہیں اور ایسے ہی متقی ہیں (2:177)۔ قرآن اللہ اور یوم آخرت پر ایمان کو نماز، زکوٰۃ اور رشتہ داروں اور ضرورت مندوں کی دیکھ بھال سے جوڑتا ہے: تقویٰ اور سماجی انصاف لازم و ملزوم ہیں۔ نماز روح کو درست کرتی ہے، صدقہ روح اور معاشرہ دونوں کو درست کرتا ہے۔

**5. سماجی اور معاشی اخلاقیات:** قرآن سود کی ممانعت کے ذریعے کمزوروں کی حفاظت کرتا ہے (2:275) اور زکوٰۃ اور صدقہ کے احکام کے ذریعے مال کو منظم کرتا ہے: حقیقت یہ ہے کہ زکوٰۃ کی وصولی صرف ضرورت مندوں اور مسکینوں کے لیے ہے، اور ان لوگوں کے لیے جو ان کو جمع کرنے پر مامور ہیں اور ان کے لیے جن کے دل جیتنے کے لیے ہیں اور قرضوں اور قرضوں کے حصول کے لیے۔ اللہ اور مسافروں کی مہمان نوازی کے لیے۔ یہ اللہ کی طرف سے ایک فرض ہے: اور اللہ سب کچھ جاننے والا، حکمت والا ہے (9:60)، قرآن رشوت اور ناجائز دولت جمع کرنے سے منع کرتا ہے (2:188) اور عہد کو پورا کرنے کی ہدایت

کرتا ہے (16:90)۔ مقصد صرف انفرادی سخاوت نہیں ہے بلکہ استحصال کو کم کرنے کے لیے ہمدردی کی بنیاد پر بازاروں، خاندانوں اور عوامی زندگی کو تشکیل دینا ہے۔

**6. خاندان، شادی، اور ذاتی قانون:** شادی، طلاق، وراثت، یتیموں کی سرپرستی، اور شوہر اور بیوی کے حقوق اور فرائض ان کی عزت کی حفاظت اور خاندانی کردار میں زیادتیوں کو محدود کرنا ہیں۔ یتیموں کے مال اُن کو واپس دو، اچھے مال کو برے مال سے نہ بدل لو، اور ان کے مال اپنے مال کے ساتھ ملا کر نہ کھا جاؤ، یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ اور اگر تم کو اندیشہ ہو کہ یتیموں کے ساتھ انصاف نہ کر سکو گے تو جو عورتیں تم کو پسند آئیں اُن میں سے دو دو تین تین، چار چار سے نکاح کر لو۔ لیکن اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ اُن کے ساتھ عدل نہ کر سکو گے تو پھر ایک ہی بیوی کرو یا اُن عورتوں کو زوجیت میں لاؤ جو تمہارے قبضہ میں آئی ہیں، بے انصافی سے بچنے کے لیے یہ زیادہ قرین صواب ہے (3:2-4) اور مرد عورتوں پر محافظ ہیں، اس بنا پر کہ اللہ نے اُن میں سے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے اور اس بنا پر کہ مرد اپنے مال خرچ کرتے ہیں۔ پس جو صالح عورتیں ہیں وہ اطاعت شعار ہوتی ہیں اور مردوں کے پیچھے اللہ کی حفاظت و نگرانی میں اُن کے حقوق کی حفاظت کرتی ہیں، اور جن عورتوں سے تمہیں سرکشی کا اندیشہ ہو انہیں سمجھائو، خواب گاہوں میں اُن سے علیحدہ رہو اور مارو، پھر اگر وہ تمہاری مطیع ہو جائیں تو خواہ مخواہ ان پر دست درازی کے لیے بہانے تلاش نہ کرو، یقین رکھو کہ اُوپر اللہ موجود ہے جو بڑا اور بالاتر ہے (4:34)۔ ان دفعات کا مقصد تعلقات کو مضبوط کرنا اور کمزوروں کی حفاظت کرنا ہے۔ ان کا اطلاق انصاف، رحم اور وقار کے قرآنی اخلاقی اصولوں کے مطابق ہونا چاہیے۔

**7. تنازعات میں حدود، ذمہ داری، اور تحمل:** قرآن اپنے دفاع اور منظم تصادم کی اجازت دیتا ہے لیکن تحمل اور انصاف کا بھی حکم دیتا ہے: "اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں، لیکن زیادتی نہ کرو" (2:190)۔ غنیمت، قیدیوں کے ساتھ سلوک، اور امن کی طرف مائل ہونے کے قوانین (8:41-61-60) ظاہر کرتے ہیں کہ جنگ میں بھی قرآن اخلاقی حدود اور جب ممکن ہو امن کے حصول کے لیے اقدامات کا کہتا ہے۔

**8. تنبیہ، امید، اور عمل کی دعوت:** قرآن سخت تنبیہات کو وعدہ شدہ رحمت کے ساتھ جوڑتا ہے: جو لوگ اس کی رہنمائی پر عمل کرتے ہیں ان کے لیے انعام کا وعدہ کیا گیا ہے (17:9)، جب کہ جو لوگ تکبر پر قائم رہتے ہیں انہیں تباہی کا سامنا کرنا پڑتا ہے (متعدد داستانیں مثالیں؛ یوم جزا کے حوالے سے 39:71 دیکھیں)۔ عملی جواب ٹھوس ہے: غور و فکر کے ساتھ پڑھیں، معافی جانیں، انصاف پر عمل کریں، اور

کنز و روں کی دیکھ بھال کریں، تب کتاب نہ صرف رہنمائی بلکہ انفرادی اور اجتماعی زندگی میں ایک فعال شفاء بن جاتی ہے۔ اے انسان قرآن کی پکار سن:

|                             |                                |
|-----------------------------|--------------------------------|
| نور کی دنیا سے آیا ہے پیام  | ہدایت کا دریا، رحمت کا نام     |
| یہ ہے ذکرِ خدا، یہ نغمہ نور | جو کرے دل کو مطمئن و مسرور     |
| ہر آیت ہے صاف و عیاں        | سن لے ذرا، اے غافلِ جاں        |
| یہی ہے کتاب یہی ہے صراط     | اسی میں نجات، اسی میں حیات     |
| جو دل کا سکوں، ظلمت مٹائے   | راستہ دکھائے، ہر درد کو ٹھلائے |
| عمل سے ہی آیت جاگتی ہے      | دلوں میں ہدایت اُتارتی ہے      |
| جو مان لے، وہ راہ پا جائے   | رحمت کا در اس پر کھل جائے      |

## قرآن کی دوہائی غور کر

قرآن کی صدا بھی فضا میں گونجتی ہے  
جو سنے دل سے، اُس کی زندگی بدل دیتی ہے

قرآن بار بار انسان کو نہ صرف اپنی آیات پر بلکہ اللہ کی مخلوق پر بھی غور و فکر کرنے کی دعوت دیتا ہے۔ قرآن کہتا ہے: زمین اور آسمانوں کی پیدائش میں اور رات اور دن کے باری باری سے آنے میں ان ہوش مند لوگوں کے لیے بہت نشانیاں ہیں جو اٹھتے، بیٹھتے اور لیٹتے، ہر حال میں خدا کو یاد کرتے ہیں اور زمین آسمانوں کی ساخت میں غور و فکر کرتے ہیں۔ (وہ بے اختیار بول اٹھتے ہیں) ”پروردگار، یہ سب کچھ تو نے فضول اور بے مقصد نہیں بنایا ہے، تو پاک ہے اس سے کہ عبث کام کرے۔ پس اے رب، ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے، تو نے جسے دوزخ میں ڈالا اسے درحقیقت بڑی ذلت و رسوائی میں ڈال دیا، اور پھر ایسے ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہوگا (3:190-192)۔ تخلیق پر غور و فکر کرنے کا مقصد قرآن کی طرف لوٹنا ہے، کیونکہ دونوں اللہ کی نشانیاں ہیں۔ غور کرنے والے ہدایت پاتے ہیں، جو لوگ غور و فکر کو نظر انداز کرتے ہیں وہ دیکھتے ہوئے بھی اندھے رہتے ہیں۔ اے انسان! قرآن پر غور کر:

زمرہ جات

1. **مخلوق اور اللہ کی نشانیاں:** اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کے آنے جانے میں عقل والوں کے لیے نشانیاں ہیں“ (3:190-191)۔ ”کیا وہ اونٹوں کو نہیں دیکھتے کہ وہ کس طرح پیدا ہوئے ہیں؟ اور آسمان کو، وہ کیسے بلند کیا گیا ہے؟ اور پہاڑوں کو، کس طرح کھڑا کیا گیا ہے؟ اور زمین کو کیسے پھیلایا گیا ہے؟“ (88:17-20)۔

2. **انسانیت کی اصل اور مقصدِ حیات:** کیا انسان پر لامتناہی زمانے کا ایک وقت ایسا بھی گزرا ہے جب وہ کوئی قابل ذکر چیز نہ تھا (76:1)؟ کیا انسان نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ یونہی مہمل چھوڑ دیا جائے گا (75:36)؟ ہم نے انسان کو ایک مخلوط نطفے سے پیدا کیا تاکہ اس کا امتحان لیں اور اس غرض کے لیے ہم نے اسے سننے اور دیکھنے والا بنایا (76:2)۔

3. **اللہ کی وحدانیت (توحید):** ”کہو: وہ اللہ یکتا، اللہ سب سے بے نیاز اور سب اس کے محتاج ہیں“ (112:1-2)۔ اگر آسمان وزمین میں ایک اللہ کے سوا دوسرے خدا بھی ہوتے تو (زمین اور آسمان) دونوں کا نظام بگڑ جاتا۔ پس پاک ہے اللہ رب العرش اُن باتوں سے جو یہ لوگ بنا رہے ہیں (21:22)۔ ”جس کو تم اس کے سوا پکارتے ہو وہ ایک کبھی بھی نہیں پیدا کر سکتے“ (22:73)۔ توحید قرآن کا محور ہے، یہ احساس دلاتا ہے کہ تمام طاقت، علم اور رحمت صرف اور صرف اللہ کے لیے ہے۔ اس پر غور و فکر، دل کو دوسروں پر انحصار سے پاک کرتا ہے۔

4. **الہی انصاف اور روزِ جزا:** ”کیا انسان یہ سمجھتا ہے کہ ہم اس کی ہڈیاں جمع نہیں کریں گے؟ ہاں، ہم اس کی انگلیوں کے پوروں کو بحال کرنے پر قادر ہیں“ (75:3-4)۔ ”کیا وہ لوگ جو برائی کرتے ہیں یہ سمجھتے ہیں کہ ہم انہیں ان لوگوں کے برابر کر دیں گے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے؟“ (45:21)۔ ”ہر جان کو اس کی کمائی کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور کسی پر ذرا ظلم نہیں کیا جائے گا“ (3:25)۔ عدلِ الہی قانون کی بنیاد ہے۔ ہر عمل لکھا ہوا ہے اور ہر نفس اپنے اعمال کا خمیازہ کھگتے گا۔ اس پر غور کرنے سے احتساب اور اخلاص پروان چڑھتے ہیں۔

5. **قرآن بطور ہدایت اور ثبوت:** ”کیا وہ قرآن میں غور نہیں کرتے، اگر یہ اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو اس میں بہت سے تضادات پائے جاتے“ (4:82)۔ ”یہ ایک بابرکت کتاب ہے جو ہم نے آپؐ کی طرف نازل کی ہے تاکہ لوگ اس کی آیات پر غور کریں اور عقلمندوں کو نصیحت ہو“ (38:29)۔ قرآن محض تلاوت کے لیے نہیں بلکہ غور و فکر کے لیے ہے۔ ہر آیت الہی تفہیم کا آغاز ہے، اس کی ہم آہنگی، مستقل مزاجی اور موافقت پر غور و فکر کرنے پر زور دیتی ہے۔

6. ایمان، شکر گزاری، اور سر تسلیم خم کرنا: ”تمہارے رب نے خبردار کر دیا تھا کہ اگر شکر گزار بنو گے تو میں تم کو اور زیادہ نوازوں گا اور اگر کفرانِ نعمت کرو گے تو میری سزا بہت سخت ہے“ (14:7)۔ ”اگر تم کفر کرو تو اللہ تم سے بے نیاز ہے۔ لیکن وہ اپنے بندوں کے لیے کفر کو پسند نہیں کرتا“ (39:7)۔ ”کہہ دو کہ بے شک میری نماز، میری قربانی، میرا جینا اور میرا مرنا اللہ رب العالمین کے لیے ہے“ (6:162)۔ شکر گزاری عمل پر ایمان ہے۔ مومن کی زندگی مجبوری سے نہیں بلکہ محبت اور خدائی رحمت کی پہچان کے گرد گھومتی ہے۔

7. فطرت میں نشانیاں اور انسانی زندگی: ”اور اس کی نشانیوں میں سے آسمانوں اور زمین کی تخلیق اور تمہاری زبانوں اور رنگوں کا تنوع ہے۔“ اور اس کی نشانیوں میں سے تمہارا رات کو سونا اور دن کو اس کا فضل تلاش کرنا ہے“ (30:22-23) ”کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہم کس طرح بنجر زمین کی طرف بارش بھیجتے ہیں اور اس سے نباتات اگتی ہیں“ (32:27) فطرت خود وحی ہے، دن اور رات کا چکر، زندگی اور موت، بارش اور نشوونما سب اللہ کی موجودگی کی گواہی دیتے ہیں۔

8. انبیاء اور وحی: ”ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور ان کے بعد پے در پے رسول بھیجے“ (2:87)۔ ”اور ہم نے آپ پر حق کے ساتھ کتاب نازل کی ہے جو اپنے سے پہلے کی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے“ (5:48)۔ ”محمد ﷺ صرف ایک رسول ہیں“ (3:144)۔ انبیاء نور کی زنجیر ہیں جو انسانیت کو الہی سچائی سے جوڑتے ہیں۔ ہر رسول نے ایک ہی پیغام دیا کہ صرف اللہ کی عبادت کرو اور نیک زندگی گزارو۔

9. اخلاقی کردار اور سماجی انصاف: ”تم نے دیکھا اس شخص کو! جو آخرت کی جزا و سزا کو ٹھٹھلاتا ہے؟ وہی تو ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے، اور مسکین کو کھانا دینے پر نہیں اکساتا۔“ (107:1-3)۔ ”بے شک اللہ عدل، احسان اور رشتہ داروں کو دینے کا حکم دیتا ہے“ (16:90)۔ ”تکبر میں لوگوں سے منہ نہ پھيرو“ (31:18)۔ سچا ایمان کردار، ہمدردی، عاجزی اور خدمت سے ظاہر ہوتا ہے۔ قرآن عبادت کو عدل اور سماجی ذمہ داری سے جوڑتا ہے۔

10. عارضی دنیا اور ابدی آخرت: غور کرنے کی آیات: ”خوب جان لو کہ یہ دنیا کی زندگی اس کے سوا کچھ نہیں کہ ایک کھیل اور دل لگی اور ظاہری ٹیپ ٹاپ اور تمہارا آپس میں ایک دوسرے پر فخر جتنا اور مال و اولاد میں ایک دوسرے سے بڑھ جانے کی کوشش کرنا ہے۔“ (57:20)۔ ”ہر چیز جو اس زمین پر ہے فنا ہو جائے گی اور صرف تیرے رب کی جلیل و کریم ذات ہی باقی رہنے والی ہے“ (55:26-27)۔ ”آخرت ہی بہتر

اور پائیدار ہے“ (87:17)۔ دنیاوی زندگی عارضی ہے۔ جو ثابت ہوتا ہے وہ عمل صالح اور ذکر الہی ہے۔ اس سے آگاہی کسی کی ترجیحات اور حصول کو بدل دیتی ہے۔

**11. دعا اور اللہ کا تقرب:** ”اور اے نبی! میرے بندے اگر تم سے میرے متعلق پوچھیں، تو انہیں بتا دو کہ میں ان سے قریب ہی ہوں، میں پکارنے والے کی پکار کو قبول کرتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے“ (2:186)۔ ”مجھے پکارو، میں تمہاری دعائیں قبول کروں گا“ (40:60)۔ اللہ ہماری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔ وہ ہر سرگوشی سنتا ہے اور ہر مخلص پکار کا جواب دیتا ہے۔ اس کے قرب پر غور کرنے سے امن اور اعتماد پیدا ہوتا ہے۔

**12. ماضی کی اقوام سے اسباق:** ”پھر کیا یہ لوگ زمین میں چلے پھرے نہیں ہیں کہ ان قوموں کا انجام انہیں نظر نہ آیا جو ان سے پہلے گزر چکی ہیں“ (12:109)؟ ”جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھا تو کہنے لگے کہ ہم صرف اللہ پر ایمان رکھتے ہیں، لیکن ان کے ایمان نے انہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچایا“ (40:84-85)۔ تاریخ حال کا آئینہ ہے۔ ماضی کی تہذیبوں کے عروج و زوال پر غور کرنے سے خدائی قانون اور احتساب کی سچائی کو تقویت ملتی ہے۔

**13. خود عکاسی اور احتساب:** ”اے انسان تجھے اپنے رب کریم کے بارے میں کس چیز نے دھوکا دیا“ (82:6)؟ ”نفس تو بدی پر اکساتا ہی ہے اللہ یہ کہ کسی پر میرے رب کی رحمت ہو، بے شک میرا رب بڑا غفور و رحیم ہے“ (12:53)۔ ”اور ان لوگوں کی طرح نہ بنو جنہوں نے اللہ کو بھلا دیا تو اللہ نے انہیں اپنے آپ کو بھلا دیا“ (59:19)۔ قرآن مومن کو باطن کی طرف دیکھنے، مقاصد، خواہشات اور اخلاص کا جائزہ لینے کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ حقیقی غور و فکر نفس سے شروع ہوتا ہے۔

**14. حتمی غور و فکر:** ”یہ ایک بابرکت کتاب ہے جو ہم نے تمہاری کی طرف نازل کی ہے تاکہ لوگ اس کی آیات پر غور کریں اور عقلمند نصیحت حاصل کریں“ (38:29)۔ **اے انسان ذرا غور کر کہ قرآن کیا کہتا ہے:**

|                                  |                                  |
|----------------------------------|----------------------------------|
| قرآن کی صدا ہے دلوں کے نام       | اے روح پلٹ آ، اسی میں ہے دوام    |
| اس کی ہر آیت میں نور کا اجالا ہے | اس کے ہر لفظ میں رب کا حوالہ ہے  |
| نہ قہر کی کوئی صدا ہے یہاں،      | اس میں نرمیوں کا پیام ہے عیاں۔   |
| دوڑ دل سنگ بستہ، رحمت ہے جہاں    | کہ سحر سے پہلے ہے راہِ نجات رواں |

## قرآن کی پکار اس کی نشانیوں پر غور کر

فضا میں گونجتی ہے قرآن کی صدا، جودل سے سنے، بدل جائے اُس کی ادا۔  
ہر نشانی میں ہے اک پیغام حق کا ظہور، دل سننے لے یہ بہتا ہوا نور  
قرآن صدا دیتا ہے ہر اک بیابان میں، اے انسان! ذرا غور کر اپنے جہاں میں

کائنات میں پھیلی ہوئی نشانیاں، ہمارے ارد گرد کی نشانیاں، ہمارے باطن کی نشانیاں، اور قرآن میں بیان کردہ نشانیاں، سب ایک ہی ابدی حقیقت کی طرف رہنمائی کرتی ہیں۔ قرآن بار بار انسان کو مخاطب کرتا ہے: ”کیا تم غور نہیں کرتے؟ کیا تم دیکھتے نہیں ہو؟“ یہ دراصل قرآن کی وہ ازلی پکار ہے، جو انسانیت کو تاریخی انکشافات اور فطری قوانین کی درستی کے ذریعے پیغامِ الہی کو دیکھنے، غور کرنے اور اس کی تصدیق کرنے کی تلقین کرتے ہیں۔ یہ آیات نہ صرف فطری مظاہر اور تاریخی حقائق کو گھیرے ہوئے ہیں بلکہ وہ بھی جن کو پیشین گوئی یا ظاہری معجزات کے طور پر دیکھا جاسکتا ہے، ہر ایک اندھے اعتقاد کی بجائے عکاسی، بصیرت اور فہم کو دعوت دیتے ہیں۔

قرآن پیغمبر محمد ﷺ کو دیئے گئے تمام معجزات میں سب سے بڑا معجزہ ہے، یہ نہ صرف الہامی ہونے کی وجہ سے، بلکہ انسانیت پر اپنے لازوال اثرات کے لئے 23 سالوں میں ایک اُمّی نبی پر نازل ہوا، یہ بے مثال فصاحت، حکمت اور علم پر مشتمل ہے۔ اس کی لسانی فضیلت، اسلوب، اور معنی کی گہرائی ایک معجزہ ہے کیونکہ کوئی شاعر، عالم، یا ادیب اس جیسی کوئی چیز پیش کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکا، باوجود اس کے کہ قرآن کے اندر ”اس جیسی ایک سورت لانے کا چیلنج“ ہے (2:23)۔ یہ لاثانییت اس کے الہی منبع کے ثبوت کے طور پر کھڑی ہے۔

قرآن کے عظیم ترین معجزات میں سے ایک اس کی حفاظت ہے۔ دیگر صحیفوں کے برعکس، اس میں اپنے نزول کے 1,400 سال بعد بھی کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ دنیا بھر میں لاکھوں مسلمانوں نے اسے لفظ بہ لفظ حفظ کیا ہے، اس بات کو یقینی بناتے ہوئے کہ اس کی تحریر کی ہر صورت میں حفاظت کی جائے۔ دشمنوں کی طرف سے اس میں رد و بدل یا تحریف کی کوششوں کے باوجود، قرآن کو بالکل اسی طرح محفوظ رکھا گیا ہے جیسا کہ یہ نازل ہوا تھا، اللہ کا وعدہ سچا ہوا: رہا یہ ذکر، تو اس کو ہم نے نازل کیا ہے اور ہم خود اس کے نگہبان

قرآن اپنی پیشین گوئیوں اور مستقبل کے علم کے بیان میں بھی ایک عظیم معجزہ ہے۔ اس میں مستقبل کے ایسے واقعات کی خبر دی گئی جو بعینہ سچ ثابت ہوئے۔ مثال کے طور پر، قرآن نے اعلان کیا کہ رومی اپنی شکست کے بعد چند ہی برسوں میں فارسیوں پر غالب آ جائیں گے: ”رومی مغلوب ہو گئے ہیں، قریبی سرزمین میں، لیکن وہ اپنی شکست کے بعد چند سالوں میں غالب آ جائیں گے۔ پہلے اور بعد کا اختیار اللہ ہی کے پاس ہے، اور اُس دن مومن اللہ کی عطا کردہ فتح پر خوش ہوں گے۔ اللہ جسے چاہے فتح عطا کرے، اور وہی سب پر غالب، نہایت رحم والا ہے“ (5:2-30)۔ اس نے فرعون کے جسم کے تحفظ کو بعد کی نسلوں کے لیے ایک نشانی قرار دیا، جس کی تصدیق جدید آثار قدیمہ سے ہوتی ہے (92:10)۔ اس نے غیب کے بارے میں بھی درست معلومات فراہم کیں، جیسے انسانی جنین کی نشوونما کے مراحل (14:12-23)، کائنات کی توسیع (47:51)، اور ماحول کا حفاظتی حصار (32:21)، وہ سچائیاں جنہیں جدید سائنس نے صدیوں بعد دریافت کیا۔

سائنسی معجزات کے اعتبار سے بھی قرآن انسان کی فکر و نظر کے لیے حیرت انگیز بصیرت فراہم کرتا ہے۔ اس نے ایسے حقائق بیان کیے جن سے نزول قرآن کے وقت کوئی واقف نہ تھا۔ مثلاً قرآن پہاڑوں کو زمین کی تہہ کے لیے مضبوط کھونٹیوں سے تشبیہ دیتا ہے (15:16)، آسمان کو حفاظتی چھت قرار دیتا ہے (32:21)، رات اور دن کے منظم رد و بدل کا ذکر کرتا ہے، اور بارش کے ذریعے بنجر زمین کو زندگی بخشنے کے عمل کو بیان کرتا ہے (48:30)۔ اگرچہ قرآن کوئی سائنسی تصنیف نہیں، تاہم اس کی آیات فلکیات، ارضیات، حیاتیات اور سمندری حیات جیسے جدید علوم کی دریافتوں سے حیرت انگیز مطابقت رکھتی ہیں، جو اس کے الہی ماخذ ہونے کی واضح شہادت ہے۔ متعدد سائنس دانوں نے ان آیات پر غور کرنے کے بعد اس حقیقت کو تسلیم کیا کہ اُس زمانے کے انسانی علم میں ایسی درستی ممکن نہ تھی، اور یوں وہ اسلام کے پیغام حق سے متاثر ہو کر ایمان لے آئے۔

دلوں اور معاشروں پر قرآن کا اثر خود اس کے اعجاز کی روشن دلیل ہے۔ اس نے عربوں کو، جو کبھی جہالت، تفرقے اور خونریزی میں مبتلا تھے، عدل، علم اور ایمان کی روشنی سے منور ایک متحد و مہذب قوم میں بدل دیا، جس نے انسانی تہذیب و تمدن میں ایک ہمہ گیر انقلاب برپا کیا۔ قرآن کا روحانی اثر آج بھی انسان کے دل و دماغ کو منور کرتا ہے، اسے تسلی، رہنمائی اور اصلاح کا سرچشمہ عطا کرتا ہے، کیونکہ یہ انسانی روح کو حکمت، محبت اور رحمت کے لہجے میں مخاطب کرتا ہے۔ جو لوگ اخلاص کے ساتھ قرآن کی تلاوت اور تندر کرتے ہیں، وہ دل کی گہرائیوں میں ایک ایسے سکون، قوت اور بصیرت کا تجربہ کرتے ہیں، جس کی توضیح کسی مادی یا انسانی وسیلے سے ممکن نہیں۔

مزید برآں، قرآن مجید ہر دور اور ہر قوم کے لیے آفاقی رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ یہ صرف عبادت یا روحانیت تک محدود نہیں، بلکہ انصاف، حکمرانی، خاندانی نظام اور فرد کی اخلاقی تربیت کے لیے ایسے جامع اصول اور قوانین پیش کرتا ہے جو چودہ صدیوں کے بعد بھی اپنی تازگی اور افادیت برقرار رکھے ہوئے ہیں۔ قرآن روحانیت اور دنیاوی زندگی کے درمیان ایسا متوازن تعلق قائم کرتا ہے جو انسانی فطرت کے عین مطابق ہے۔ ایسا توازن جو کوئی انسانی نظام آج تک برقرار نہیں رکھ سکا۔ بدلنے ہوئے علوم، تہذیبوں اور اقدار کے باوجود اس کی تعلیمات کی مسلسل مطابقت اس کے الہی اور معجزاتی پہلو کو آشکار کرتی ہیں۔

آخر میں، قرآن کے معجزات کثیر جہتی لسانی، تاریخی، سائنسی، روحانی اور سماجی ہیں۔ اس کا بغیر کسی تبدیلی کے تحفظ، اس کی درست پیشین گوئیاں اور سائنسی بصیرت، اس کی اصلاح معاشرے کی طاقت اور اس کی لازوال رہنمائی اسے تمام صحیفوں میں منفرد بناتی ہے۔ مومنوں کے لیے یہ صرف ایک کتاب نہیں بلکہ ایک زندہ معجزہ، اللہ سے براہ راست تعلق اور ابدی حکمت کا سرچشمہ ہے۔ اس کے معجزات ظاہر ہوتے رہتے ہیں جیسے جیسے انسانی علم ترقی کرتا ہے، اس کے کتاب الہی ہونے کی تصدیق کرتا ہے۔

قرآن اس بات پر بھی زور دیتا ہے کہ یہ معجزات تماش بینی کے لیے نہیں ہیں بلکہ ہدایت اور سچائی کے اثبات کے لیے ہیں۔ پس قرآن کی پکار معجزات کا مطالبہ کرنا مقصود نہیں ہے بلکہ علم، تخلیق اور وحی میں جاری معجزات کو پہچاننا ہے۔

## نشانیوں پر غور و فکر کا خلاصہ

(1) **تخلیق، انسان کی ابتدا اور قیامت:** آیات جو انسانی ابتداء کی وضاحت کرتی ہیں (قطرہ، پھر لو تھڑا، پھر جسم)، اللہ خالق ہے، اس کے پاس دوبارہ زندہ کرنے کی الہی طاقت ہے۔

(2) **فطرت میں نشانیاں:** رات/دن، بارش، پودے، مویشی، شہد کی مکھیاں، بجلی، پہاڑ، سونا/جاگنا، اللہ کی حکمت اور قدرت کے قابل مشاہدہ ثبوت ہیں۔

(3) **الہی صفات اور حاکمیت:** اللہ کی وحدانیت، علم، سماعت، انصاف، فیصلہ کرنے اور دینے/روکنے کی خصوصی طاقت، اور یہ کہ دوسروں کے پاس کوئی حقیقی اختیار نہیں ہے۔

(4) **شرک، بت پرستی اور جھوٹے شفاعت کرنے والوں کی تردید:** تمثیلیں (کبھی، مجھ، کڑی) اور منطقی چیلنجز جو بتوں اور شفاعت کرنے والے کو بے اختیار دکھاتے ہیں۔

- (5) نبوی کردار، وحی اور قرآنی دلائل: انبیاء بحیثیت ڈرانے والے اور رہنمائی کے علمبردار، قرآن کی داخلی مستقل مزاجی، اور نبی کی حدود (کوئی آزاد طاقت / علم غیب نہیں)۔
- (6) انسانی حالت، ٹیسٹ اور اخلاقی ذمہ داری: زندگی بطور امتحان (فضل اور آزمائش)، علمی اندھا پن بمقابلہ بصیرت، شکر گزاری کی اخلاقی اہمیت، اور غفلت کے نتائج۔
- (7) سماجی اخلاقیات اور اجتماعی ذمہ داریاں: نماز، صدقہ، غریبوں کو کھانا کھلانا، یتیموں کی دیکھ بھال، مال کی منصفانہ تقسیم۔ ایسے اعمال جو سچے مومنوں بمقابلہ منافقین کی نشاندہی کرتے ہیں۔
- (8) تمثیلیں، تشبیہات اور بیان بازی کے آلات: وہم کو دور کرنے اور مذہبی نکات کو واضح اور یادگار بنانے کے لیے تمثیل (نباتات، جھاگ، مکڑی، شیطان کا وسوسہ) کا استعمال۔
- (9) آخرت کے متعلق، تشبیہات، قیامت اور نتائج: قیامت کے بارے میں شکوک و شبہات، ماضی کے لوگوں کی بربادی، آخری سمن، جنت میں انعامات بمقابلہ جہنم میں سزا، اور اخلاقی عجلت۔
- (10) ماضی کے لوگوں اور افراد کی تاریخ / تمثیل سے مثالیں: کہانیاں اور تمثیلیں (فرعون کی بیوی، نوح / لوط کی بیویاں، ایلیس، ماضی کی قومیں) اخلاقی سبق اور نظیر کے طور پر استعمال ہوتی ہیں۔
- (11) اللہ پر انحصار / الٰہی حکمت: زمین کی ہر چیز انسانوں کے لیے مسخر ہے۔ رزق، پانی، زندگی / موت خدا کے ہاتھ میں ہے، جو انسانی انحصار کو واضح کرتا ہے۔
- (12) اخلاقی تضادات اور علمی امتیازات: اندھے بمقابلہ دیکھنے والے، مومن بمقابلہ بدکار، امیر بمقابلہ ضرورت مند، انتخاب کے نتائج کو ظاہر کرنے کے لیے اخلاقی زمرے واضح کیے گئے۔
- غور کر: قرآن کی پکار مسلسل ہمیں مخلوقات، جانوروں، آسمانوں، پہاڑوں اور زمین کو خدائی حکمت کے آئینے کے طور پر دیکھنے کی دعوت دیتی ہے۔ ان علامات پر غور کرنے سے عاجزی اور خالق کا خوف پیدا ہوتا ہے۔
- اے انسان، نصیحت کو نظر انداز نہ کر:

|                                   |                                 |
|-----------------------------------|---------------------------------|
| یہ کائنات اس کے کُن کی کہانی ہے   | ہر منظر میں اُس رب کی نشانی ہے  |
| کہتی ہیں بس، اللہ ہی ہے اک خدا    | ستاروں کی چمک، اور ہوا کی صدا   |
| اپنے دل میں اُس کی کبریائی سن     | زمین و فلک میں اس کی گواہی سن   |
| جو غور کرے گا، اسے وہی مانے گا    | جو سوچے گا، وہی اسے پہچانے گا   |
| ہر نشانی پکارے گی، اللہ ہی ہے خدا | اپنے دل کی آنکھ سے ذرا نظر دوڑا |

## سورة الفاتحہ

دل نے جب دی "الحمد للہ" کی صدا  
ہر آیت میں تسبیح، ہر لفظ میں ہے نور  
جلوہ حق نے پھر کر دیا خود کو عیاں  
یہ ہے ذکرِ خدا، اسی میں ہے سرور  
جب صدا دی دل نے، تو یہ پیام آیا  
اسی میں ہے سکون، اسی میں ہے وفا  
ہر لفظ میں روشنی، ہر سانس میں دعا

**سورة الفاتحہ** قرآن کا پہلا باب ہے، یہ اس کی روحانی گہرائی، شفا یابی کی صلاحیت اور مومن کے اللہ کے ساتھ تعلق میں مرکزی کردار کو ظاہر کرتی ہے۔ سورة الفاتحہ قرآن کے مقصد کو روزانہ کی درخواست میں سمیٹتی ہے: حمد، اللہ کی ربوبیت کی پہچان، خصوصی عبادت، اور التجا، ”ہمیں سیدھے راستے کی طرف رہنمائی کر“ (1:7-1:1)۔ دل کی گہرائیوں کے ساتھ جب مومن سورة الفاتحہ کو نماز میں کھڑے ہو کر اور توجہ سے اسے دُہراتا ہے، یہ الہی رہنمائی کی مسلسل تربیت ہے۔ اس کی ابتدائی آیات دعا کے آداب سکھاتی ہیں، تعریف سے شروع کریں، الہی رحمت کو یاد کریں، انحصار کا اعتراف کریں، اور پھر صراط المستقیم کی طرف رہنمائی کے لیے دعا کریں۔ مومن جب بھی نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو یہ اس کو اللہ کی رغبت دیتی ہے۔ یہ دعا کے آداب سکھاتی ہے۔ تعریف سے شروع ہوتی ہے اور پھر صراط المستقیم کی طرف رہنمائی کی درخواست پر ختم ہوتی ہے۔

### اس کی آیات کی درجہ بندی

- (i) تعریف اور شکر گزاری: اللہ کو "تمام جہانوں کا رب" تسلیم کرنا۔
- (ii) رحم: "انتہائی مہربان، سب سے زیادہ رحم کرنے والا" کی تکرار رحمت الہی انسانی تعلقات کی بنیاد کے طور پر ظاہر کرتی ہے۔
- (iii) احتساب: "قیامت کے دن کا مالک" مومنوں کو ذمہ داری اور انصاف کی یاد دلاتی ہے۔
- (iv) اللہ پر انحصار: "ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔"
- (v) رہنمائی: "صراط مستقیم" دکھانے کے لیے درخواست کرنا، جو اللہ کو پسند ہے۔

**عملی پیغام:** جواب میں اللہ ہدایت کے لیے قرآن کی 113 سورتیں پیش کرتا ہے۔ سورة الفاتحہ مسلمانوں پر زور دیتی ہے کہ وہ اسے صرف ایک رسم کے طور پر نہیں بلکہ آگاہی اور اللہ کے موجود ہونے کے احساس کے ساتھ پڑھیں۔ جب سمجھ کے ساتھ تلاوت کی جائے تو یہ الہی تعلق اور رحمت کی کنجی بن جاتی ہے۔ اسی لیے اسے اُم القرآن کہا جاتا ہے۔ **اے انسان ذرا غور کر اور مانگ:**

اے رب! ہمیں وہ راہ دکھا دے، جو تیرا قرب دے، جو تیری وفادے۔  
 نہ بھٹکیں کبھی، نہ رکیں سفر میں،  
 نماز کی ہر آیت میں نیا عہد ہے،  
 دعا نکلے دل سے، التجا بن کے صدا،  
 یہ دل کا سفر ہے، یہ خدا کی وعید ہے۔  
 کہ تُو ہی ہے راہ، تُو ہی منزل کا پتہ۔

## قرآن کا چیلنج

اگر ہے دعویٰ، تو لے آ کوئی مثال  
نہ ملا کسی کو، نہ مل سکے گا یہ کمال

جو غور کرے، نشانی ہو جائے عیاں  
یہ رب کی صدا، یہ اُس کی زباں

نہ ماننے والوں کو بار بار اس کی آیات پر غور کرنے اور اس کی ہم آہنگی کو جانچنے کی دعوت دیتی ہیں۔ اللہ فرماتا ہے: کیا یہ لوگ قرآن پر غور نہیں کرتے؟ اگر یہ اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو اس میں بہت کچھ اختلاف پائی پائی جاتی (4:82)۔

یہ اپنے قاری کو دعوت دیتا ہے کہ وہ ایمانداری سے اس کی ہم آہنگی کا جائزہ لے۔ اس کا محفوظ ہونا، اس کے متن کی حفاظت کو یقینی بناتا ہے۔ اس میں کہا گیا ہے: اور یہ قرآن وہ چیز نہیں ہے جو اللہ کی وحی و تعلیم کے بغیر تصنیف کر لیا جائے۔ بلکہ یہ توجو کچھ پہلے آپکا تھا اس کی تصدیق اور الکتاب کی تفصیل ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ فرمانروائے کائنات کی طرف سے ہے (10:37)۔

مزید چیلنج کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کہو، ”اگر انسان اور جن اس قرآن کی مثل پیدا کرنے کے لیے اکٹھے ہو جائیں، تو وہ اس جیسا نہیں بنا سکتے، خواہ وہ ایک دوسرے کا ساتھ دیں“ (17:88)۔ پہلے قدم میں کہتا ہے: کیا یہ کہتے ہیں کہ پیغمبر نے یہ کتاب خود گھڑ لی ہے؟ کہو، ”اچھا یہ بات ہے تو اس جیسی گھڑی ہوئی دس سورتیں تم بنا لاؤ اور اللہ کے سوا اور جو جو (تمہارے معبود) ہیں ان کو مدد کے لیے بلا سکتے ہو تو بلا لو، اگر تم (انہیں معبود سمجھنے میں) سچے ہو (11:13)۔ پھر کہتا ہے: کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ پیغمبر نے اسے خود تصنیف کر لیا ہے؟ کہو، اگر تم اپنے اس الزام میں سچے ہو تو ایک سورت اس جیسی تصنیف کراؤ اور ایک خدا کو چھوڑ کر جس جس کو بلا سکتے ہو مدد کے لیے بلاؤ“ (10:38)۔

یہ بھی کہتا ہے: اللہ نے بہترین کلام اُتارا ہے، ایک ایسی کتاب جس کے تمام اجزاء ہم رنگ ہیں اور جس میں بار بار مضامین دہرائے گئے ہیں۔ اُسے سُن کر اُن لوگوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جو اپنے رب سے

ڈرنے والے ہیں، اور پھر ان کے جسم اور ان کے دل نرم ہو کر اللہ کے ذکر کی طرف راغب ہو جاتے ہیں۔ یہ اللہ کی ہدایت ہے جس سے وہ راہِ راست پر لے آتا ہے جسے چاہتا ہے۔ اور جسے اللہ ہی ہدایت نہ دے اس کے لیے پھر کوئی ہادی نہیں ہے (39:23)۔

اللہ تعالیٰ نے خود وحی کی حفاظت کا ذمہ لیا اور فرمایا: رہا یہ ذکر، تو اس کو ہم نے نازل کیا ہے اور ہم خود اس کے نگہبان ہیں (15:9)۔ مزید کہا: باطل نہ سامنے سے اس پر آسکتا ہے نہ پیچھے سے یہ ایک حکیم و حمید کی نازل کردہ چیز ہے (41:42)۔ اللہ قرآن کا محافظ ہے، اسی لیے چودہ صدیوں میں ایک لفظ یا کلمہ نہیں بدلا۔

قرآن کی پکار یہ ہے: اگرچہ یہ ایک واضح ہدایت فراہم کرتا ہے، اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ جو لوگ اس کی رہنمائی پر عمل کرتے ہیں وہ بامقصد زندگی گزارتے ہیں۔ اس کے باوجود لوگ قرآن کی آیات پر غور نہیں کرتے۔

## قرآن کے چیلنج کا خلاصہ

1. قرآن کا چیلنج (i): قرآن کی بے مثال فصاحت (ii) غور و فکر کی دعوت (iii) اس کی علامات کی وضاحت پر زور ہے۔

2. قرآن کی ہم آہنگی پر غور کریں: قرآن لوگوں کو اس کی مطابقت پر غور کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ کلیدی آیت: اگر یہ اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو اس میں بہت تضادات پائے جاتے (4:82)۔

3. الٰہی اصل کا اثبات: قرآن وحی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے، انسانی ایجاد نہیں۔ اور یہ قرآن ایسا ہے کہ جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل نہ ہو اسے کوئی بھی مرتب نہیں کر سکتا (10:37)۔

4. یونیورسل چیلنج (تحدی): (i) تمام انسان اور جن مل کر اس جیسا پیدا نہیں کر سکتے (17:88) (ii) اس جیسے دس سورتیں بنالاء (11:13) (iii) اس جیسی ایک سورت لے آؤ (سب سے چھوٹی تین آیات) (10:38)۔

5. قرآن کی خود وضاحت: قرآن اپنے آپ کو "بہترین تعلیمات"، ہم آہنگی اور حیرت انگیز ہیں۔ ایک ہم آہنگ کتاب جو دلوں کو ہلا دیتی ہے (39:23)۔

6. وحی کی حفاظت الٰہی (i): اللہ خود قرآن کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے (15:9) (۲) جھوٹ کسی بھی سمت سے اس میں داخل نہیں ہو سکتا (41:42) (۳) 1400 سال سے زیادہ بغیر تبدیلی کے۔

7. آخری پکار: وضاحت، مقصد اور رہنمائی کے باوجود، لوگ اب بھی قرآن کی آیات پر غور نہیں کرتے۔

اے انسان، تلاش کر اور غور کر:

کوئی نہیں مثلِ قرآن کی بات      یہ نورِ الہی، یہ حرفِ حیات  
یہ لفظ اُتارتے ہیں دل میں نور      یہی ہے خالق کا پیغام پُر نور  
ہر آیت میں اک نشانی ہے      یہ عقل و شعور کی کہانی ہے  
جو غور کرے، وہ فلاح پائے      کلام ایسا بشر کبھی نہ بنائے  
چیلنج ہے قائم، نہ بدلا کبھی      یہ قولِ خدا، نہ اس کے مانند کوئی  
جو دل سے سنے، وہ نور بنے      یہی کتاب، یہی راہ، یہی سکون بنے

## قرآن کی دوہائی غور نہ کرنے پر

میں اونچے طاق پہ رکھا جاتا ہوں      میں بار بار پیار سے چوما جاتا ہوں  
میں عطروں سے مہکایا جاتا ہوں      پھر کفن کی طرح لپیٹا جاتا ہوں  
طوطے کی مانند میں رٹایا جاتا ہوں      محض لفظوں میں پڑھایا جاتا ہوں  
بغیر فہم کے جب پڑھایا جاتا ہوں      اس بنا، میں بار بار رُلا یا جاتا ہوں  
مجھے ہر بزم میں پڑھ کر سنایا جاتا ہے      پر نہ آنکھ تر ہوتی ہے نہ دل تڑپتا ہے  
نہ مجھ سے کوئی سبق سیکھا جاتا ہے      نہ ہدایت ملتی ہے نہ سکون آتا ہے  
جب کوئی قسم، یا عہد لیا جاتا ہے      بس اس وقت میرا حوالہ دیا جاتا ہے  
عقیدت سے مجھے اٹھایا جاتا ہے      بغیر سبکی کے میرا حکم ٹالا جاتا ہے  
دعویٰ مجھ سے محبت کا کرتے ہیں      پر غیروں کے اصولوں پہ چلتے ہیں  
یوں میری حرمت الوہی کو توڑ کر      عذابِ الہی سے بے خوف پھرتے ہیں  
میری نصیحت پہ کان دھرتے نہیں      ہائے میں پکاروں بھی تو یہ سنتے نہیں  
آنکھ اور دل پہ پڑا ہے پردوں کا جہاں      عقل سے سپید، اندھی تقلید پر رواں  
میں خاموش نہیں، میں بولتا ہوں      گر کوئی سنے، تو دل کو جھنجھوڑتا ہوں  
سنو میں ہر لفظ میں ایک صدا ہوں      روح خفتہ کو جگانے کی میں دعا ہوں

بغیر غور و فکر کے تلاوت پر خود رسول اللہ ﷺ کو شکایت تھی، جب آپ ﷺ نے فرمایا: "ایک وقت آئے گا کہ لوگ قرآن کی تلاوت کریں گے، لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گی" (بخاری، مسلم)۔ کیوں؟ کیونکہ ہم غور نہیں کرتے۔

**ترک کرنے کی دوہائی بہت سخت ہے:** رسول اللہ ﷺ نے خبردار کیا کہ ایک وقت آئے گا جب لوگ قرآن کی تلاوت کریں گے، لیکن وہ ان کے دلوں میں داخل نہیں ہوگا۔ یہ ترک ہے۔ یہ محض بیان بازی کی کتاب نہیں ہے۔ یہ روحانی بیداری کی کتاب ہے۔ جب اس کے الفاظ کو محض آواز کے طور پر سمجھا جائے اور اس پر کبھی عمل نہ کیا جائے تو وحی کا مقصد باطل ہو جاتا ہے۔

بے سمجھے تلاوت کا نقصان ہے، زبان چلتی ہے مگر دل غافل رہتا ہے۔ تلاوت قرآن محض آواز ہے جو تبدیلی نہیں لاسکتی۔ غور و فکر کو ترک کرنا خود قرآن کو ترک کرنے کے مترادف ہے، اسی لیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اور رسول کہیں گے، "اے میرے رب، بے شک میری قوم نے اس قرآن کو ترک کر دیا ہے" (25:30)۔

**قرآن خبردار کرتا ہے:** قرآن پوری انسانیت کے لیے رحمت ہے۔ یہ اپنے قارئین کو نصیحت اور تنبیہ کرتا ہے۔ یہ مومنوں کو جنت کی بشارت دیتا ہے، لیکن یہ گمراہوں کے لیے فوری تنبیہ کی پکار ہے۔ یہ انتباہات صرف تاریخی ورثہ نہیں، بلکہ وہ آنے والی تمام نسلوں کے لیے زندہ سبق ہیں۔ یہ یاد دہانی ہے کہ نافرمانی تباہی کا باعث ہے اور غفلت و پشیمانی کو دعوت دیتی ہے۔

**قرآن کی پکار ہے:** قرآن اس کا مذاق اڑانے والوں کو وحی الہی سے خبردار کرتا ہے جس کے آخرت میں سنگین نتائج ہوں گے۔ بعض علماء نے اسرائیلی لوک کہانیوں کو نقل کرنے کے لیے قرآنی آیات کے معانی کو غلط تشریح یا توڑ مروڑ کر پیش کیا ہے۔ ہم مسلمانوں نے اس قرآن کو تمسخر کا نشانہ بنایا ہے۔

**قرآن کی دوہائی:** رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قرآن قیامت کے دن ان لوگوں کے خلاف گواہی دے گا جو اس کے احکامات کے خلاف گئے اور اپنے ساتھیوں کی شفاعت کرے گا (جنہوں نے اسے سمجھ کر پڑھا اور اس پر عمل کیا)؟ ایک اور حدیث میں ہے: "قرآن شفاعت کرنے والا ہے، اس کی شفاعت قبول کی جائی گی، اور اس کی دوہائی کو مانا جائے گا۔ جو اسے اپنے آگے رکھے گا (یعنی جو اس کی پیروی کرے گا)، اسے جنت کی طرف لے جائے گا اور جو اسے اپنے پیچھے رکھے گا اسے گھسیٹ کر آگ کی طرف لے جائے گا۔" اس بات پر زور دیتے ہوئے کہ اللہ ہر شخص کو اس کے اعمال، نیتوں اور عقائد کی بنیاد پر فیصلہ کرے گا۔ قرآن ہمیں بتاتا ہے کہ

قیامت کے دن ہر شخص سے اس کے اعمال کا حساب لیا جائے گا۔ اس دن قرآن اس کی زندگی کے ریکارڈ کے طور پر کام کرے گا، اعمال کی گواہی دے گا اور یوم جزا کے دن ثبوت فراہم کرے گا۔

## ترک کرنے کی چار شکلیں:

(۱) تلاوت سے غافل ہونا۔

(۲) سمجھنے سے انکار کرنا۔

(۳) اس کی رہنمائی کو لاگو کرنے میں ناکام ہونا۔

(۴) اسے روزمرہ کی زندگی سے جدا اور محض ایک رسم کے طور پر لینا۔

اے انسان، قرآن کو چھوڑنا اپنے آپ کو اس رسی سے کاٹنا ہے جو ہمیں اللہ سے جوڑتی ہے۔ قرآن کو نظر انداز کرنے کی سنگینی پر زور دینے کے لیے، ماضی کی قوموں کی کہانیوں، آخرت کی واضح تصویروں اور بنی نوع انسان کے لیے اس کی نصیحتوں کے ذریعے پیش کی جانے والی قرآن کی چند حیران کن تنبیہات پیش خدمت ہیں۔

**1. قوم نوح:** نو صدیوں تک، نوحؑ نے اپنی قوم کو خبردار کیا۔ انہوں نے اس کا مذاق اڑایا اور کہا کہ وہ بے وقوف ہے۔ پھر بھی جب سیلاب آیا تو ان کا غرور ان کے ساتھ ڈوب گیا۔ سبق: الٰہی سچائی کا مذاق اڑانے سے حق باطل نہیں ہو جاتا۔ توبہ میں تاخیر تباہی کو قریب تر کرتی ہے۔ قرآن کہتا ہے: تب ہم نے موسلا دھار بارش سے آسمان کے دروازے کھول دیے۔ اور زمین کو پھاڑ کر چشموں میں تبدیل کر دیا، اور یہ سارا پانی اُس کام کو پورا کرنے کے لیے مل گیا جو مقدر ہو چکا تھا، اور نوحؑ کو ہم نے ایک تختوں اور کیلوں والی (نشتی) پر سوار کر دیا۔ جو ہماری نگرانی میں چل رہی تھی۔ یہ تھا بد لہ اس شخص کی خاطر جس کی ناقدری کی گئی تھی (54:11-14)۔

**2. قوم عاد:** عاد اپنی بلند طاقت اور مضبوط تعمیرات کے لیے مشہور تھے۔ پھر بھی انہوں نے اللہ کے حکم کی خلاف ورزی کی اور ایک تیز آندھی سے تباہ ہو گئے۔ سبق: کوئی سلطنت خواہ کتنی ہی طاقتور ہو، اللہ کے حکم کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ طاقت میں غرور زوال کا باعث بنتا ہے۔ قرآن کہتا ہے: "اور عاد ایک شدید طوفانی آندھی سے تباہ کر دیے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن پر (شدید طوفانی آندھی) مسلسل سات رات اور آٹھ دن مسلط رکھی۔ (تم وہاں ہوتے تو) دیکھتے کہ وہ وہاں اس طرح پھپھڑے پڑے ہیں جیسے کجور کے بوسیدہ تنے ہوں"

**3. قوم ثمود:** صالحؑ نے اپنی قوم کے اصرار پر اللہ کے ارضن سے پتھروں میں سے معجزاتی اونٹنی نکال لائے، لیکن انہوں نے ایمان لانے کے بجائے اسے مار ڈالا۔ ان کے تکبر نے ان کی قسمت پر مہر ثبت کر دی۔ **سبق:** اللہ کی نشانیوں کا انکار کرنا اس کی رحمت سے بغاوت ہے۔ نظر انداز کی گئی نشانیاں ہمارے خلاف ثبوت بنتی ہیں۔ انہیں اس کے انجام کا کوئی خوف نہیں تھا۔ قرآن کہتا ہے: ”مگر انہوں نے اُس کی بات کو جھوٹا قرار دیا اور اونٹنی کو مار ڈالا۔ آخر کار ان کے گناہ کی پاداش میں ان کے رب نے ان پر ایسی آفت توڑی کہ سب کو ایک ساتھ پیوندِ خاک کر دیا“ (91:14)۔

**4. فرعون:** فرعون نے اعلان کیا: ”میں تمہارا سب سے بڑا رب ہوں۔“ اس نے اپنی قوم کو غلام بنایا اور موسیٰؑ کی نبوت کو ماننے سے انکار کیا۔ انجام کار وہ ڈوب کر مرا، اور اس کا جسم آنے والی نسلوں کے لیے نشانی کے طور پر محفوظ کر دیا گیا۔ **سبق:** ظلم و قبیحی طور پر رہتا ہے، لیکن اس کا انجام ہمیشہ اللہ کے سامنے ذلت پر ہوتا ہے۔ قرآن کہتا ہے: ”اب تو ہم صرف تیری لاش ہی کو بچائیں گے تاکہ تو بعد کی نسلوں کے لیے نشانِ عبرت بنے اگرچہ بہت سے انسان ایسے ہیں جو ہماری نشانیاں سے غفلت برتتے ہیں۔“ (10:92)۔ اس کی لاش ایک زندہ معجزہ ہے ہماری عبرت کے لیے۔

**5. قارون:** قارون اپنی دولت میں غرق، یہ دعویٰ کرتا تھا کہ یہ سب اس کی ذہانت کی وجہ سے ہے۔ وہ دینے والے کو بھول گیا تو زمین نے اسے نگل لیا۔ **سبق:** شکر گزاری کے بغیر دولت بربادی کا باعث بنتی ہے۔ حقیقی دولت دینے والے رب کو تسلیم کرنا ضروری ہے۔ ”پس ہم نے اسے اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا اور اللہ کے مقابلے میں اس کی مدد کرنے والی کوئی جماعت نہ تھی“ (28:81)۔

**6. قوم شعیب:** اہل مدین نے تجارت میں خیانت کی اور فساد پھیلایا۔ حضرت شعیبؑ نے انہیں تنبیہ کی لیکن انہوں نے ان کا مذاق اڑایا۔ ایک زلزلے نے انہیں تباہ کر دیا۔ **سبق:** معاملات میں ناانصافی اور بے ایمانی دنیا اور آخرت دونوں میں عذابِ الہی کا موجب ہے۔ ”مگر ہوا یہ کہ ایک دہلا دینے والی آفت نے اُن کو آلیا اور وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے کے پڑے رہ گئے“ (7:91)۔

**7. ہاتھی والے:** ابرہہ نے کعبہ کو ڈھانے کے لیے ہاتھیوں کی فوج کے ساتھ کوچ کیا، لیکن اللہ نے انہیں سخت مٹی کے پتھروں سے لیس پرندوں کے ذریعے تباہ کر دیا۔ **سبق:** کوئی فوج خواہ کتنی ہی بڑی کیوں نہ ہو، اللہ کی مرضی پر غالب نہیں آسکتی۔ ”اور اُس نے اُن کے خلاف پرندے بھیجے جو اُن پر سخت مٹی کے پتھر پھینک رہے تھے“ (105:3-4)۔

**8. آخرت کی تیہیات:** قوموں کی کہانیوں کے علاوہ، قرآن قیامت کے دن سے خبردار کرتا ہے: ”پھر اس آگ سے ڈرو جو کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے اور جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے۔“ (2:24)۔ (فیصلہ آنے کے بعد) وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا تھا جہنم کی طرف گروہ در گروہ ہانکے جائیں گے، یہاں تک کہ جب وہ وہاں پہنچیں گے تو اس کے دروازے کھولے جائیں گے اور اس کے کارندے ان سے پوچھیں گے ”کیا تمہارے پاس تمہارے اپنے لوگوں میں سے ایسے رسول نہیں آئے تھے، جنہوں نے تم کو تمہارے رب کی آیات سُنائی ہوں اور تمہیں اس بات سے ڈرایا ہو کہ ایک وقت تمہیں یہ دن بھی دیکھنا ہوگا؟“ وہ جواب دیں گے ”ہاں، آئے تھے، لہذا عذاب کافروں پر چپک گیا“ (39:71)۔

اے انسان: اس دن کی ہولناکی ناقابل برداشت ہوگی اور مرنے کے بعد پشیمانی کوئی فائدہ نہیں دے گی۔ ابھی توبہ کا وقت ہے۔ اسی لیے قرآن کہتا ہے: وہ کہیں گے کہ اے ہمارے رب ہم نے دیکھا اور سنا تو ہمیں لوٹا دے تاکہ ہم نیک عمل کریں، بیشک اب ہم یقین کر چکے ہیں (32:12)۔ صد افسوس یہ پہلا اور آخری امتحان ہے جس سے ہم گزریں گے۔ اسی لیے اے انسان، قرآن کی دوہائی نصیحت کرتی ہے:

|                                    |                                       |
|------------------------------------|---------------------------------------|
| میرے لفظ پکاریں، میری آیت روئے     | غافل پلٹ آ، کس وقت قضا آ جائے         |
| پڑھ نہ صرف زباں سے، دل سے پڑھ      | نکل اندھیروں سے، چل نور کی راہ پر     |
| جگا ضمیر کو، آنکھوں سے توبہا آنسو  | کھلتے ہیں اس سے آیات کے رنگ و بو      |
| نبی کافرمان، قرآن بنے گا گواہ ضرور | جھوٹوں کا بنے گا عذاب اور سچوں کا نور |

## قرآن کی پکار اس کی آیات پر غور کر

|                                  |                                   |
|----------------------------------|-----------------------------------|
| جاگ اے دل! غفلت کا پردہ ہٹا،     | قرآن کی پکار کو دل سے سُن ذرا۔    |
| یہ نورِ ازل، یہ صدائے جاوداں،    | اسی میں ہے تسکینِ رُوح و جاں۔     |
| ہر آیت میں دریا، ہر لفظ میں نور، | اس کو سمجھنے میں ہی ہے سرور۔      |
| سوچ، سمجھ، اور بن جاسجد گزار،    | اسی میں ہے نجات، اسی میں ہے قرار۔ |

قرآن کی پکار انسانی تخلیق پر گہرائی سے غور و فکر کرنے کی تلقین کرتی ہے، وجود کے ہر پہلو میں اللہ کی نشانیوں کو پہچاننا ہے۔ یہ انسان کو اس کی ایک حقیر سیال قطرے سے شروعات یاد دلاتا ہے، شکل و صورت اور عقل عطا کی، سماعت اور بصارت سے نوازتا کہ وہ حق کو باطل سے چھانٹ سکے۔ خود کائنات، آسمان،

زمین، رات اور دن کا رد و بدل، اور بارش جو بنجر زمین کو زندہ کرتی ہے، سب الہی قدرت اور مقصد کی گواہی دیتے ہیں۔ ان نشانیوں پر غور کرنے سے انسان کو احساس ہوتا ہے کہ زندگی بے مقصد نہیں ہے بلکہ درحقیقت ایک امتحان ہے۔ اس پر زور دینے کے لیے قرآن قاری سے پوچھتا ہے: کیا اندھا اور بینا برابر ہو سکتے ہیں؟ اور کیا وہ جو جانتے ہیں اور جو نہیں جانتے وہ ایک جیسے ہو سکتے ہیں؟ اس طرح کے سوالات افہام و تفہیم کو فروغ دیتے ہیں اور عاجزی، شکر گزاری اور خالق کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کی ترغیب دیتے ہیں۔

قرآن کی پکار اس بات پر زور دیتی ہے کہ صرف اللہ ہی ہر چیز کا پالنے والا اور کنٹرول کرنے والا ہے جبکہ جھوٹے دیوتا اور بت بالکل بے اختیار ہیں۔ بت پرستی کی فضولیت کو واضح کرنے کے لیے قرآن تمثیلوں کا استعمال کرتا ہے، ایک ایسی مکھی جو تمام بنی نوع انسان مل کر بھی پیدا نہیں کر سکتے، یا ایک آدمی پانی کو پکارتا ہے جو کبھی خود سے اس کے منہ تک نہیں پہنچ سکتا۔ وہ کہتا ہے کہ جھوٹ، پانی پر جھاگ کی طرح ہے جو غائب ہو جاتا ہے، جب کہ سچ اس درخت کی طرح رہتا ہے جس کی جڑیں اور پھل دار شاخیں ہیں۔ حتیٰ کہ انبیاء کرام بشمول محمدؐ کو عاجز بندوں کے طور پر پیش کیا گیا ہے، وہ خدائی طاقتوں کے مالک نہیں بلکہ وحی کے علمبردار ہیں۔ یہ شرک کی تردید کرتا ہے اور توحید (خدا کی وحدانیت) کو بنیادی حقیقت کے طور پر قائم کرتا ہے۔ عبادت، ہدایت، نقصان اور فائدہ سب اللہ کا اختیار ہے۔ جو دوسروں پر انحصار کرتا ہے وہ فریب میں مبتلا ہے۔

انسانوں کے لیے قرآن کی پکار ان کی زندگیوں اور معاشروں میں موجود نشانیوں پر غور کرنے پر زور ہے۔ مخالف جنس کی تخلیق اور ان کے درمیان محبت سے لے کر مویثیوں، شہد کی مکھیوں اور فصلوں کی برکات تک، زندگی کا ہر پہلو اللہ کی حکمت اور رحمت کی گواہی دیتے ہیں۔ اس کے باوجود، انسان اکثر نعمتوں پر مغرور اور آزمائشوں پر مایوس ہو جاتا ہے۔ وہ کامیابی کو اپنی مہارت سے منسوب کرتا ہے، یہ بھول جاتا ہے کہ تمام رزق اور مواقع اللہ کی طرف سے ہیں۔ قرآن اس اندھے پن، ضرورت سے زیادہ دولت، حیثیت، اور دشمنی سے لگاؤ کے خلاف خبردار کرتا ہے۔ یہ یاد دلاتا ہے کہ قدر کا صحیح پیمانہ دنیوی مال میں نہیں بلکہ راستبازی اور شکر گزاری میں ہے۔ بچھلی قوموں کا انجام جنہوں نے اپنے انبیاء کو رد کیا تھا ان لوگوں کے لیے ایک تنبیہ ہے جو وحی کو نظر انداز کرتے ہیں اور گمان پر بھروسہ کرتے ہیں۔

قرآن کا نوحہ ناگزیر احتساب اور یوم محشر پر زور دیتا ہے۔ فرشتے ہر عمل کو ریکارڈ کرتے ہیں، اور ہر نفس کو اپنے اعمال کے نتائج کا سامنا کرنا پڑے گا۔ کوئی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا، اور نہ کوئی شفاعت اور نہ

مال قیامت کے دن کام آئے گا۔ غافل لوگ جو نماز سے غفلت برتتے ہیں، غریبوں کا استحصال کرتے ہیں اور صرف عیش و عشرت کے لیے زندگی گزارتے ہیں، جب حق ناقابل تردید ہو جائے گا تو وہ اپنی لاتعلقی پر پشیمان ہوں گے۔ قرآن ان لوگوں کے درمیان واضح تضادات کو پیش کرتا ہے جو نماز میں اٹھتے ہیں اور عاجزی کرتے ہیں اور جو فخر اور تکبر کرتے ہیں۔ نیک لوگ ایسے باغوں میں رہیں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور جھٹلانے والوں کو آگ اور عذاب ہو گا۔ فرعون کی بیوی، جس نے اللہ کے نزدیک گھر کے لیے دعا کی، اور نوحؑ اور لوطؑ کی بیویاں جنہوں نے اپنے نبی خاوندوں کی بات نہ مانی کی مثالیں بتاتی ہیں کہ نجات کا انحصار صرف ایمان اور عمل پر ہے۔

قرآن کی پکار استدلال، غور و فکر اور سچے ایمان کی تاکید کرتی ہے، حق اور باطل کے درمیان فرق پر زور دیتی ہے اور ان لوگوں کی رہنمائی کرتی ہے جو عاجزی سے الہی نشانیوں کو پہچانتے ہیں۔ زندگی، موت، رزق اور تمام معاملات کو اللہ ہی کنٹرول کرتا ہے۔ دنیاوی حسن، دولت، اولاد اور زیب و زینت عارضی ہیں۔ صرف جو اللہ کے پاس ہے وہی ہمیشہ رہنے والا ہے۔ قرآن انسانیت کو قیامت کے آنے سے پہلے اپنے رب کی طرف لوٹنے، اپنے ارادوں کو پاک کرنے اور راستبازی سے زندگی گزارنے کی دعوت دیتا ہے، کیونکہ آخر کار حق غالب آئے گا، باطل مٹ جائے گا، اور ہر ذی روح اپنے ایمان اور عمل کے نتائج کا سامنا کرنے کے لیے اپنے خالق کے سامنے حاضر ہو گا۔

قرآن کا نوحہ مسلسل انسانیت کو یاد دلاتا ہے کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور دنیاوی زندگی محض ایک عارضی امتحان ہے۔ کوئی بھی اس کے منصوبے کو بدل نہیں سکتا اور نہ ہی اس کی رحمت کو روک سکتا ہے۔ وہ لوگوں کو جو ابدہ ہونے سے پہلے توبہ کرنے کا وقت دیتا ہے۔ اگر وہ فوری طور پر ہر گناہ کی سزا دے تو کوئی بھی دنیا میں نہ بچے، لیکن اس کی رحمت اس کے غضب پر چھائی ہوئی ہے۔ حقیقی سمجھ ان لوگوں کے پاس ہے جو علم رکھتے ہیں اور سچے دل سے اللہ سے ڈرتے ہیں۔ پیغام واضح ہے، اللہ کے سوا کوئی خالق نہیں، اور تمام جھوٹے معبود، اولیاء یا بت بے اختیار ہیں۔ انسانوں کا اعلانیہ دشمن شیطان ان لوگوں کو دھوکہ دیتا ہے جو اس حقیقت کو بھول جاتے ہیں اور اپنے پیروکاروں کو جہنم کی طرف لے جاتا ہے۔

قرآن شرک، توہم پرستی اور آباؤ اجداد کی اندھی تقلید کو سختی سے مسترد کرتا ہے۔ کوئی بھی نہیں، بت، اولیاء، یا مردہ، شفاعت یا دعا کا جواب نہیں دے سکتا، کیونکہ تمام طاقت صرف اللہ کے پاس ہے۔ حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ بھی مردوں کو نہیں سنا سکتے تھے، لہذا قبر والوں کو پکارنا یا اللہ کے سوا کسی اور سے مدد مانگنا فضول ہے۔ ابراہیمؑ اور موسیٰؑ سے لے کر محمدؐ تک ہر نبی نے ایک ہی سچائی کی تبلیغ کی: صرف اللہ کی عبادت

کر دو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ فرعون، قوم لوط اور دیگر کی کہانیاں یاد دہانی کے طور پر کام کرتی ہیں کہ الٰہی سچائی کی خلاف ورزی رسوائی اور عذاب کا باعث بنتی ہے۔ واضح ہدایت کے بعد بھی کفر یا فرقہ پرستی پر قائم رہنے والوں کو ابدی نقصان سے ڈرایا جاتا ہے۔

قرآن ایمان کے ضروری حصوں کے طور پر انصاف، دیانت اور اخلاقی پاکیزگی پر بھی زور دیتا ہے۔ ایمان والوں کو پورا تول دینا چاہیے، دھوکہ دہی سے بچنا چاہیے، اور تکبر، جادو ٹونے اور ہم جنس پرستی جیسی بے حیائی سے دور رہنا چاہیے۔ جادو کو محض دھوکہ دہی کے طور پر بیان کیا گیا ہے، جبکہ اچھے کردار، صبر اور سچائی کو خدائی انعام ملتا ہے۔ حقیقی مذہب قرآن و سنت کے ذریعے اتحاد میں مضمر ہے، نہ کہ فرقوں میں تقسیم یا گمراہ کن روایات کی تقلید میں۔ قیامت کے دن کوئی کسی کی مدد نہیں کر سکے گا۔ ہر ذی روح کو اس کے اپنے اعمال کا پورا حساب دیا جائے گا۔ جو لوگ نیک عمل کرتے ہیں، صبر کرتے ہیں اور حق پر قائم رہتے ہیں وہ اللہ کی رحمت اور ابدی کامیابی حاصل کرتے ہیں۔

قرآن مومنوں کو مخلوقات، آسمانوں، زمین اور زندگی کے توازن، اللہ کی نشانیوں میں غور و فکر کرنے کی دعوت دیتا ہے، تاکہ اس کی وحدانیت اور حکمت کو پہچانیں۔ تمام حاجتیں صرف اللہ ہی پوری کرتا ہے، باقی سب بے اختیار ہیں۔ جس طرح انسان کبھی بھی اپنے غلام کے ساتھ برابری کا سلوک نہیں کرتا اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی اپنی حاکمیت میں دوسروں کو شریک نہیں کرتا۔ سبق لازوال ہے: موت سے پہلے اپنی اصلاح کرو کیونکہ اس کے بعد کوئی واپسی نہیں ہے۔ قیامت کے دن کوئی شفاعت یا نسب کسی کے کام نہیں آئے گا، صرف خلوص ایمان، عمل صالح اور سچائی پر ثابت قدمی ہی نجات کا باعث بنے گی۔

## قرآنی آیات کا خلاصہ

1. قرآن کی تلاوت کرتے وقت شیطان مردود سے پناہ مانگنا: جب تم قرآن پڑھنا شروع کرو تو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگ لیا کرو کیونکہ اس کا ان لوگوں پر کوئی زور نہیں چلتا جو ایمان لائے اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔ اس کا زور صرف ان لوگوں پر چلتا ہے جو اسے اپنا ولی مانتے ہیں۔ وہ انہیں اللہ کے ساتھ شرک کرنے پر اکساتا ہے (16:98-100)۔ تاکہ وہ ہمیشہ اس کے ساتھ جہنم میں رہیں۔

(اللہ کو اس کے خوبصورت ناموں سے پکارو: اللہ کے بہت اچھے نام ہیں، اس لیے اسے ان ہی ناموں سے پکارو اور ان لوگوں سے بچو جو ان میں تحریف کرتے ہیں۔ عنقریب ان کو ان کے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا۔ اور جن کو ہم نے پیدا کیا ہے ان میں سے ایک جماعت ہے جو لوگوں کی حق کی رہنمائی کرتی ہے اور اسی کے مطابق انصاف کرتی ہے (7:180-181)۔

(۲) جب اللہ کا غضب نازل ہوتا ہے، تو اللہ اپنے رسولوں اور مومنوں کو بچا لیتا ہے: جب اللہ کا غضب بدکاروں پر پڑتا ہے تو وہ اپنے رسولوں اور ایمان والوں کو بچا لیتا ہے۔ اللہ کہتا ہے کہ مومنوں کی نجات اس پر فرض ہے (10:103)۔

(۳) غیبی انکشاف، اللہ کی بندگی کرو: یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم آپ کی طرف وحی کرتے ہیں۔ اس سے پہلے نہ آپ کو اور نہ آپ کی قوم کو اس کا علم تھا۔ پس اللہ کی بندگی کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ کہو میں نے اللہ پر بھروسہ کیا جو میرا اور تمہارا رب ہے۔ کوئی چلتی پھرتی مخلوق نہیں جسے وہ پیشانی سے نہ پکڑے ہوئے ہو (56:11-49)۔

2. نبوی فرائض: رسول کا کام صرف پیغام پہنچانا ہے، نصیحت کرتے رہنا اور الزامات کا سکون سے جواب دینا ہے (29:18، 5:99)۔ پیغمبر کا کام واضح ہے: وحی کو ایمانداری سے پہنچانا۔ رہنمائی کرنا، نصیحت کرنا اور زندہ مثال بننا اس کی ذمہ داریاں ہیں۔ جب کہ لوگ انفرادی و اجتماعی طور پر قبول کرنے، نافذ کرنے اور اپنے اعمال کے لیے خود جوابدہ ہو۔ مزید اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے نبی وہ لوگ جو آپ کو جھٹلاتے ہیں، ان سے کہہ دو: ”میرے اعمال میرے لیے ہیں اور تمہارے اعمال تمہارے لیے، نہ تم میرے اعمال کے ذمہ دار ہو گے اور نہ میں تمہارے اعمال کا ذمہ دار ہوں گا“ (10:41)۔

3. انسان ناشکرا ہے: جس نے سورج اور چاند کو تمہارے لیے مسخر کیا کہ لگاتار چلے جا رہے ہیں اور رات اور دن کو تمہارے لیے مسخر کیا۔ جس نے وہ سب کچھ تمہیں دیا جو تم نے مانگا۔ اگر تم اللہ کی نعمتوں کا شمار کرنا چاہو تو نہیں کر سکتے۔ حقیقت یہ ہے کہ انسان بڑا ہی ناشکرا ہے (14:33-34)۔

4. انسان کی آزادی انتخاب اور مذہبی انتباہ: انسان اور جن کو انتخاب کی آزادی کے ساتھ تخلیق کیا گیا ہے۔ دین میں کوئی زور زبردستی نہیں۔ اندھی تقلید نقصان کا باعث بنتی ہے۔ قرآن کہتا ہے: اسی (آزادی انتخاب و اختیار اور امتحان) کے لیے تو اس نے انہیں پیدا کیا تھا۔ اور تیرے رب کی وہ بات پوری ہو گئی جو اس نے کہی تھی کہ میں جہنم کو جنوں اور انسانوں سب سے بھر دوں گا (11:119)۔ دوسری جگہ قرآن کہتا ہے: اور یہ حقیقت ہے کہ بہت سے جن اور انسان ایسے ہیں جن کو ہم نے جہنم ہی کے لیے پیدا کیا ہے۔ ان کے پاس دل ہیں مگر وہ ان سے سوچتے نہیں۔ ان کے پاس آنکھیں ہیں مگر وہ ان سے دیکھتے نہیں۔ ان کے پاس کان ہیں مگر وہ ان سے سنتے نہیں۔ وہ جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گئے گزرے، یہ وہ لوگ ہیں جو غفلت میں کھوئے گئے ہیں (7:179)۔ یہ آیات اللہ کے انصاف پر دلالت کرتی ہیں، حالانکہ وہ تمام مخلوقات کی رہنمائی کر سکتا تھا، وہ آزاد مرضی کی اجازت دی، اور اس طرح جنوں اور انسانوں میں سے جو لوگ اس کی

نشانوں کو رد کرتے ہیں وہ اس کے مقرر کردہ کلام کے حصے کے طور پر جہنم کو بھر دیں گے۔ جہنم کو انسانوں اور جنوں سے بھرنا ایک تنبیہ ہے جو انسانوں اور جنوں کے انکار اور انتخاب سے منسلک ہے۔

**5. اللہ کے دوست / توکل کی پناہ:** سنو، یقیناً اللہ کے دوستوں کو نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگیں ہوں گے، وہ لوگ جو ایمان لائے اور پرہیزگار ہیں۔ ان کے لیے دنیا اور آخرت میں خوشخبری ہے (64:62-10)۔

**6. یہ دنیا بمقابلہ آخرت:** دنیاوی زندگی عارضی / کھیل ہے۔ آخرت پرہیزگاروں اور نشانوں پر غور کرنے والوں کے لیے سچا، پائیدار اجر ہے۔ تنبیہ: "دنیا کی زندگی تو کھیل اور تماشا کے سوا کچھ نہیں، آخرت بہت بہتر ہے" (6:32)۔

**7. سچائی کا ساتھ دینا:** صرف وہی لوگ قبول کرتے ہیں جو سنتے اور غور کرتے ہیں۔ اللہ پر بھروسہ ہدایت کی طرف لے جاتا ہے۔ اپنے راستے پر قائم رہتے ہوئے مختلف راستوں کا احترام کریں۔ حق کی دعوت پر بلبلک کہنے والے صرف وہی ہیں جو اللہ کی آیات کو سنتے ہیں اور ان پر غور کرتے ہیں اور جو لوگ حق کا انکار کرتے ہیں وہ اس کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہیں (6:36)۔ سننے / غور کرنے کا تصور پورے قرآن میں ظاہر ہوتا ہے۔

**8. شیطان، فتنہ اور اس کی سرپرستی:** اور یوں تو ہم نے ہر نبی کے خلاف انسانوں اور جنوں میں سے شریروں کو کھڑا کیا ہے، ان میں سے بعض صرف دھوکے کے ذریعے دوسروں کو لغو باتوں کی ترغیب دیتے ہیں۔ اگر تمہارے رب کی مرضی ہوتی تو وہ ایسا نہ کرتے۔ انہیں چھوڑ دو کہ وہ جو چاہیں گھڑ لیں (آزادی انتخاب) (6:122)۔

**9. کرپٹ مذہبی پیشوا:** اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، اہل کتاب کے اکثر علماء اور درویشوں کا حال یہ ہے کہ وہ لوگوں کے مال باطل طریقوں سے کھاتے ہیں اور انہیں اللہ کی راہ سے روکتے ہیں، انہیں دردناک سزا کی خوشخبری سنا دو (9:34)۔ قرآن مزید کہتا ہے: انہوں نے اللہ کی آیات کے بدلے تھوڑی سی قیمت قبول کر لی پھر اللہ کے راستے میں سدا رہ بن کر کھڑے ہو گئے۔ بہت بُرے کر توت تھے جو یہ کرتے رہے (9:9)۔ حق یہ ہے کہ جو لوگ اُن احکام کو چھپاتے ہیں جو اللہ نے اپنی کتاب میں نازل کیے ہیں اور تھوڑے سے دنیوی فائدوں پر انہیں بھینٹ چڑھاتے ہیں، وہ دراصل اپنے پیٹ آگ سے بھر رہے ہیں (2:174)۔ اندھی تقلید کرنے والوں کو اُن کے ساتھ جہنم میں داخل ہونے کا حکم دیا جائے گا۔

**10. نصیحت، تنبیہ اور اجتماعی ذمہ داری:** لوگوں کو خبردار کرتے رہیں (حتیٰ کہ سزا کی طرف جانے والے بھی)؛ برائی سے منع کرنا ایک اجتماعی فریضہ ہے اور استغفار اجتماعی عذاب کو ٹال دیتا ہے۔ قرآن کہتا ہے: اور تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے اور نیکی کا حکم دے اور ہر

برے کام سے روکے۔ وہی حقیقی کامیابی حاصل کریں گے (3:104)۔ لوگوں کو نصیحت کرتے رہیں حتیٰ کہ جن کو اللہ ہلاک یا سخت سزا دینے والا ہے، تاکہ نافرمانی سے بچیں اور رب کے سامنے عذر ہو۔ اللہ نے برائی سے منع کرنے والوں اور ظالموں کو تکلیف دینے والوں اور نصیحت نہ کرنے والوں کو دردناک عذاب سے نجات دی (نصیحت واجب ہے) (7:164)۔ قرآن بار بار نصیحت اور برائی سے منع کرنے کا حکم دیتا ہے۔

**11. احتساب اور انصاف:** لوگ جو کماتے ہیں وہی کاٹتے ہیں: اللہ ظالم نہیں ہے۔ سزا تمہارے اپنے ہاتھ کی کمائی ہے۔ قرآن کہتا ہے: جو نیکی کرتا ہے وہ اپنے فائدے کے لیے کرتا ہے۔ اور جو کوئی برائی کرے گا وہ اس کا برا انجام بھگتے گا۔ تمہارا رب اپنے بندوں پر کوئی ظلم نہیں کرتا (41:46)۔

**12. مقررہ شرائط اور الٰہی وقت:** "ہر قوم کے لیے ایک معیاد مقرر ہے؛ جب مدت ختم ہو جائے تو اس میں تاخیر یا آگے نہیں کیا جاسکتا" (7:34)، حتیٰ کہ اگر کوئی نبی ارتداد کرے اسے بھی حساب کا سامنا ہوگا۔

**13. رزق، حلال/حرام اور انسانی غلطی:** اللہ رزق دیتا ہے۔ انسان بعض اوقات بغیر اختیار کے حلال/حرام قرار دیتے ہیں۔ شکر کرنے سے برکت میں اضافہ ہوتا ہے اور ناشکری عذاب لاتی ہے۔

**14. باطنی تبدیلی ظاہری تبدیلی سے پہلے ہوتی ہے:** اللہ کسی قوم کی حالت اس وقت تک نہیں بدلتا جب تک کہ وہ اپنے باطن کو نہ بدلیں۔ قرآن کہتا ہے: بے شک اللہ لوگوں کی حالت نہیں بدلتا جب تک کہ وہ اپنے باطن کو نہ بدلیں۔ اور جب اللہ کسی شخص کو عذاب میں مبتلا کرنے کا فیصلہ کر لیتا ہے تو نہ کوئی اسے ٹال سکتا ہے اور نہ اللہ کے مقابلے میں ایسے لوگوں کا کوئی مددگار ہو سکتا ہے (13:11)۔

**15. ایک انسانی برادری، صرف اللہ کی عبادت کرو:** تمام انسان ایک ہی برادری ہیں اور اللہ ان کا رب ہے، اس لیے صرف اسی کی عبادت کرو۔ یہ وہ شر پسند ہیں جو دین کو ٹکڑوں میں تقسیم کرتے ہیں، یہ بھول جاتے ہیں کہ سب کو اسی کی طرف لوٹنا ہے۔ جو نیکی کرے گا اور مومن ہے اس کے کام کی تعریف کی جائے گی۔ یہ حکم دیا گیا ہے کہ ہر وہ بستی جسے ہم تباہ کر دیں دوبارہ زندہ نہیں ہوں گے (21:92-95)۔

**16. تخلیق میں نشانیاں اور تمثیلیں:** آسمان، زمین، بارش اور فصلیں عقل والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔

**17. رد کرنے کے نتائج اور نیک لوگوں کے لیے اجر:** منکروں کے اعمال رائیگاں ہیں اور اللہ کے دوست جو پرہیزگار ہیں انہیں نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ غم۔ سزا انسان کے اپنے اعمال کا نتیجہ ہے۔ (اے محمد ﷺ) کہو، کیا ہم تمہیں بتائیں کہ ان کے کاموں میں سب سے زیادہ نقصان اٹھانے والا کون ہے؟ یہ وہ لوگ ہوں گے جن کی کوشش دنیا کی زندگی میں ضائع ہو گئی اور جو اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ وہ اچھے

ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کی آیات کو ماننے سے انکار کیا اور یہ کہ وہ اس سے ملنے کے پابند ہیں، اس لیے ان کے تمام اعمال کا حساب قیامت کے دن ان پر نہیں ہوگا (18:103-105)۔

**18. نصیحت کرتے رہیں:** لوگوں کو بھی نصیحت کرتے رہیں جن کو اللہ ہلاک کرنے والا ہے یا سخت سزا دینے والا ہے، تاکہ نافرمانی سے بچ سکیں اور رب کے سامنے عذر ہو۔ اللہ نے برائی سے منع کرنے والوں اور ظالموں کو تکلیف دینے والوں اور نصیحت نہ کرنے والوں کو دردناک عذاب سے نجات دی (نصیحت واجب ہے) (7:164)۔

**19. ایمان میں زور زبردستی نہیں:** اگر اللہ چاہتا تو زمین پر رہنے والے سب ایمان لے آتے۔ تو کیا آپ لوگوں کو ایمان لانے پر مجبور کریں گے؟ اور جو لوگ ایمان نہیں لاتے ان سے کہہ دو کہ تم اپنے طریقے پر چلو اور ہم اپنے طریقے پر چلتے ہیں (11:121، 10:99)۔

**20. جرم کا الزام قصور وار پر ہے:** کیا وہ کہتے ہیں کہ آپ نے یہ پیغام خود گھڑا ہے؟ ان سے کہو: "اگر ایسا ہے تو اس کا قصور مجھ پر ہے، لیکن تمہارے جرم کا قصور تم پر ہے (11:35)۔

**21. شکر گزاری نعمتوں میں کئی گنا اضافہ کرتی ہے:** رب نے اعلان کیا: "اگر تم شکر کرو گے تو میں ضرور تمہیں اور زیادہ دوں گا، لیکن اگر تم میری نعمتوں کی ناشکری کرو گے تو میرا عذاب بھیانک ہے" (14:7)۔

**22. حق آگیا ہے، پرچار کرو:** "حق آگیا، اور باطل مٹ گیا، یقیناً باطل مٹنے والا ہے (17:81)، وہ تم سے روح کے بارے میں پوچھتے ہیں، کہو، "روح (جبرائیل) رب کے حکم سے آتی ہے" (17:85)۔

**23. جبری کفر معاف ہے؛ جان بوجھ کر مسترد کرنے کی سزا ہے:** جان بوجھ کر انکار: سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لانے کے بعد اللہ کے ساتھ کفر پر مجبور ہوئے جب کہ ان کے دل اپنے ایمان پر پختہ یقین رکھتے تھے، جن کے دلوں نے خوشی سے کفر اختیار کیا ان پر اللہ کا غضب نازل ہوگا اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے (16:106)۔

**24. اگر دوسرے معبود ہوتے تو زمین و آسمان تباہ ہو جاتے:** اگر آسمانوں اور زمین میں اللہ کے علاوہ اور معبود ہوتے تو زمین و آسمان دونوں کی ہم آہنگی اور ترتیب درہم برہم ہو جاتی۔ اللہ جو عرش کا مالک ہے اس سے بہت اوپر ہے (21:22)۔

**25. جنت کے وارث:** یقیناً ان مومنین نے حقیقی کامیابی حاصل کی جو اپنی نماز عاجزی کے ساتھ ادا کرتے ہیں، فضول اور لغو باتوں سے پرہیز کرتے ہیں۔ جو اپنی زکوٰۃ کو مناسب طریقے سے خرچ کرتے ہیں۔

جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں، سوائے اپنی بیویوں اور ان عورتوں کے جو ان کے قبضے میں ہیں۔ اس سے آگے بڑھنے والے فاسق ہیں۔ جو اپنی امانتوں اور اپنے وعدوں کے سچے ہیں اور جو اپنی نمازوں کی سخت حفاظت کرتے ہیں۔ یہ وہ ہیں جو جنت کے وارث ہوں گے اور اس میں ہمیشہ رہیں گے (11-23:1)۔

**26. شیاطین گناہ گار جھوٹوں پر اترتے ہیں:** اے لوگو، کیا میں تمہیں بتاؤں کہ شیاطین کس پر اترتے ہیں؟ وہ ہر جھوٹے گناہ گار پر اترتے ہیں، ان لوگوں پر جو لوگوں کے کانوں میں سرگوشی کرتے ہیں۔ اور ان میں سے اکثر جھوٹے ہیں (223-26:221)۔

**27. کم علمی پر ان کے دلوں پر مہر لگ جاتی ہے:** اللہ نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے حق کے ساتھ اور ایک مقررہ مدت کے لیے پیدا کیا۔

**28. اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو:** ان سے کہو: "اے میرے بندو، جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے، اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو، بے شک اللہ تمام گناہوں کو بخش دیتا ہے، وہ بڑا بخشنے والا، رحم کرنے والا ہے" (39:53)۔

**29. وہ مت کہو جو تم کرتے نہیں، صفوں میں مضبوطی سے کھڑے رہو:** اے ایمان والو، تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو نہیں کرتے؟ اللہ کے نزدیک یہ بات سخت ناپسندیدہ ہے کہ تم وہ بات کہو جو تم کرتے نہیں۔ بے شک اللہ ان لوگوں سے محبت کرتا ہے جو اس کی راہ میں صف بستہ لڑتے ہیں گویا وہ ایک مضبوط دیوار ہیں (61:2-4)۔

**30. اللہ سے ڈرو، وہ ایک راستہ کھول دے گا اور مہیا کرے گا:** اس سے تمہیں نصیحت کی جاتی ہے، (اور) جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے۔ جو شخص اپنے ہر کام میں اللہ سے ڈرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے مشکلات کے دروازے کھول دیتا ہے اور اسے وہاں سے رزق دیتا ہے جہاں سے اس کا گمان بھی نہیں ہوتا۔ اور جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے، وہ اس کے لیے کافی ہے۔ اللہ اپنے احکام کو پورا کرتا ہے۔ اللہ نے ہر چیز کے لیے ایک تقدیر مقرر کر رکھی ہے (65:3)۔

**31. انسان فطری طور پر بے صبر ہے:** بے شک انسان فطرتاً بے صبر ہے۔ جب اس پر کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ رنجیدہ ہو جاتا ہے اور جب خوش قسمتی اس کے ہاتھ آتی ہے تو وہ کنجوس ہو جاتا ہے (21-70:19)۔

**32. انسان اپنی ذات پر گواہ ہے:** لیکن دیکھو، انسان اپنے آپ کو اچھی طرح جانتا ہے، خواہ وہ بہانے

بنائے (15-75:14)۔

**33. سب کا مرنا مقدر ہے:** (اے نبی) آپ کا مرنا مقدر ہے اور ان کا بھی مرنا مقدر ہے (39:30)۔

اے انسان، اپنے دل کو سچائی کی طرف موڑ:

جاگ اے دل! غفلت کے پردے ہٹا،  
یہ نورِ ازل ہے، یہ صدائے جاوداں،  
قرآن کی پکار کو دل سے سُن ذرا۔  
اسی میں ہے تسکینِ رُوح و جاں۔  
ہر آیت میں ہے دریا، ہر لفظ میں نُور،  
سوچ، سمجھ، اور بن جا تو سجدہ گزار،  
جو سمجھے اسے، وہ ہو جائے مسرور۔  
اسی میں نجات، اسی میں ہے قرار۔

## قرآن کی پکار اس کی اہم آیات کو یاد رکھ

جب دل خاموش ہوں، قرآن پکارے  
یہ قرآن وہ نورانی آوازِ جاں ہے  
صدائے حق سے رُوح کو ہمارے  
جو سوئے دلوں کو زندہ کرتی ہے

قرآن انسان کو اللہ کی نشانیوں، وحی، تخلیق اور انسانی روح پر گہرائی سے غور کرنے کی دعوت دیتا ہے۔ رسول اللہ کی ذمہ داری صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے پیغام کو وضاحت کے ساتھ پہنچانا ہے، ہدایت اور قبولیت فقط اللہ پر منحصر ہے۔ دنیوی زندگی، فانی اور ایک فریب ہے، یہ آخرت کی لازوال حقیقت کے مقابلے میں محض کھیل تماشہ ہے۔ حق کو پہچانے والے وہ ہیں جو قرآن کی آیات کو سنتے ہیں اور ان کے معانی پر غور کرتے ہیں۔ ہر فرد جواب دہ ہے، کیونکہ اللہ کسی قوم کی حالت اس وقت تک نہیں بدلتا جب تک کہ وہ اپنے اوصاف کو نہ بدلے، اور اس کے احکام ہمیشہ درست اور کامل ہوتے ہیں۔

قرآن کہتا ہے کہ حق کی مخالفت ایک مستقل جدوجہد ہے: انسانوں اور جنوں میں سے شیطان کے مقلدیں نے ہمیشہ نبیوں کی مخالفت کی ہے۔ پھر بھی حق کی روشنی سے پہلے باطل کا فنا ہونا مقدر ہے۔ برائی سے منع کرنے والے اور نیکی کو اپنانے والے نجات پاتے ہیں، جب کہ برائی کے خلاف خاموشی اجتماعی نقصان کا باعث بنتی ہے۔ اللہ کسی قوم کو اس وقت عذاب نہیں دیتا جب وہ معافی مانگتے ہیں یا جب ان میں کوئی نبی ہوتا ہے، یہ ظاہر کرتا ہے کہ اس کی رحمت ہمیشہ اس کے غضب پر بھاری ہے۔ شکر گزاری، عاجزی اور توبہ انصوح احسان کے راستے ہیں، جب کہ تکبر اور ناشکری افراد اور معاشروں کو یکساں طور پر تباہ کر دیتی ہیں۔

قرآن مومنوں کو کائنات کا مشاہدہ کرنے کے لیے بھی کہتا ہے کہ وہ خدا کی نشانیوں کی زندہ گواہی، بارش جو پرورش پاتی ہے، فصلیں جو اگتی اور مرجھاتی ہیں، اور تخلیق کا توازن سب اس کی سچائی کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ شیطان کا اثر صرف ان لوگوں پر ہوتا ہے جو اسے اپنا ساتھی بناتے ہیں، کیونکہ جو لوگ اللہ پر بھروسہ

کرتے ہیں وہ اس کی حفاظت میں ہوتے ہیں۔ آخر میں، قرآن ان لوگوں کے لیے ایک آفاقی نصیحت ہے جو اُسکی نشانیوں پر غور و فکر کرتے ہیں۔ یہ اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ ایمان کا انتخاب آزادانہ طور پر ہونا چاہیے، حق ہمیشہ باطل پر غالب رہے گا، اور یہ کہ جو لوگ ایمان لائے اور نیکی کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہیں وہ اللہ کے دوست ہیں انہیں نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگیں ہوں گے۔

## اہم قرآنی آیات کا خلاصہ

### 1. قرآن کا نزول اور اس کا مقصد

- (1) قرآن مومنوں کے لیے الہی رحمت اور شفا ہے (17:82)۔
- (2) یہ ایک واضح پیغام ہے جو انسانیت کی تاریکی سے روشنی کی طرف رہنمائی کے لیے بھیجا گیا ہے (14:1)۔
- (3) رسول اللہ کو صرف پیغام پہنچانے کا کام سونپا گیا تھا۔ ہدایت صرف اللہ کی طرف سے ہے (42:48)۔
- (4) قرآن غور و فکر اور تفہیم کا مطالبہ کرتا ہے، انسانوں کو اس کی آیات پر غور و فکر کرنے کی تاکید کرتا ہے (47:24)۔

خلاصہ: قرآن محض تلاوت کی کتاب نہیں ہے، بلکہ ایک زندہ رہنما اور روحانی علاج ہے، جو دلوں اور دماغوں کو بیدار اور غور و فکر کی دعوت دیتا ہے۔

### 2. دنیاوی زندگی اور آخرت کی زندگی کی نوعیت

- (1) دنیاوی زندگی کو عارضی، فریب اور تفریح کے طور پر بیان کیا گیا ہے (57:20)۔
  - (2) آخرت حقیقی اور ابدی زندگی ہے (29:64)۔
  - (3) جو لوگ حق کی پیروی کرتے ہیں اور عمل صالح کرتے ہیں انہیں نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ غم (10:62)۔
- خلاصہ: دنیاوی لذتیں ختم ہو جاتی ہیں لیکن آخرت قائم رہتی ہے، ایمان اور عمل صالح ابدی سکون کا باعث بنتے ہیں۔

### 3. انسانی ذمہ داری اور اخلاقی احتساب

- (1) اللہ کسی قوم کی حالت اس وقت تک نہیں بدلتا جب تک کہ وہ اپنے اوصاف کو نہ بدلیں (13:11)۔
  - (2) ہر نفس اپنے اعمال کے لیے جوابدہ ہے (74:38)۔
  - (3) اللہ کا انصاف کامل ہے، اور اس کے احکام کبھی بھی ناانصافی پر مبنی نہیں ہوتے (4:40)۔
- خلاصہ: انسانی تبدیلی اندر سے شروع ہوتی ہے۔ تزکیہ نفس، شکر گزاری اور اخلاقی کوشش قلبی تبدیلی اور رحمت کو دعوت دیتی ہے۔

### 4. حق اور باطل کے درمیان جدوجہد

(۱) شیطان اور اس کے پیروکاروں نے پوری تاریخ میں پیغمبروں کی مخالفت کی ہے (6:112)۔

(۲) اس کے باوجود باطل کا فنا ہونا مقدر ہے، جبکہ حق غالب رہتا ہے (17:81)۔

(۳) برائی سے منع کرنے والے اور نیکی کو فروغ دینے والے نجات پائیں گے (7:165)۔

(۴) برائی کے سامنے اجتماعی خاموشی مصائب کا باعث بنتی ہے (8:25)۔

خلاصہ: حق اور باطل کے درمیان جنگ ابدی ہے۔ ایمان اور عمل سچائی کو محفوظ رکھتے ہیں۔ اللہ سے بے خوفی زوال کی طرف لے جاتی ہے۔

## 5. الٰہی رحمت، بخشش، اور انصاف

(۱) اللہ کسی قوم پر اس وقت تک عذاب نازل نہیں کرتا جب وہ توبہ استغفار کرتے ہوں یا جب ان میں کوئی نبی موجود ہو (8:33)۔

(۲) اس کی رحمت اس کے غضب پر حاوی ہے (7:156)۔

(۳) شکر گزاری اور توبہ الٰہی فضل لاتی ہے۔ جبکہ تکبر اور انکار تباہی لاتے ہیں (7:146، 14:7)۔

خلاصہ: الٰہی رحمت وسیع اور قابل رسائی ہے، توبہ اور عاجزی اس کے دروازے کھول دیتے ہیں، جب کہ غرور انہیں بند کر دیتا ہے۔

## 6. مخلوق میں اللہ کی نشانیاں

(۱) قرآن انسانوں کو حکمت الٰہی کے ثبوت کے طور پر کائنات کا مشاہدہ کرنے کی دعوت دیتا ہے (3:190)۔

(۲) بارش، فصلیں اور زندگی کا چکر ان لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو غور کرتے ہیں (16:65-69)۔

(۳) تخلیق میں توازن اللہ کے کمال کی گواہی دیتی ہے (9:55:7)۔

خلاصہ: بارش سے ستاروں تک فطرت کا ہر پہلو خدائی حکم اور رحمت کی گواہی دیتے ہیں، جو ذہن رکھنے والوں کی ایمان کی طرف رہنمائی کرتی ہیں۔

## 7. ایمان، آزاد مرضی، اور برائی سے تحفظ

(۱) ایمان کو آزاد مرضی سے منتخب کیا جانا چاہیے، کیونکہ مذہب میں کوئی جبر نہیں ہے (2:256)۔

(۲) شیطان کا اثر صرف ان لوگوں پر ہے جو اس کے ساتھ ہیں (100-16:99)۔

(۳) اللہ پر بھروسہ کرنے والے اس کی حفاظت میں ہیں (3:160)۔

خلاصہ: ایمان عکاسی اور اعتماد سے پیدا ہونے والا انتخاب ہے۔ اللہ پر بھروسہ کرنے والے دھوکے اور مایوسی سے محفوظ رہتے ہیں۔

## 8. حتمی فتح سچائی اور راستبازی

(۱) سچ ہمیشہ باطل پر غالب آئے گا (21:18)۔

(۲) اللہ کے دوستوں کو نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگیں ہوں گے (10:62)۔

(۳) صالح زندگی اور سچا عقیدہ اللہ کے ابدی قرب کی طرف لے جاتا ہے (41:30)۔

خلاصہ: ایمان اور فضیلت اس دنیا میں امن اور آخرت میں نجات کا یقین دلاتے ہیں۔ سچائی کی روشنی کا غالب ہونا مقدر ہے۔ اے انسان، سوچ اور عمل کر۔

ہر آیت رہبر، ہر لفظ نور  
قرآن کی صدا ابدی ہے  
یہی ہے راہ، یہی دستور  
جو دل سنے، وہ زندہ ہے

## قرآن کی پکار، ایمان کے احکام پر عمل کر

قرآن کی پکار ہے، عمل کا پیام  
ایمان کا جوہر، صدق و ثبات  
زباں نہیں، کردار ہے اسلام  
دل کی گواہی، ہے عمل کی بات  
جو سمجھے، وہی ہے بندہ خاص  
جو کر کے دکھائے، وہ ہے اخلاص

اسلام میں ایمان کے احکام اللہ کی وحدانیت، یوم آخرت، فرشتوں، انبیاء اور وحی الہی پر یقین سے شروع ہوتے ہیں۔ عبادات کو مرکزی حیثیت حاصل ہے، جیسے کہ روزانہ کی نمازیں قائم کرنا، رمضان کے روزے رکھنا، زکوٰۃ ادا کرنا، اور حج کرنا۔ عقیدت کے یہ اعمال نہ صرف رسمی فرائض ہیں بلکہ روحانی تربیت بھی ہیں، جن کا مقصد تقویٰ، نظم و ضبط، صبر اور شکر گزاری کو فروغ دینا ہے۔ عقیدہ عمل سے الگ نہیں ہے، کیونکہ مسلمانوں کو خیرات میں خرچ کرنے، یتیموں کی دیکھ بھال، غلاموں آزاد کرنے اور ضرورت مندوں کی مدد کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ توحید پر زور دیا گیا ہے، جب کہ شرک، اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا گناہ کبیرہ ہے۔

اسلام عبادات کے ساتھ ساتھ اخلاقی اور معاشرتی زندگی کے لیے بھی واضح رہنما اصول فراہم کرتا ہے۔ غذائی قوانین حلال اور حرام میں فرق کرتے ہیں، پاکیزگی اور اعتدال پر زور دیتے ہیں۔ مومنوں پر لازم ہے کہ وہ وعدوں کی پاسداری کریں، قسم پوری کریں اور معاملات میں انصاف سے کام لیں۔ اخلاقی اصول جنگ تک بھی پھیلے ہوئے ہیں، جہاں لڑائی کی صرف دفاع میں اجازت ہے، اور اگر دشمن اس کی طرف مائل ہو تو

امن کو ترجیح دی جاتی ہے۔ احکام سود، رشوت، نشہ، جوا، فالنمہ اور زنا جیسے نقصان دہ کاموں سے منع کرتے ہیں جو معاشرے کو بگاڑتے ہیں اور لوگوں کو اللہ کی یاد سے دور کرتے ہیں۔

انصاف اور حقوق کے تحفظ کو یقینی بنانے کے لیے خاندانی زندگی کو احتیاط سے منظم کیا گیا ہے۔ احکام میں حلال اور ناجائز شادیوں، طلاق کے احکام، عدت، وراثت اور حیض کے دوران عورتوں کے ساتھ سلوک کی وضاحت کی گئی ہے۔ مردوں کو فراہم کنندگان اور محافظ کے طور پر ذمہ داری سونپی گئی ہے، جبکہ خواتین کو عزت اور حفاظت دی گئی ہے۔ یتیموں کو خصوصی تحفظ فراہم کیا گیا ہے، ان کی جائیداد کو ناحق استعمال کرنے کے خلاف سخت انتباہات سے متنبہ کیا گیا ہے۔ ذاتی جھگڑوں میں بھی مصالحت، انصاف اور مہربانی کو ترجیحی دی گئی ہے۔

مجموعی طور پر، یہ احکام ایمان، عبادت اور سماجی ذمہ داری کا ایک جامع ضابطہ بناتے ہیں۔ وہ اللہ کے لیے عقیدت، اخلاقی برتاؤ، اور انسانی رشتوں میں ہمدردی کے درمیان توازن قائم کرنے پر زور دیتے ہیں۔ ان کی پیروی کرنے سے، ایک مومن کو اخلاص، انصاف اور عاجزی کی زندگی گزارنے کے لیے رہنمائی ملتی ہے، جس سے دنیاوی ہم آہنگی اور آخرت میں ابدی کامیابی حاصل ہوتی ہے۔

مجموعی طور پر، یہ احکام ایمان، عبادت اور سماجی ذمہ داری کا ایک جامع ضابطہ بناتے ہیں۔ یہ اللہ سے عقیدت، اخلاقی برتاؤ اور انسانی رشتوں میں ہمدردی کے درمیان توازن قائم کرنے پر زور دیتے ہیں۔ ان کی پیروی کرنے سے، ایک مومن کو اخلاص، انصاف اور عاجزی کی زندگی گزارنے کے لیے رہنمائی ملتی ہے، جس سے دنیاوی ہم آہنگی اور آخرت میں ابدی کامیابی حاصل ہوتی ہے۔

عملی احکام باطنی عقیدت کو عوامی انصاف کے ساتھ باندھتے ہیں۔ راستبازی کو ان شرائط میں بیان کیا گیا ہے جو اعتقاد اور معاشرتی نگہداشت کو ملاتے ہیں: اللہ پر ایمان، یوم آخرت، نماز، زکوٰۃ اور خیرات کے کاموں میں خرچ کرنا یہ سب نیک بندوں کی نشانی کے طور پر درج ہیں (2:177)۔ نماز اور روزہ جیسی عبادات (2:183-187) دل کی تشکیل کرتی ہیں۔ زکوٰۃ اور سود پر پابندی جیسے معاشی قوانین (2:275) کمزوروں کی حفاظت کرتے ہیں اور ایک منصفانہ معیشت کی تشکیل کرتے ہیں۔

خاندانی اور سماجی قوانین جیسے شادی، دیکھ بھال، وراثت، یتیموں کا علاج، عزت کی حفاظت اور استحصال کی روک تھام کا بار بار ذکر کیا جاتا ہے، مثلاً، (4:34؛ 3-4:2؛ 220) ان آیات کا اکثر قانونی مباحث میں حوالہ دیا جاتا ہے۔ ان قوانین کا مقصد تعلقات کو مستحکم کرنا اور بدسلوکی کو محدود کرنا ہے۔ انہیں سیاق و سباق کی حساسیت کے ساتھ پڑھنا چاہیے اور قرآن میں رحم اور انصاف پر بہت زور دیا گیا ہے (16:90)۔

قرآن کی اخلاقیات میں بد عنوانی کے خلاف سخت ممانعتیں شامل ہیں: رشوت خوری، دوسروں کی املاک پر قبضہ، اور دھوکہ دہی کی مذمت کی گئی ہے (2:188)۔ اس کے برعکس، یہ کمزوروں، یتیموں، غریبوں، مسافروں کی دیکھ بھال کو مرکزی ذمہ داریوں کے طور پر پیش کرتا ہے۔ بہت سے احکام کا سماجی مقصد ہمدردی کو ادارہ جاتی شکل دینا ہے تاکہ یہ کبھی کبھار کی بجائے شہری زندگی کا معمول بن جائے۔

متن اس کی دفعات کے غلط استعمال کے بارے میں بھی خبردار کرتا ہے۔ قوانین کو ہتھیار نہیں بنانا چاہیے، یعنی، احکام کا غلط استعمال نقصان کا باعث بن سکتے ہیں۔ لہذا، قرآن کے قوانین کی اس کے اعلیٰ مقاصد کی روشنی میں تعبیر کرنی چاہیے: جیسے عدل، رحمت، نقصان سے بچنا، ایمان، عقل، زندگی، نسب اور جائیداد کی حفاظت۔ جہاں سخت لغویت نا انصافی کی طرف لے جاتی ہو، وہاں قرآن کی روح واقعات کی روشنی میں دوبارہ جانچ اور اصلاحی ہمدردی کا تقاضا کرتی ہے۔

تاریخی حکایات (نوح، عاد، ثمود، فرعون، قارون، ہاتھی کی فوج) محض قدیم کہانیوں کے بجائے مثال، ٹھوس اخلاقی نمونے کے طور پر کام کرتی ہیں۔ وہ متنبہ کرتی ہیں کہ تکبر، استبداد، لالچ اور ظلم قوموں پر تباہی لاتے ہیں (قرآن میں بہت سی حکایتی آیات دیکھیں؛ ہاتھی کی کہانی (5:1-105) میں ہے، اور فرعون اور دوسروں کے اسباق منتشر ہیں)۔ یہ کہانیاں خود پر کھنے کی حوصلہ افزائی کرتی ہیں: ہمارے معاشرے میں ان خرابیوں کے متوازی کیا ہے؟

قرآن انتباہ کو امید کے ساتھ جوڑتا ہے: یہ ان لوگوں کے لیے اجر کا وعدہ کرتا ہے جو انصاف سے کام لیتے ہیں اور خدا کی طرف رجوع کرتے ہیں، جبکہ ضد کے نتائج سے خبردار کرتا ہے (9:17:39:71)۔ یہ لوگوں کو بچھتاوے کے ناقابل واپسی ہونے سے پہلے واپس بلاتا ہے: وہ پکاریں گے، "اے ہمارے رب، ہم نے خوب دیکھ لیا اور سن لیا، اب ہمیں واپس بھیج دے تاکہ ہم نیک عمل کریں" (32:12)۔ عجلت اب دیکھاؤ: بس یہی توبہ اور اصلاح کا وقت ہے۔

قرآن کی پکار کا جواب دینے کے لیے ٹھوس اقدامات کی ضرورت ہے۔ اول، غور و فکر کے ساتھ تلاوت: روزانہ چند آیات پڑھیں، معتبر ترجمہ سے پڑھیں، اور تین سوال پوچھیں، مطلب کیا ہے، کون سا اخلاقی اصول مقصود ہے، آج میں اس کی وجہ سے کیا کر سکتا ہوں؟ دوسرا، کمزوروں کو ترجیح دیں: زکوٰۃ اور صدقہ باقاعدگی سے دیں، کاروبار اور بات چیت میں حقوق کا دفاع کریں، اور ایسے طریقوں سے اجتناب کریں جو دولت کو غیر قانونی طور پر اکٹھا کرنے کا باعث بنیں۔ تیسرا، مسلسل ایسی عادات کو پروان چڑھائیں جیسے: توجہ

کے ساتھ وقت کی پابندی، روزہ ضبط نفس کے ساتھ، اور اجتماعی عاجزی کے ساتھ حج کرنا، اس طرح عبادت زندگی کردار کو نئی شکل دیتی ہے۔

آخر میں، سماجی کارروائی اہمیت رکھتی ہے۔ قرآن کے نسخوں کا مقصد ایسے لوگوں کی تشکیل کرنا ہے جن کی عوامی زندگی تقویٰ کی عکاسی کرتی ہے۔ جب کمیونٹیز قرآن کی اخلاقیات، دیانتدارانہ تجارت، یتیموں کی حفاظت، منصفانہ تنازعات کے حل، غریبوں کی دیکھ بھال پر عمل درآمد کرتی ہیں تو وحی کی شفاء نظر آتی ہے۔ قرآن کو صرف رسم کی طور پر نہ پڑھا جائے بلکہ اس پر عمل کیا جائے۔ پھر جیسا کہ کتاب وعدہ کرتی ہے، یہ افراد کے لیے روشنی اور معاشرے کے لیے رحمت ہوگی۔ ہم علم، عاجزی اور مسلسل عمل کے ساتھ اس کی پکار کا جواب دیں تاکہ ہماری تلاوت شہادت بن جائے اور ہماری زندگیاں اس کی زندہ مثال بن جائیں۔

## بنیادی عقائد کا خلاصہ

### 1) بنیادی عقائد اور ان کا مختصر تعارف

توحید (خدا کی وحدانیت): صرف اللہ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرو۔ تمہارا خدا ایک ہی خدا ہے، اُس رحمان اور رحیم کے سوا کوئی اور خدا نہیں ہے (2:163)۔ اللہ کے ہاں بس شرک ہی کی بخشش نہیں ہے، اس کے سوا اور سب کچھ معاف ہو سکتا ہے جسے وہ معاف کرنا چاہے۔ جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا وہ تو گمراہی میں بہت دور نکل گیا (4:116)۔ عقیدہ کی بنیادیں: اللہ، یوم آخرت، فرشتوں، کتابوں، انبیاء پر ایمان ہے۔ حوالہ (2:285; 2:177)۔

### 2) بنیادی عبادات

نماز: حاضری اور عاجزی کے ساتھ نماز قائم کرو۔ حوالہ (3:43; 2:78; 17:79; 2:6)۔  
روزہ: رمضان کے روزے رکھیں۔ استثنائی اور فدیہ کے قواعد۔ حوالہ (187-183:2)۔  
زکوٰۃ اور صدقہ: مال کو پاک کرنے اور ضرورت مندوں کی مدد کے لیے فرض زکوٰۃ اور رضاکارانہ صدقہ دیں۔ حوالہ (2:177; 9:60)۔ حج: جب ممکن ہو تو حج کے مناسک ادا کریں، احرام کی پابندیوں پر عمل کرتے ہوئے۔ حوالہ (2:196-197)۔

### 3) سماجی اور اقتصادی اصول

حلال و حرام کھانے: حلال کھانا۔ ممنوعہ کھانے کی فہرستیں اور ضرورت کے لیے مستثنیات۔ حوالہ

(5:3; 2:173)۔

سود کی ممانعت: سود سے بچنا۔ منصفانہ تجارت کو فروغ دینا ہے۔ حوالہ (2:275-279)۔

تجارت اور معاہدوں میں ایمانداری: عہد و پیمان کو پورا کریں، رشوت سے بچیں، دوسروں کی جائیداد پر قبضہ نہ کریں۔ حوالہ (2:188;16:90)۔

زکوٰۃ کی تقسیم اور سماجی بہبود: غریبوں، یتیموں، مسافروں، مقروضوں، خاک نشینوں کے لیے ہے۔ حوالہ (9:60)۔

#### (4) خاندان، شادی، اور ذاتی حیثیت

شادی اور دلہن کے واجبات (مہر): حقوق اور فرائض؛ بعض قریبی غیر محرم رشتہ داروں سے پردہ حوالہ (2:221;4:3)۔

بیویوں کے ساتھ سلوک اور تنازعات کا حل: فرائض، مصالحت کی کوششیں، اور حلات کو مد نظر رکھتے ہوئے انصاف پر مبنی فیصلہ کیا جائے۔ حوالہ (4:34)۔

طلاق اور عدت: طلاق کے طریقہ کار، عدت، نفقہ کے فرائض۔ حوالہ (2:228-232)۔ یتیم اور سرپرستی: یتیم کی جائیداد کی حفاظت؛ منصفانہ طریقہ کار کی ضرورت ہے۔ حوالہ (2:220;4:2)۔

#### (5) جرم، معاشرتی، اور ذاتی اخلاقیات

زنا بدکاری کی ممانعت: عفت اور سماجی سالمیت کو محفوظ رکھیں۔ حوالہ (17:32)۔ نشہ آور اشیاء اور جوئے کی ممانعت: افراد اور معاشرہ کو نقصان پہنچانے والے کاموں اور سرگرمیوں سے پرہیز کریں۔ حوالہ (5:90-91)۔

رشوت یا غیر قانونی طریقہ سے مال بنانا: رشوت یا غیر قانونی طریقہ سے مال بنانا حرام ہے۔ حوالہ (2:188)۔

#### (6) حلف، وعدے، اور قانونی طریقہ کار

قسموں، وعدوں اور عہد کو پورا کریں: وعدوں کو پورا کریں؛ جان بوجھ کر توڑی گئی قسموں کا کفارہ ہے۔ حوالہ (16:91;5:89)۔

ثبوت اور انصاف: گواہی اور قانونی عمل میں انصاف؛ کمزوروں کی حفاظت کرو۔ حوالہ (2:282;4:58)۔

#### (7) تنازعہ، دفاع، اور امن عامہ

جنگ اور اپنے دفاع کے اصول: صرف انصاف کے ساتھ لڑیں، حدود سے تجاوز نہ کریں۔ دشمن امن کی طرف مائل ہو تو امن کو ترجیح دیں۔ حوالہ (61-8:60;193-2:190)۔

مال غنیمت کی تقسیم اور جنگجوؤں کے درمیان کمزوروں کی دیکھ بھال: عوامی ضروریات کے لیے پانچواں حصہ (خمس)۔ جان لو کہ مال غنیمت کا پانچواں حصہ اللہ، رسول، قرابت داروں، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کا ہے۔ (8:41)۔

## (8) مشن، آزادی، اور احتساب

پیغام پہنچائیں: مسلمانوں کو حکم ہے کہ وہ حکمت کے ساتھ دوسروں کو حق کی طرف دعوت دیں۔ حوالہ

(16:125:3:104)

دین میں کوئی جبر نہیں: ہدایت جبر سے الگ ہے۔ دین کے معاملے میں کوئی زور زبردستی نہیں ہے صحیح بات غلط خیالات سے الگ چھانٹ کر رکھ دی گئی ہے۔ اب جو کوئی طاغوت کا انکار کر کے اللہ پر ایمان لے آیا، اُس نے ایک ایسا مضبوط سہارا تھام لیا، جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں (2:256)۔

آخری احتساب: قیامت کے دن سب جواب دے ہوں گے اور قرآن گواہ ہو گا۔ حوالہ (25:30:39:71)۔

اے انسان اس دن سے ڈر جب تجھ سے حساب لیا جائے گا:

|                                 |                               |
|---------------------------------|-------------------------------|
| دل کو سچا سچ سے، و عمل سے حکم   | اے دل ادا کر تو ایمان کے حکم  |
| زکوٰۃ سے پھیلتے ہیں خیر کے باغ  | نماز بنتی ہے سکونِ دل کا سراغ |
| عدل سے روشن تیرا ہر اظہار ہو گا | ایمان تب ہے جب کردار ہو گا    |
| زمین پہ لاگو کر رب کے احکام ذرا | قرآن پکارے، اُٹھ، جاگ ذرا     |
| دنیا میں رب کے رنگ چھا جائیں    | عدل و محبت جب مل جائیں        |
| پھر رحمت کا دریا زمین پہ پھیلاؤ | کتاب کو دل و جاں میں بسا      |

## قرآن کی دوہائی، انصاف کر

|                                    |                                          |
|------------------------------------|------------------------------------------|
| اللہ کو سچائی ہے سب سے زیادہ عزیز۔ | عدل کرو، چاہے دشمن ہو یا عزیز،           |
| اپنے اعمال کا ہی وہ پھل پائے گی۔   | جان نے جو بویا ہے وہی کمائے گی،          |
| کیونکہ ہر عمل ترازو میں نل جائے۔   | کوئی ظلم اُس کی نظر سے نہ بچ پائے،       |
| ادھر بس رحمتِ رب ہوگی رہبر۔        | نہ کار و بار، نہ دوستی، نہ فریاد کا رگر، |
| دوزخ بلائے گی اہل جفا کو۔          | جنت پکارے گی اہل صفا کو،                 |
| سب لوٹیں گے محشر کی زمیں۔          | وعدہ ہے اُس کا، انجامِ یقین،             |

قرآن کہتا ہے: اللہ کے لیے سیدھے سادھے گواہی دینے والے بنو اور کسی قوم کی عداوت تمہیں انصاف سے منحرف ہونے پر مجبور نہ کرے۔ عدل سے کام لو، یہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔ اور اللہ سے ڈرو۔ بیشک اللہ

تمہارے کاموں سے پوری طرح باخبر ہے (5:8)۔ سورۃ النساء میں ارشاد ہے: اے ایمان والو، تم انصاف کے علمبردار بنو اور اللہ کے لیے گواہ بنو، اگرچہ تمہارا انصاف اور تمہاری گواہی تمہارے لیے، یا تمہارے والدین یا تمہارے رشتہ داروں کے لیے نقصان دہ ہو۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ فریق امیر ہے یا غریب، لہذا اپنی خواہش کے پیچھے نہ چلو ورنہ انصاف کرنے سے منحرف ہو جاؤ گے۔ اگر تم اپنے دلائل کو توڑ مروڑ کر پیش کرتے ہو یا حق سے بچتے ہو تو اچھی طرح جان لو کہ جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے پوری طرح باخبر ہے

-(4:135)

یہ آیات انصاف کو برقرار رکھنے پر زور دیتی ہیں، یہاں تک کہ جب یہ ذاتی مفادات یا ان لوگوں کے مفادات کے خلاف ہو جن کے آپ قریب ہیں۔ آیت مومنین سے براہ راست خطاب کرتی ہے، انہیں حکم دیتی ہے کہ وہ انصاف کے لیے ثابت قدم رہیں اور دوسروں کی دشمنی کو ان کے فیصلے پر اثر انداز نہ ہونے دیں۔ یہ بیرونی دباؤ یا ذاتی احساسات سے قطع نظر تمام معاملات میں غیر جانبداری اور انصاف پسندی کی اہمیت کو اجاگر کرتا ہے۔

ایک دوسرے کا مال ناحق ہڑپ نہ کرو اور نہ ہی اسے قاضیوں کے سامنے پیش کرو تا کہ تم دوسروں کے مال کا کچھ حصہ جان بوجھ کر اور ناحق کھا سکو (2:188)۔ بے شک ہم نے اپنے رسولوں کو روشن نشانیوں کے ساتھ بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور میزان نازل کی تاکہ لوگ انصاف پر قائم رہیں (57:25)۔ بے شک اللہ عدل، احسان اور قربت داروں کے ساتھ بھلائی کا حکم دیتا ہے اور ہر بے حیائی، برائی اور ظلم سے منع کرتا ہے (16:90)۔ بے شک اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے (60:8)۔

خلاصہ: اے انسان، یہ آیات اسلام میں انصاف کو ایک بنیادی اصول کے طور پر پیش کرتی ہیں جو شخصی طرز عمل، سماجی میل جول اور نظم و نسق کی رہنمائی کرتی ہے۔ وہ مشکل حالات میں بھی منصفانہ ہونے کی ضرورت پر زور دیتے ہیں اور انصاف بول بالا رکھنے میں دیانتداری کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہیں۔

## مختصر اہم نکات

(۱) مومنو! انصاف کے علمبردار بنو، اور اللہ کے لیے حق کی گواہی دینے والے بنو، خواہ یہ آپ کے خلاف ہو یا آپ کے والدین اور رشتہ داروں کے خلاف، یا امیر یا غریب (4:135)۔

(۲) اللہ عدل، احسان اور رشتہ داروں کے ساتھ بھلائی کا حکم دیتا ہے، اور بے حیائی، برائی اور ظلم سے منع کرتا ہے۔ وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم ہوشیار رہو (16:90)۔

(۳) کسی قوم کی دشمنی آپ کو انصاف سے منحرف ہونے پر مجبور نہ کرے۔

(۴) وراثت کے قوانین، میراث اور وصیت، وصیت۔

(۵) قرض دینے اور قرض لینے کے اصول۔

(۶) مال ہڑپ کرنا: ایک دوسرے کا مال غلط طریقے سے نہ کھاؤ۔ لیکن باہمی رضامندی سے تجارت کے ذریعے۔

(۷) قتل: اسے زندگی یا خون کے پیسے کے لیے زندگی مقرر کیا گیا ہے۔

## عدم پابندی کے نتائج یہ ہوتے ہیں:

**1. اعتماد کا ختم ہونا:** جب افراد انصاف کو برقرار رکھنے میں ناکام رہتے ہیں، تو یہ خاندان کے اراکین، دوستوں، اور کمیونٹی کے اراکین کے درمیان اعتماد کے ٹوٹنے کا باعث بن سکتا ہے۔ لوگ سماجی ہم آہنگی کو مجروح کر کے ایک دوسرے پر شکوک پیدا کر سکتے ہیں۔ اسی طرح، کمیونٹیز یا تنظیموں میں، تعصب اور ناانصافی کا تصور تعلقات کو نقصان پہنچا سکتا ہے، جس سے تنازعہ اور تقسیم ہو سکتی ہے۔

**2. ناانصافی اور مصائب:** انصاف کے اصولوں کو نظر انداز کرنے کے نتیجے میں کمزور افراد یا گروہوں کو نشانہ بنایا جاسکتا ہے، جس سے ناانصافیوں کو جوابدہی کے بغیر پھیلنے کا موقع ملتا ہے۔ اسی طرح، انصاف کی وسیع پیمانے پر نظر اندازی نظامی عدم مساوات کا باعث بن سکتی ہے، جہاں بعض گروہوں کو مسلسل پسماندہ رکھا جاتا ہے اور ان کے حقوق سے انکار کیا جاتا ہے۔

**3. ذاتی اخلاقی زوال:** افراد خود کو اپنے اخلاقی معیارات سے سمجھوتہ کرتے ہوئے پاسکتے ہیں، جس کی وجہ سے ایک پھسلن ڈھلوان ہو جاتی ہے جہاں چھوٹی ناانصافیاں معمول بن جاتی ہیں، بالآخر ان کی سالمیت کو ختم کر دیتی ہے۔ انصاف کو نظر انداز کرنا اندرونی تنازعہ اور جرم کا باعث بن سکتا ہے، ذہنی صحت اور ذاتی فلاح و بہبود کو منفی طور پر متاثر کرتا ہے۔

**4. قانونی اور منفی سماجی اثرات:** بہت سے معاشروں میں، انصاف کے اصولوں کو برقرار رکھنے میں ناکامی کے قانونی اثرات ہو سکتے ہیں، بشمول بدعنوانی، امتیازی سلوک، یا غیر منصفانہ طرز عمل کی سزائیں۔ ناانصافی کا وسیع تصور احتجاج، شہری بد امنی اور تنازعات کا باعث بن سکتا ہے، جس سے سماجی استحکام اور امن کو خطرہ ہو سکتا ہے۔

**5. منفی روحانی نتائج:** اسلامی نقطہ نظر سے، انصاف کو نظر انداز کرنا منفی روحانی اثرات کا باعث بن سکتا ہے، بشمول الہی رہنمائی اور برکتوں سے دوری۔ اس کے دنیا اور آخرت میں منفی نتائج نکل سکتے ہیں۔ انصاف

سے بھٹکنا اخلاقی کپاس کو بگاڑ سکتا ہے، صحیح اور غلط کی تمیز کرنا مشکل بناتا ہے اور مزید غیر اخلاقی رویے کا باعث بنتا ہے۔

**6. بدلہ لینے کا معاملہ:** انصاف کو نظر انداز کرنا حساب چکانا اور انتقام کا ایک چکر چل سکتا ہے، کیونکہ جو لوگ اپنے آپ کو غلط سمجھتے ہیں وہ انتقامی کارروائی کی کوشش کر سکتے ہیں، جس سے کمیونٹیز کے اندر جاری تنازعات اور تشدد جنم لیتے ہیں۔ ناانصافی کے اثرات نسلوں تک پھیل سکتے ہیں، مستقبل کے تنازعات انصاف اور ازالے کے حل نہ ہونے والے مسائل سے پیدا ہوتے ہیں۔

**نتیجہ:** بالآخر، انصاف کو نظر انداز کرنا منفی نتائج کا ایک جھڑپ پیدا کر سکتا ہے، جس سے افراد، کمیونٹیز، اور معاشرے کو بڑے پیمانے پر متاثر کیا جاسکتا ہے۔ انصاف کو برقرار رکھنا نہ صرف ایک اخلاقی اور مذہبی ذمہ داری ہے بلکہ رشتوں اور معاشروں میں اعتماد، ہم آہنگی اور اخلاقی سالمیت کو برقرار رکھنے کے لیے بھی ضروری ہے۔ جن معاشروں میں بد عنوانی اور ناانصافی کا راج ہے، جرائم بے قابو ہوتے ہیں، سماجی ڈھانچے کا کوئی وجود نہیں ہوتا۔ اخلاقیات کا زوال، انصاف اور مالیاتی نظام تباہ۔ جس کا نتیجہ دنیا میں خسارہ اور آخرت میں نقصان ہے۔ اے انسان، ظلم کرنے سے ڈر، کیونکہ یہ اللہ کے غضب کا موجب ہے۔

|                                |                                      |
|--------------------------------|--------------------------------------|
| عدل مٹ جائے، زباں میں زہر ہو،  | دلوں سے اٹھ جائے، وفا کا شہر ہو۔     |
| جہاں پہ انصاف کی روشنی نہ رہے، | وہ قوم اندھیروں میں بھٹکتی رہے۔      |
| ضمیر سو جائے، تو حق چھپ جائے،  | جہاں لالچ ہو، وہاں سب مٹ جائے۔       |
| جو عدل سے دُور، وہ رب سے دُور، | اس کی نہ دنیا رہے، نہ عقبیٰ کا نُور۔ |

## قرآن کی پکار سماجی بہبود کے احکام پر عمل

|                                      |                                 |
|--------------------------------------|---------------------------------|
| ایمان فقط سجدہ اور روزہ کا نام نہیں، | ملے خدمتِ خلق سے دلوں کو سکوں   |
| مساکین کی جو کرے حاجت روائی،         | یہی عبادت، یہی ہے دل کی دوائی۔  |
| دے کے چھپ جائے، وہی کریم،            | جو بھی کرے بھلائی، وہی ہے عظیم۔ |
| سو ہنارِ مَن اسی دل کو پسند کرتا ہے، | جو اس کے بندوں پہ رحم کرتا ہے۔  |

اسلام میں سماجی بہبود کے احکام اس بات پر روشنی ڈالتے ہیں کہ تقویٰ صرف عبادت کے بارے میں نہیں ہے بلکہ یہ بھی ہے کہ کوئی دوسرے کے ساتھ کیا سلوک کرتا ہے۔ حقیقی تقویٰ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی

محبت میں اپنا مال رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں، مانگنے والوں اور غلاموں کو آزاد کرنے پر خرچ کیا جائے۔ اس میں زکوٰۃ کی ادائیگی، عہد کی پاسداری اور مصیبت میں صبر کرنا بھی شامل ہے۔ صدقہ مخلص ہونا چاہیے، کبھی دکھاوے کے لیے نہیں دیا جانا چاہیے اور نہ ہی تکبر کے ساتھ، **ایک شائستہ لفظ اس خیرات سے بہتر اور زیادہ قیمتی ہے جو ذلیل کرے۔** اللہ خیرات میں اضافہ اور برکت کا وعدہ کرتا ہے، جبکہ شیطان غربت کے خوف سے بخل کی ترغیب دیتا ہے۔ مومنوں کو سخاوت، عاجزی اور عدل و انصاف سے پیش آنے کی تاکید کی جاتی ہے، یاد رہے کہ تقویٰ کا لباس سب سے افضل ہے۔

توبہ، عاجزی، اور حسن سلوک ان احکام کی ایک اور اہم جہت ہے۔ اللہ ان لوگوں کی توبہ قبول کرتا ہے جو سچے دل سے اس کی طرف رجوع کرتے ہیں، لیکن ان سے نہیں جو موت تک تاخیر کرتے ہیں۔ مومنوں سے کہا گیا ہے کہ وہ دوسروں کو گرجو ششی سے سلام کریں، اجتماعات میں سرگوشیوں سے گریز کریں سوائے اچھے اسباب کے، اور افواہیں پھیلانے سے پرہیز کریں۔ جھوٹے الزامات اور خود راستبازی کی مذمت کی جاتی ہے، جبکہ عاجزی، احترام اور رحم کی تعریف کی جاتی ہے۔ والدین کے ساتھ خاص طور پر بڑھاپے میں نہایت احتیاط اور مہربانی سے پیش آنا چاہیے اور تجارت میں دیانت داری مناسب ترازو اور پیمانوں سے لازم ہے۔ جھوٹ کا مقابلہ کرتے ہوئے بھی، مسلمانوں کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ دوسرے دیوتاؤں کی توہین نہ کریں، ایسا نہ ہو کہ اس سے اللہ کی بے عزتی ہو جائے۔

سماجی ہم آہنگی ایک اہم توجہ ہے۔ قرآن مومنوں کو حکم دیتا ہے کہ وہ تنازعات کو منصفانہ طریقے سے حل کریں اور جنگجو گروہوں کے درمیان صلح قائم کریں، جب تک انصاف بحال نہ ہو جائے، ظالموں کے خلاف ڈٹے رہیں۔ اخوت اور مساوات پر زور دیا گیا ہے: مرد یا عورت کا کوئی گروہ کسی دوسرے کا مذاق یا طعنہ نہیں دے کیونکہ برتری صرف تقویٰ کے لحاظ سے اللہ کے پاس ہے۔ بدگمانی، جاسوسی اور غیبت سختی سے ممنوع ہے، غیبت کو ”اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانے“ سے تشبیہ دی گئی ہے۔ اس کے بجائے، مومنوں کو کہا جاتا ہے کہ وہ اچھی گفتگو کریں، تکبر سے بچیں، اور رشتہ داریوں کو مضبوط کریں۔ انسانی تنوع کو اللہ کے منصوبے کے ایک حصے کے طور پر پیش کیا جاتا ہے، جس میں شرافت کا تعین نسل، قبیلے یا دولت کے بجائے راستبازی سے ہوتا ہے۔

احکام سماجی، اقتصادی اور ذاتی زندگی میں اخلاقی حدود بھی متعین کرتے ہیں۔ فضول خرچی اور اسراف حرام ہے جس طرح بخل اور تکبر بھی حرام ہے۔ خودکشی، ظلم اور بے حیائی کے کام، خواہ کھلے ہوں یا چھپے، سختی سے ممنوع ہیں۔ مومنوں کو تنبیہ کی جاتی ہے کہ وہ قسمیں دھوکے سے نہ کھائیں یا عارضی دنیاوی فائدے

کے لیے اللہ کے عہد کا سودا نہ کریں۔ خبروں کو پھیلانے سے پہلے ہمیشہ تصدیق کر لینی چاہیے، تاکہ نقصان اور افسوس سے بچا جاسکے۔ مومنوں کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے کہ وہ دوسروں کو اللہ کے راستے کی طرف حکمت، تحمل اور مہربان استدلال کے ساتھ بلائیں، جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام پر امن قائل کو فروغ دیتا ہے، نہ کہ جبر۔

خلاصہ یہ کہ یہ احکام ایک ایسے معاشرے کی بنیاد رکھتے ہیں جس کی جڑیں انصاف، عاجزی، مہربانی اور احتساب پر ہوں۔ قرآن اس بات پر زور دیتا ہے کہ ایمان کو اخلاق میں، خیرات، دیانت، صلح اور احترام کے ذریعے ظاہر کرنا چاہیے۔ یہ متکبر، ناانصافی، اور نقصان دہ سماجی رویوں سے منع کرتا ہے۔ بھائی چارے، سخاوت اور امن کو فروغ دیتے ہوئے اسلام ایک متوازن معاشرہ تشکیل دینا چاہتا ہے جہاں سب کے حقوق کا احترام ہو۔ بالآخر، سچے مومن وہ ہیں جو اللہ پر پختہ ایمان کو انسانیت کی مخلصانہ خدمت کے ساتھ جوڑتے ہیں، دنیاوی ہم آہنگی اور دائمی کامیابی دونوں کے لیے کوشش کرتے ہیں۔

### اہم سماجی اصولوں کی مختصر درجہ بندی

1. صدقہ اور دولت کے اصول، دینے کی ذمہ داریاں، تجارت میں ایمانداری، اور اعتدال۔ **مثال:** رشتہ داروں، یتیموں، محتاجوں کو دینا؛ مناسب وزن اور پیمائش کا استعمال کریں؛ بخل اور فضول خرچی سے بچیں۔
2. تقریر اور معلوماتی اخلاقیات، سچ بولنے کے اصول، خبروں کی تصدیق، اور غیبت یا غیبت سے منع کرنا۔ **مثال:** شیئر کرنے سے پہلے افواہوں کی تصدیق کریں۔ چار گواہوں کے بغیر الزام نہ لگائیں۔
3. انصاف اور تنازعات کا حل، امن قائم کرنے کی ذمہ داریاں، مساوی ہونا، اور جرم کو سزا دینا اور اس کی اصلاح کرنا۔ **مثال:** لڑنے والے فریقوں میں مصالحت کے لیے مداخلت؛ فاسق کی اصلاح کرو یہاں تک کہ وہ صحیح طرز عمل کی طرف لوٹ آئیں۔
4. خاندان اور رشتہ داری کے فرائض، احترام، تعاون اور والدین اور رشتہ داروں کے ساتھ تعلقات رکھنا۔ **مثال:** بوڑھے والدین کی دیکھ بھال؛ رشتہ داروں کو ان کا حق دیں اور خاندانی تعلقات برقرار رکھیں۔
5. ذاتی اخلاقیات اور توبہ، ذاتی احتساب، سچی توبہ، اور گناہ سے بچنا۔ **مثال:** فوری طور پر توبہ کریں (موت تک تاخیر نہ کریں)؛ پوشیدہ اور ظاہری بے حیائی کے کاموں سے پرہیز کریں۔
6. ممانعتیں اور تحفظات، صریح ممانعتیں (خودکشی، جھوٹا الزام، دکھاوے کی خیرات)۔ **مثال:** خودکشی ممنوع ہے؛ دکھاوے کے لیے صدقہ دینا گناہ ہے۔
7. سماجی برتاؤ اور عاجزی، وقار، متکبر اور تمسخر کی ممانعت، اور احترام بین المذاہب رویہ۔ **مثال:** دوسروں کے عقائد کا مذاق نہ اڑائیں۔ عوام میں متکبرانہ رویے سے گریز کریں۔

8. پبلک آرڈر اور ادارہ جاتی عمل، افواہوں کو حکام تک پہنچانا، تحقیقات شدہ الزامات، اور ثالثی کے طریقہ کار۔ **مثال:** مشکوک دعووں کو پھیلانے کی بجائے انکوائری کے لیے مجاز حکام کو رپورٹ کریں۔
9. مذہبی-قانونی حدود، یہ تسلیم کرنا کہ حلال اور غیر قانونی کی حتمی تعریف خدائی حکم سے ہوتی ہے۔ دوسروں کو حکمت کے ساتھ بلاؤ۔ **مثال:** دانشمندانہ مشورہ کے ساتھ سکھائیں اور دعوت دیں۔ دنیاوی فائدے کے لیے الہی عہد کو نہ بیچیں۔
10. رویے اور شک پر سماجی پابندیاں، جاسوسی کی حد، حد سے زیادہ شک، سرگوشی، اور طعنہ دینا۔ **مثال:** جاسوسی اور غیبت سے بچیں؛ دوسروں کو طعنے یا لقب نہ دیں۔ اے انسان، اہل و عیال، رشتہ دار، یتیم، مسافر وغیرہ کے ساتھ نرمی اور انصاف کر۔

|                            |                                 |
|----------------------------|---------------------------------|
| عدل سے جیو، سخاوت سے دو،   | محبت سے بولو، کرم سے چلو۔       |
| جو کرے بندوں کے حق ادا،    | وہی بندہ سچا، وہی ٹھہرے بادشاہ۔ |
| یہی ہے قرآن کا پیغام پاک،  | عمل میں ہو رحمت، کردار میں خاک۔ |
| تب چمکے زمیں، تب مہکے فضا، | جب دل میں اترے عدل و وفا۔       |

## قرآن کی پکار اس کی نصیحت یاد رکھ

|                              |                            |
|------------------------------|----------------------------|
| قرآن پکارے، جاگ اے دل،       | توڑ غفلت کا یہ سنگ میل۔    |
| یہ دنیا فانی، دھوکے کا کھیل، | بنا حق کی صدا کو بے میل۔   |
| ایمان کو سینے میں روشن کر    | عدل کو اپنا، سچ کو چلن کر۔ |
| ہر فعل کا ہو گا حساب ضرور،   | عدل ربی کا ہے یہ دستور۔    |

قرآن کا نصیحت کا پیغام ایمان، سخاوت اور آخرت کی یاد کی گہرا دعوت سے شروع ہوتا ہے۔ مومنوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی تلقین کی جاتی ہے اس سے پہلے کہ وہ دن آئے جب مال اور رشتوں کی کوئی قیمت نہ ہوگی۔ ہر شخص اپنے اعمال کا پورا پورا بدلہ پانے کے لیے اللہ کے حضور کھڑا ہوگا۔ کسی کے ساتھ ناانصافی نہیں ہوگی۔ قرآن یاد دلاتا ہے کہ اللہ اپنے بندوں کے قریب ہے، جب وہ اخلاص کے ساتھ پکارتے ہیں تو ان کی دعاؤں کا جواب دیتا ہے۔ حقیقی کامیابی اللہ سے ڈرنے، عبادت کو خالص کرنے اور صبر و شکر کے ساتھ زندگی گزارنے میں ہے۔ تمام بھلائیاں اللہ کی طرف سے پیدا ہوتی ہیں، جب کہ بد قسمتی انسان کی اپنی

پسند سے ہوتی ہے۔ خوف، غربت اور مشکلات کے ذریعے ایمان کا امتحان لیا جاتا ہے، پھر بھی جو لوگ ثابت قدم رہتے ہیں اور ثابت قدم رہتے ہیں وہ بالآخر فتح پاتے ہیں۔

اسلام میں راستبازی محض عقیدہ کا اعلان نہیں بلکہ اطاعت، خیرات اور اخلاقی اصلاح کے لیے ایک فعال عزم ہے۔ قرآن سکھاتا ہے کہ وفاداروں کو نیکی کا حکم دینا، برائی سے منع کرنا اور متحد رہنا چاہیے، کیونکہ تقسیم ان کی طاقت کو کمزور کر دیتی ہے۔ جو لوگ اللہ کی راہ میں مال، صبر یا قربانی کے ذریعے جہاد کرتے ہیں، ان کے لیے بخشش اور ابدی اجر کا وعدہ کیا جاتا ہے، جب کہ تکبر اور کفر صرف نقصان کا باعث بنتے ہیں۔ نیکیاں اور برائیاں برابر نہیں ہیں: نیکیاں گناہوں کو مٹا دیتی ہیں اور درجات بلند کرتی ہیں، جب کہ برے اعمال، چاہے بہت زیادہ ہوں، پانی پر جھاگ کی طرح فنا ہو جاتے ہیں۔ اہل ایمان کو حسد، تکبر اور منافقت سے بچنے، دوسروں کو معاف کرنے اور یاد رکھنے کا حکم ہے کہ قیامت کے دن شفاعت اور دنیاوی فائدہ کسی کو نہیں بچا سکے گا۔

قرآن نے جوابدہی اور اللہ کے حکم کے انصاف پر بھی زور دیا ہے۔ ہر نفس اپنے اعمال کا خود ذمہ دار ہے۔ کوئی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ قوموں اور افراد کو آسانی اور مشکل سے آزمایا جاتا ہے، اور ان کی قسمت کا دار و مدار ان کے رہنمائی کے جواب پر ہوتا ہے۔ جب لوگ الہی نشانیوں کو رد کرتے ہیں اور بدعنوانی پر اڑے رہتے ہیں تو اس کے بعد عذاب آتا ہے، لیکن جو لوگ توبہ کرتے ہیں اور اصلاح کرتے ہیں ان پر رحم کیا جاتا ہے۔ دنیا کی رغبت عارضی ہے، دولت، طاقت اور لذت سب ختم ہو جائیں گے، جب کہ اللہ کے پاس جو ہے وہ ابدی ہے۔ لہذا، مومنین کو یاد دہانی کرائی جاتی ہے کہ وہ ایسے کاموں پر توجہ مرکوز کریں جو اس زندگی کو ختم کریں اور اپنے آپ کو اور اپنے خاندانوں کو نیکی کے ساتھ زندگی گزار کر آگ سے بچائیں۔

اپنی تمام نصیحتوں کے دوران، قرآن الہی پیغام کی وحدت کو تقویت دیتا ہے۔ تمام پیغمبر انسان تھے جنہوں نے ایک ہی سچائی کی تبلیغ کی: اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا اور انصاف کے ساتھ زندگی گزارنا۔ یہ اندھی پیروی، توہم پرستی، اور نسب یا فرقے میں فخر کو مسترد کرتا ہے، اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ نجات صرف ایمان اور اچھے اعمال پر منحصر ہے۔ خود قرآن کو ایمان والوں کے لیے شفا، رحمت اور رہنما کے طور پر بیان کیا گیا ہے، جبکہ غافل لوگوں کے لیے ایک تنبیہ ہے۔ صبر اور اخلاص کے ساتھ اس کے نور کی پیروی کرنے والوں کو ایک پھل دار درخت سے تشبیہ دی گئی ہے جس کی جڑیں مضبوط ہیں اور اس کی شاخیں آسمان تک پہنچتی ہیں اور ہر موسم میں بھلائی پیدا کرتی ہیں۔

بالآخر، قرآن کی نصیحت ذمہ داری، عاجزی اور امید پر مرکوز ہے۔ زندگی اور موت کو یہ جانچنے کے لیے بنایا گیا ہے کہ کون اچھے اخلاق میں ہے۔ ہر شخص کے اعمال لکھے ہوئے ہیں اور ہر قوم اپنے انجام کو پہنچے گی۔ مومنوں کو تاکید کی جاتی ہے کہ وہ اپنے دعویٰ پر عمل کریں، استغفار کریں، اور ثابت قدمی کے ساتھ آزمائشوں کو برداشت کریں۔ پیغام کا اختتام یقین دہانی اور تنبیہ کے ساتھ ہوتا ہے: جو کوئی نیکی کرے گا وہ اپنی جان کے لیے کرے گا اور جو برائی کرے گا وہ اس کا بوجھ اٹھائے گا۔ تمام مخلوقات اللہ کی ہے جو رحمن و رحیم ہے اور اسی کی طرف ہر ذی روح کو لوٹنا ہے۔

## قرآنی نصیحتوں کا خلاصہ اور درجہ بندی

کتاب "قرآن کی پکار" قرآن کی اہم نصیحتوں کو بڑے روحانی، اخلاقی اور اخلاقی موضوعات میں خلاصہ اور درجہ بندی کرتی ہے، غور و فکر اور مطالعہ کے لیے ایک قابل رسائی رہنمائی فراہم کرتی ہے:

### 1. ایمان، عقیدہ، اور عبادت

**بنیادی پیغام:** صرف اللہ پر ایمان لاؤ، خلوص سے اس کی عبادت کرو، اور اس کے رسول کی اطاعت کرو (عقیدہ: توحید، احتساب، آخرت)۔

(۱) **مطلق توحید:** صرف اللہ پر ایمان لاؤ اور خلوص نیت سے اس کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔

(۲) **تمام انبیاء:** مسلمان تھے جنہوں نے توحید کی تبلیغ کی۔

(۳) **اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔** سچے مومن وہ ہیں جو پوری طرح اس کے تابع فرمان ہیں۔

(۴) **قرآن مومنین کے لیے ہدایت، رحمت اور شفاء ہے۔**

(۵) **نماز اور صدقہ کی اہمیت۔**

(۶) **عمل کے بغیر ایمان کھوکھلا ہے، یقین کو اعمال میں جھلکانا چاہیے۔**

(۷) **اللہ کو کثرت سے یاد کرو، نمازیں پڑھو، صدقہ کرو اور اپنی عبادت کو پاکیزہ کرو۔**

(۸) **اس کی نظر میں اسلام ہی واحد سچا مذہب ہے۔**

### 2. احتساب، فیصلہ، اور آخرت

**بنیادی پیغام:** ہر ذی روح جوابدہ ہے۔ اعمال ابدی تقدیر کا تعین کریں گے (انصاف، راستبازی میں تعاون، تکبر اور حسد سے بچنا)۔

(۱) **ہر شخص اپنے اعمال کا خود ذمہ دار ہے۔** کوئی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھاتا۔

- (۲) اعمال کا حساب قیامت کے دن کیا جائے گا۔ راستباز فلاح پائیں گے، دوسرے کھو جائیں گے۔  
 (۳) دولت، نسب یا قبیلہ کسی کو نہیں بچائے گا، صرف ایمان اور اعمال صالحہ بچیں گے۔  
 (۴) نامہ اعمال کھولا جائے گا جس میں ہر عمل ظاہر ہوگا۔  
 (۵) اللہ کی اجازت کے بغیر کوئی تجارت، دوستی یا شفاعت نہیں ہوگی۔  
 (۶) جنت مومنوں کے لیے ہے۔ جہنم کی آگ جھٹلانے والوں کی منتظر ہے۔  
 (۷) اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ دنیا ختم ہو جائے گی، اور سب کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔

#### 4. آزمائش، صبر، اور استقامت

- بنیادی پیغام: امتحانات ایمان کا حصہ ہیں۔ صبر اور اللہ پر بھروسہ کامیابی کی طرف لے جاتا ہے۔  
 (۱) مومنوں کو خوف، بھوک، نقصان، بیماری اور سختی سے آزمایا جائے گا۔  
 (۲) سچا ایمان صبر اور استقامت سے ظاہر ہوتا ہے۔  
 (۳) جو چیز تم ناپسند کرتے ہو وہ تمہارے لیے بہتر ہو، اللہ جانتا ہے، تم نہیں جانتے۔  
 (۴) اللہ صبر کرنے والوں سے محبت کرتا ہے اور انہیں بے حساب اجر دیتا ہے۔ سچی کامیابی ثابت قدمی اور راستبازی میں ہے۔  
 (۵) مشکل کے بعد آسانی آتی ہے، ایمان کے ساتھ مشکلات کو برداشت کرنا۔  
 (۶) صبر لامحدود اجر لاتا ہے۔

#### 5. نبوت اور وحی

- بنیادی پیغام: انبیاء بھی انسان ہیں جنہیں رہنمائی کے لیے چنا گیا ہے۔ وحی الہی سچائی ہے۔  
 (۱) تمام انبیاء ایک ہی بنیادی پیغام لے کر آئے اور خوشخبری اور تنبیہات کیں۔ جن لوگوں نے مسترد کیا وہ اس کے لیے جوابدہ نہیں ہیں۔  
 (۲) قرآن سچائی کے ساتھ ہدایت اور وضاحت کے لیے نازل ہوا ہے۔ یہ مومنوں کے لیے ہدایت، رحمت اور شفا ہے۔  
 (۳) انبیاء علیہم السلام نے صبر اور اعلیٰ اخلاق کے ساتھ اپنا فرض ادا کیا۔  
 (۴) تمام انبیاء نے توحید کی تبلیغ کی اور بت پرستی کے خلاف تنبیہ کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ڈرانے والے اور بشارت دینے والے ہیں۔  
 (۵) قرآن ماضی کے انکشافات کی تصدیق کرتا ہے اور آخری رہنمائی کا کام کرتا ہے۔

#### 6. دنیاوی زندگی بمقابلہ ابدی زندگی

**بنیادی پیغام:** دنیاوی لذتیں عارضی ہیں۔ اصل کامیابی آخرت میں ہے۔

- (۱) دنیاوی زندگی عارضی اور فریب ہے۔ اصل کامیابی آخرت میں ہے۔
- (۲) زندگی اور موت ایک امتحان ہے، یہ دیکھنے کے لیے کہ کون بہترین عمل کرتا ہے۔
- (۳) دولت اور اولاد امتحان ہیں۔ اللہ کے ذکر سے ایمان کو مضبوط کریں۔
- (۴) دنیاوی دولت، خوبصورتی اور اولاد امتحان ہیں، قدر و منزلت کا پیمانہ نہیں۔
- (۵) دنیا دھوکہ دیتی ہے۔ عارضی سکون کی طرف متوجہ نہ ہو۔
- (۶) جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ دائمی ہے۔
- (۷) جو لوگ دنیاوی فائدے کے پیچھے بھاگتے ہیں ان کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔

## 7. گناہ، نافرمانی، اور شیطان

**بنیادی پیغام:** تکبر، نافرمانی اور شیطان کے فریب (کفر کی سزا، دنیاوی تکبر کی فضولیت) سے بچیں۔

- (۱) شیطان ایک واضح دشمن ہے۔ وہ انسانوں کو فتنہ میں ڈالتا ہے جیسا کہ اس نے آدم (ع) کو آزمایا تھا۔
- (۲) شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو، وہ برائی اور بے حیائی کا حکم دیتا ہے۔
- (۳) تکبر، غرور، بخل اور منافقت سے پرہیز کریں۔
- (۴) وہ بات کہنا جو تم نہیں کرتے اللہ کو ناپسند ہے۔
- (۵) مذہب کو فرقوں اور گروہوں میں تقسیم کرنے والوں کو تنبیہ کی جاتی ہے۔

## 8. توبہ، معافی، اور رحم

**بنیادی پیغام:** سچے دل سے توبہ کرنے والوں کے لیے اللہ کی رحمت وسیع ہے (توبہ، استغفار، نیک لوگوں کے لیے جنت)۔

- (۱) اللہ کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ وہ ان لوگوں کو معاف کرتا ہے جو توبہ کرتے ہیں اور اپنی اصلاح کرتے ہیں۔
- (۲) معاف ہونے کے لیے معاف کرو، اللہ رحم کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔
- (۳) اللہ کی طرف سچی توبہ کرو اس سے پہلے کہ دیر ہو جائے۔
- (۴) گناہ کے بعد بھی اللہ تعالیٰ مومنوں کو استغفار کی دعوت دیتا ہے۔

## 9. الٰہی طاقت اور تخلیق

**بنیادی پیغام:** اللہ تمام مخلوقات کا خالق، قائم رکھنے والا اور کنٹرول کرنے والا ہے۔

- (۱) اللہ نے زندگی، موت، آسمان اور زمین کو مقصد کے ساتھ پیدا کیا۔
- (۲) وہی رزق دیتا ہے اور تقدیر کو کنٹرول کرتا ہے۔

- ۳) ہر تخلیق اس کی قدرت اور حکمت کی نشانی ہے۔  
 ۴) اللہ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے۔ وہ جانتا ہے جو کھلا اور چھپا ہے۔  
 ۵) پوری مخلوق فیصلے کے لیے اس کی طرف لوٹ آئے گی۔

## 10. رہنمائی، حکمت، اور عکاسی

- بنیادی پیغام: قرآن انسانیت کو سوچنے، سوچنے اور سچائی کی تلاش کرنے کی دعوت دیتا ہے۔  
 ۱) قرآن ان لوگوں کے لیے ہدایت ہے جو سوچتے ہیں اور ایمان رکھتے ہیں۔  
 ۲) صحیح معنوں میں صرف وہی لوگ ہدایت پاتے ہیں جو عقل سے کام لیتے ہیں اور ہدایت حاصل کرتے ہیں۔  
 ۳) فطرت، اپنی تخلیق اور اللہ کی نشانیوں پر غور کریں۔  
 ۴) اچھے الفاظ اور اعمال کسی کے درجات کو بلند کرتے ہیں۔ برے لوگ فنا ہو جائیں گے۔  
 ۵) حقیقی علم اللہ کے سامنے عاجزی کا باعث بنتا ہے۔

## 11. برادری اور بھائی چارہ

- بنیادی پیغام: مومنین ایمان اور مقصد میں ایک برادری کے طور پر متحد ہیں۔  
 ۱) آپس میں جھگڑا یا جھگڑا نہ کریں، یہ آپ کو کمزور کرتا ہے۔  
 ۲) توحید اور ہدایت کے لیے اللہ کی کتاب کو مضبوطی سے تھامے رکھنا۔  
 ۳) تقویٰ میں ایک دوسرے کا ساتھ دینا۔ تفرقہ بازی اور فرقہ واریت سے بچیں۔  
 ۴) نیک لوگ اللہ کے ساتھی ہیں اور ایک دوسرے کے۔  
 ۵) اپنے گھر والوں کو گناہ سے بچائیں اور نیکی کی طرف رہنمائی کریں۔

## 12. انصاف، مساوات، ذمہ داری، اور آخرت

- بنیادی پیغام: انصاف کو برقرار رکھیں؛ ہر نفس اپنے اعمال کا خود ذمہ دار ہے۔ کوئی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھاتا۔

- ۱) منصفانہ اور عادلانہ ہو؛ دشمن بھی انصاف کے مستحق ہیں۔  
 ۲) ہر شخص اپنی کمائی کے لیے جوابدہ ہے، اچھا یا برا۔ قیامت کے دن اعمال تو لے جائیں گے، نیک لوگ فلاح پائیں گے، دوسرے خسارے میں ہوں گے۔  
 ۳) اللہ کا فیصلہ قطعی ہے۔ کسی پرائیٹم کے وزن کے برابر بھی ظلم نہیں ہوگا۔ نامہ اعمال کھلے گا جس میں ہر عمل ظاہر ہوگا۔

- ۴) سچ بولو اور عمل کرو، اللہ تعالیٰ منافقت اور ظلم کو ناپسند کرتا ہے۔

- (۵) دولت، نسب یا قبیلہ کسی کو نہیں بچائے گا، صرف ایمان اور اعمال صالحہ بچیں گے۔  
 (۶) اللہ کی اجازت کے بغیر کوئی تجارت، دوستی یا شفاعت نہیں ہوگی۔  
 (۷) ہر نفس اپنے اعمال کا جوابدہ ہے۔  
 (۸) یوم جزا کو واضح طور پر بیان کیا گیا ہے۔  
 (۹) نامہ اعمال سب کے خلاف گواہی دے گا۔  
 (۱۰) جنت اور جہنم حتمی منزل کے طور پر۔  
 (۱۱) جنت مومنوں کے لیے ہے۔ جہنم کی آگ جھٹلانے والوں کی منتظر ہے۔  
 (۱۲) اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ دنیا ختم ہو جائے گی، اور سب کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔  
 اے انسان، انصاف اور اخلاقی دیانت کو برقرار رکھ، عاجزی، صبر اور شکر کے ساتھ زندگی بسر کر، اور اللہ کے سامنے جوابدہی کے لیے مسلسل تیاری کر۔

|                                   |                                     |
|-----------------------------------|-------------------------------------|
| سُن صدا، بندے ابھی وقت ہے،        | پھر نہ در کھلیں، نہ کوئی مہلت ہے۔   |
| ہر جان اٹھے گی اپنے گناہ کے ساتھ، | اکیلی چلے گی وہ اپنے اعمال کے ساتھ۔ |
| تو رحمت کو پکار، اور توبہ سے بڑ،  | غرور کو چھوڑ دے، وفا کو مڑ۔         |
| قرآن کی نصیحت، قرآن ہے نُور،      | عمل سے اسے بنا لے اپنا دستور۔       |
| یہ سانس رکنے سے پہلے سن،          | نجات عمل میں ہے، ایمان میں دھن۔     |

## قرآن کی دوہائی اس کی تنبیہات ہیں

|                                |                                    |
|--------------------------------|------------------------------------|
| اے انسان، قرآن تجھے پکارتا ہے، | ہر صبح تجھ پر نیا پیغام اتارتا ہے۔ |
| یہ غصہ نہیں، ہے رحمت کا ساز،   | جو سمجھے اسے، وہی پائے راز۔        |
| غرور سے بچ، غفلت نہ کر،        | صدق و انصاف کا رستہ تو پکڑ۔        |
| تنبیہ کی آگ رحمت کی بات        | دل کو کرے صاف، چمکائے ذات          |

قرآن کی تنبیہات جوابدہی، انصاف اور دنیوی زندگی کی لمحہ بہ لمحہ نوعیت کی یاد دہانی کے طور پر کام کرتی ہیں۔ یہ متنبہ کرتا ہے کہ جب قومیں ایمان اور سچائی سے منہ موڑتی ہیں تو اللہ ان کی جگہ دوسرے لوگوں کو لے آتا

ہے جو اس سے محبت اور اطاعت کرتے ہیں۔ تاریخ ایسی مثالوں سے بھری پڑی ہے کہ جب لوگ ہدایت الہی کو جھٹلاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کو پہلے سختی سے آزماتا ہے، پھر آسانی کے ساتھ، اس سے پہلے کہ تکبر اور توبہ نہ کرنے والوں کو فرعون اور اس سے پہلے کی قوموں کی طرح تباہ و برباد کر دیتا ہے۔ ہر ذی روح کو موت کا مزہ چکھنا ہے اور قیامت کے دن ہر شخص اپنے رب کے حضور کھڑا ہو گا تاکہ اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ ملے۔ نہ مال، نہ رشتہ داری، نہ شفاعت کسی کے کام آئے گی۔ صرف ایمان اور راستبازی ہی نجات دلائے گی۔

قرآن غرور، منافقت اور غفلت سے خبردار کرتا ہے۔ اکثریت کی اندھی پیروی کرنا، مذہب کو فرقوں میں تقسیم کرنا، یا خود غرضی کا دعویٰ کرنا یہ سب گمراہی کے راستے ہیں۔ جہنم کو ان لوگوں کے لیے رسوائی اور ابدی عذاب کے طور پر بیان کیا گیا ہے جو اللہ کی نشانیوں کو جھٹلاتے ہیں اور حق کا انکار کرتے ہیں۔ جو لوگ مال جمع کرتے ہیں، خیرات کو نظر انداز کرتے ہیں اور کمزوروں کا استحصال کرتے ہیں وہ خاص طور پر قابل مذمت ہیں۔ عبادت میں ریاکاری، دیکھے جانے کے لیے دعا کرنا، نیکی سے بولنا لیکن ناحق کام کرنا کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ مومنوں کو متنبہ کیا جاتا ہے کہ دولت، طاقت یا خاندانی رشتے انہیں اللہ کی یاد سے غافل نہ ہونے دیں، کیونکہ اس طرح کے تعلقات تباہی کا باعث بن سکتے ہیں۔ شیطان کا فریب لطیف ہے، برائی کو منصفانہ دکھاتا ہے اور لوگوں کو اس بات پر قائل کرتا ہے کہ ان کا غلط کام جائز ہے۔

روزِ حشر ہر چھپے ہوئے عمل اور سوچ کو بے نقاب کرے گا۔ کوئی جان دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گی، اور ہر ریکارڈ فیصلے کے لیے کھول دیا جائے گا۔ قرآن اس منظر کو واضح طور پر پیش کرتا ہے: متکبروں کو ذلت کا سامنا کرنا پڑے گا، جب کہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے وہ رحمت اور ابدی اجر پائے گا۔ یہ انتباہ بھی کرتا ہے کہ اس زندگی میں آفات اکثر انسانی خطاؤں کا نتیجہ ہوتی ہیں، حالانکہ اللہ اپنی رحمت سے بہت کچھ معاف کر دیتا ہے۔ جو لوگ یاد دہانیوں کو نظر انداز کرتے ہیں، وحی کا مذاق اڑاتے ہیں، یا الہی سچائی کو چھپاتے ہیں، وہ آگ کا سامنا کریں گے جو ان کے دلوں تک پہنچتی ہے۔ اس کے برعکس، جو لوگ ایک دوسرے کو سچائی اور صبر کی نصیحت کرتے ہیں، خیرات دیتے ہیں اور نیکی کے لیے کوشش کرتے ہیں وہ نجات پا جائیں گے۔

بالآخر، یہ انتباہات دھمکیاں نہیں بلکہ مہربان رہنمائی ہیں، اس سے پہلے کہ بہت دیر ہو جائے بیدار ہونے کی دعوت ہے۔ اللہ کسی قوم کو پہلے رسولوں، نشانیوں اور یاد دہانیوں کو بھیجے بغیر عذاب نہیں دیتا۔ قرآن ہر ذی روح کو توبہ، عاجزی، اور مخلصانہ عبادت کی طرف بلاتا ہے، یہ یاد دلاتا ہے کہ زندگی ایک امتحان ہے اور آخرت ابدی ہے۔ پیغام کا اختتام ایک آفاقی سچائی کے ساتھ ہوتا ہے: کامیابی صرف ان لوگوں کی ہے جو

ایمان لائے، نیک عمل کرتے ہیں اور ایک دوسرے کو سچائی اور ثابت قدمی کی ترغیب دیتے ہیں، باقی سب کے لیے نقصان یقینی اور مکمل ہے۔

## قرآنی انتباہات کا خلاصہ اور درجہ بندی

### 1. کافروں اور مرتدوں کو تنبیہ

بنیادی پیغام: اللہ اور اس کی آیات کا انکار رسوائی، عذاب اور ابدی نقصان کا باعث بنتا ہے۔  
(۱) جو لوگ منہ موڑ لیتے ہیں یا مرتد ہو جاتے ہیں ان کی جگہ اللہ سے محبت کرنے والے دوسرے لوگ لے لیتے ہیں۔

(۲) جو لوگ اللہ کی آیات کا انکار کرتے ہیں یا ان کا مذاق اڑاتے ہیں انہیں عذاب کا سامنا کرنا پڑے گا۔

(۳) کافر آخرت میں خسارے میں ہوں گے۔ ان کی منزل جہنم ہے۔

(۴) اگر وہ دنیا کی ساری دولت بھی پیش کر دیں تب بھی یہ انہیں عذاب سے نہیں بچا سکے گا۔

(۵) وہ اللہ کی تنبیہات پر شک کرتے ہیں جب تک کہ وہ اس کے عذاب کا تجربہ نہ کر لیں۔

(۶) شیطانی شیطین ان لوگوں کے سر پرست بن جاتے ہیں جو ایمان کا انکار کرتے ہیں۔

(۷) جن جھوٹے اولیاء یا بتوں کو انہوں نے اللہ کے ساتھ جوڑا ہے ان میں سے کوئی بھی ان کی سفارش نہیں کرے گا، وہ ان کا انکار کریں گے۔

(۸) جو لوگ واضح نشانیوں کے باوجود حق کو جھٹلاتے ہیں وہ بہرے، گونگے اور روح کے اندھے ہیں۔

(۹) دنیاوی زندگی کافروں کے لیے پرکشش بنادی گئی ہے لیکن یہ ان کو تباہی کی طرف لے جائے گی۔

(۱۰) جب اللہ عذاب کا فیصلہ کر دے تو اسے کوئی ٹال نہیں سکتا۔

### 2. منافقوں اور متکبروں کو تنبیہ

بنیادی پیغام: پرہیزگاری، غرور اور فرض سے کوتاہی ذلت اور جہنم کی آگ کا باعث بنتی ہے۔

(۱) جو لوگ غرور کی وجہ سے عبادت کو حقیر سمجھتے ہیں وہ ذلت کے ساتھ جہنم میں داخل ہوں گے۔

(۲) جو لوگ نماز پڑھتے ہیں لیکن لا پرواہ ہوتے ہیں، لوگوں کے سامنے دکھاوا کرتے ہیں، وہ قابل مذمت ہیں۔

(۳) اللہ کی تعلیمات کو چھپانے والے یا ان میں تحریف کرنے والے ملعون ہیں۔

(۴) جو لوگ ہدایت کے بدلے گمراہی خریدتے ہیں وہ سخت عذاب میں مبتلا ہوں گے۔

(۵) جو لوگ مال جمع کرتے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے وہ اس کے ساتھ جہنم میں دانے جائیں گے۔

- (۶) جو لوگ دنیاوی نفع کو اللہ اور جہاد سے زیادہ پسند کرتے ہیں ان کو اللہ کے عذاب کا سامنا کرنا پڑے گا۔  
 (۷) جو لوگ اپنی دولت کو ابدی سمجھتے ہوئے جمع کرتے ہیں اور اس پر فخر کرتے ہیں، وہ برباد ہو جاتے ہیں۔

### 3. اقوام اور معاشروں کے لیے انتباہات

بنیادی پیغام: قومیں تب زوال پذیر ہوتی ہیں جب وہ سچائی سے منہ موڑ لیتی ہیں، تکبر میں مبتلا ہو جاتی ہیں اور الہی ہدایت کو رد کرتی ہیں۔

- (۱) جب قومیں نافرمانی کرتی ہیں اور توبہ نہیں کرتیں تو اللہ ان کی جگہ دوسروں کو لے آتا ہے۔  
 (۲) اللہ قوموں کو پہلے سختی سے آزماتا ہے، پھر آسانی سے، اور گناہ پر اڑے رہنے والوں کو تباہ کرتا ہے۔  
 (۳) خوشحالی اکثر اخلاقی زوال کا باعث بنتی ہے۔ جب اشرافیہ نافرمان ہو جاتے ہیں تو تباہی ہوتی ہے۔  
 (۴) اللہ تعالیٰ کسی قوم کو اس وقت عذاب نہیں دیتا جب تک ان کی رہنمائی کے لیے پہلے کوئی رسول نہ بھیجے۔  
 (۵) جب اخلاقی فساد اور ظلم پھیلتا ہے تو عذاب الہی اجتماعی طور پر نازل ہوتا ہے۔  
 (۶) اللہ کسی قوم کی حالت اس وقت تک نہیں بدلتا جب تک کہ وہ اپنے اخلاق کو نہ بدلیں۔

### 4. قیامت کے دن کے بارے میں تنبیہات

بنیادی پیغام: یوم حساب حقیقی ہے، تمام ذی روحوں سے حساب لیا جائے گا۔

- (۱) ہر ذی روح اپنے اچھے برے اعمال کا جواب دے گا۔  
 (۲) رسولوں اور ان کی امتوں سے اللہ کے سامنے سوال کیا جائے گا۔  
 (۳) اس دن نہ کوئی باپ اپنے بیٹے کی مدد کر سکے گا اور نہ بیٹا اپنے باپ کی مدد کر سکے گا۔  
 (۴) ہر ایک کو اس کا نامہ اعمال مل جائے گا، کسی پر ظلم نہیں ہوگا۔  
 (۵) دولت، اولاد اور حیثیت کسی کے کام نہیں آئے گی۔  
 (۶) آسمان اور زمین اللہ سے کوئی چیز چھپاتے نہیں، تمام اعمال لکھے ہوئے ہیں۔  
 (۷) سب موت کا مزہ چکھیں گے اور اللہ کی طرف فیصلے کے لیے لوٹیں گے۔  
 (۸) دنیا کی زندگی عارضی ہے۔ کامیابی جہنم سے نجات ہے۔  
 (۹) یہ دن لوگوں کے دلوں میں چھپے ہوئے ہر راز اور ہر پوشیدہ عمل کو بے نقاب کرے گا۔

### 5. شیطان اور جھوٹی ہدایت کے خلاف تنبیہات

- بنیادی پیغام: شیطان اور اس کے پیروکار لوگوں کو خود تباہی کے لیے ورغلا تے ہیں۔  
 (۱) اکثریت کی اندھی تقلید نہ کرو، اکثر لوگ گمان کی پیروی کرتے ہیں، سچ کی نہیں۔  
 (۲) شیطان نے آدم کو دھوکہ دیا، اور وہ انسانوں کو اسی طرح دھوکہ دیتا ہے۔

- (۳) جو لوگ اللہ کی یاد کو بھول جاتے ہیں انہیں شیطانی ساتھی مقرر کیا جاتا ہے۔
- (۴) ایسے اصحاب ان کو گمراہ کرتے ہیں، پھر بھی وہ اپنے آپ کو صحیح راہ پر سمجھتے ہیں۔
- (۵) شیطان اور جھوٹے استاد اللہ کے نور کو بجھانے کی کوشش کرتے ہیں، لیکن اللہ اپنی ہدایت پوری کر دے گا۔

## 6. نانصافی اور اخلاقی زوال کے بارے میں انتباہات

- بنیادی پیغام: سماجی اور اخلاقی بد عنوانی خدائی غضب کو دعوت دیتی ہے۔
- (۱) یتیموں کو بھگانے والے اور مسکینوں کو نظر انداز کرنے والے آخرت کے منکر ہیں۔
- (۲) تجارت میں دھوکہ دہی یا واجب سے کم تولنا تباہی اور سزا کا باعث بنے گا۔
- (۳) جو لوگ دوسروں کا مذاق اڑاتے ہیں، غیبت کرتے ہیں اور بہتان تراشی کرتے ہیں وہ "کرسنگ فائر" کے لیے برباد ہوتے ہیں۔
- (۴) اللہ کی حلال کردہ چیزوں کو حرام کرنے والوں کو تنبیہ کی جاتی ہے۔
- (۵) اقتدار کے لیے مذہب کا استحصال کرنے والے ظالم بن جاتے ہیں۔
- (۶) جو لوگ توہم پرستی کی پیروی کرتے ہیں اور قرآن کو نظر انداز کرتے ہیں وہ حق سے ہٹ جاتے ہیں۔
- (۷) جو لوگ اختیارات کا غلط استعمال کرتے ہیں یا دوسروں پر ظلم کرتے ہیں انہیں الہی انتقام کا سامنا کرنا پڑے گا۔

## 7. دولت، طاقت، اور فخر کے بارے میں انتباہات

- بنیادی پیغام: دنیاوی دولت اور تکبر سے لگاؤ زوال کا باعث ہے۔
- (۱) مال و دولت، اہل و عیال اور اسباب کو اللہ کے ذکر سے غافل نہیں کرنا چاہیے۔
- (۲) جو لوگ بغیر صدقہ کے سونا چاندی جمع کرتے ہیں ان کے ساتھ جہنم میں نشان لگایا جائے گا۔
- (۳) جو لوگ اپنی دولت پر فخر کرتے ہیں اور دوسروں کو حقیر جانتے ہیں وہ ملعون ہیں۔
- (۴) انسان کی دولت سے محبت اسے احتساب سے اندھا کر دیتی ہے۔
- (۵) حقیقی کامیابی دولت میں نہیں بلکہ ایمان، سچائی اور صبر میں ہے۔
- (۶) کھانے یا عیش و عشرت میں زیادتی اور زیادتی حرام ہے۔

## 8. تقسیم اور فرقہ واریت کے خلاف انتباہات

- بنیادی پیغام: ہدایت ملنے کے بعد گروہوں میں بٹ جانا عذاب الہی کا باعث بنتا ہے۔
- (۱) جو لوگ واضح ہدایت کے بعد دین کو فرقوں میں تقسیم کرتے ہیں انہیں سخت عذاب کا سامنا کرنا پڑے گا۔

- (۲) فرقہ واریت اور تکبر سابقہ قوموں کے زوال کا باعث بنا۔  
 (۳) اتحاد کو توڑنے اور دھڑے بنانے والوں سے رسول اللہ (ص) کا کوئی تعلق نہیں۔  
 (۴) اللہ قیامت کے دن تمام فرقوں اور برادریوں کو ان کے اعمال کا فیصلہ کرے گا۔

## 9. غفلت اور بھول جانے کے بارے میں انتباہات

- بنیادی پیغام: ایمان، عبادت اور ذکر سے غفلت اخلاقی تباہی کا باعث بنتی ہے۔  
 (۱) اللہ کے ذکر سے غافل گمراہ ہیں۔  
 (۲) اللہ کو بھولنے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی جان کو بھول جاتا ہے۔  
 (۳) وحی اور تنبیہات کو نظر انداز کرنے والوں کو آخرت میں بھلا دیا جائے گا۔  
 (۴) انسان پر ہر مصیبت اس کے اپنے اعمال کی وجہ سے آتی ہے لیکن اللہ بہت کچھ معاف فرما دیتا ہے۔

## 10. عام انتباہات اور الہی اصول

- بنیادی پیغام: اللہ کا انصاف کامل ہے۔ اس کی تنبیہات رہنمائی کے لیے ہیں، نہ کہ محض سزا دینے کے لیے۔  
 اللہ تعالیٰ کسی قوم کو عذاب نہیں دیتا جب تک کہ اس کے رسول کے ذریعے پہلے حق کو واضح نہ کر دے۔  
 (۱) ہر عمل، بڑا یا چھوٹا ایک واضح رجسٹر میں ریکارڈ کیا جاتا ہے۔  
 (۲) نیکی اور بدی کی آزمائشیں اللہ کی طرف سے آزمائش ہیں۔  
 (۳) اللہ کی رحمت وسیع ہے لیکن اس کا انصاف یقینی ہے۔  
 (۴) جو لوگ توبہ کرتے ہیں اور اصلاح کرتے ہیں وہ نجات پا جاتے ہیں۔ وہ لوگ جو گناہ پر قائم رہتے ہیں ہلاک ہو جاتے ہیں۔ اے انسان، اللہ کی تنبیہات سے ڈر جا:

|                                   |                                 |
|-----------------------------------|---------------------------------|
| تمہیہ راہ امن کی پاسبان،          | دل بے قرار کو دے اطمینان۔       |
| سچ بولو، پیار و عدل سے جیو،       | ہر اک دیار میں رحمت بکھیر دو۔   |
| یہ دنیا محض دھوکہ و رنگِ فریب ہے، | جو حق پر چلے، وہ رب کے قریب ہے۔ |
| سنجھل کے چل، کہ راہ ہے نازک،      | کہ ایمان ہی ہے زیست کا مسلک۔    |

## قرآن کی پکار، محمدؐ کے اخلاق کی پیروی کر

صدائے قرآن کی ہے پکار یہی      نبی کی نحو میں ہی ہے روشنی  
وہ امین، پھر تا مکہ کی گلیوں میں      سچائی تھی اُس کی نگاہوں میں  
نہ زہر، نہ جاہ، نہ دنیا کی شان      رب کی وحدت، اور اُس کا فرمان  
خون میں نہا کر، صدا دیتے رہے،      خلق کی خاطر غم دیں اٹھاتے رہے

قرآن کی پکار انسانیت کو پیغمبر محمدؐ کی زندگی اور مشن پر گہرائی سے غور کرنے کی دعوت دیتی ہے، مکہ کے لوگوں کو یاد دلاتی ہے کہ وہ چالیس سال تک ان کے درمیان سچائی، دیانت اور امانت دار آدمی کے طور پر رہے۔ وہ انہیں ثقہ جانتے تھے، پھر بھی جب وہ اللہ کی آیات پڑھنے لگے تو انہوں نے اس پر دیوانگی اور فریب کا الزام لگایا۔ اللہ اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ محمدؐ نہ تو جادو گر ہیں اور نہ ہی دیوانے، وہ ایک ڈرانے والے اور بشارت دینے والے ہیں، جو ان لوگوں کے لیے رحمت کے طور پر بھیجے گئے جن کے پاس رسول نہیں آیا۔ جیسے ماضی کے انبیاء موسیٰ وغیرہ پر تاریخ کے واقعات کا علم اللہ نے ان پر نازل کیا، انہوں نے کسی اور سے نہیں سیکھا۔ اللہ کا پیغام رہنمائی کا سلسلہ جاری رکھتا ہے جو آدم کے ساتھ شروع ہوا، تمام لوگوں کو ایک ہی ابدی سچائی کی طرف بلایا، اور صرف اللہ کی عبادت کرنے کی دعوت دی۔

نبی ﷺ کو یاد دلایا گیا کہ آپ کا مشن ہدایت پہنچانا ہے، جبر نہیں۔ وہ اللہ کا پیغام واضح طور پر پہنچانا، برائی کو بھلائی سے دور کرنا اور شیطان کے دوسووں اور اس کے دشمنوں کے نقصان سے حفاظت کی دعا کرنا تھا۔ اس سے پہلے کے تمام انبیاء کی طرح انہیں بھی دشمنی کا سامنا کرنا پڑا، پھر بھی ان کا رب ان کا مستقل سرپرست اور مددگار تھا۔ اللہ نے اسے یقین دلایا کہ وہ کافروں کے انکار پر غمگین نہ ہوں، کیونکہ ایمان صرف ان کو ملتا ہے جنہیں اللہ ہدایت دیتا ہے۔ نبی ﷺ نہ مردوں کو سنا سکتے تھے اور نہ اندھوں کو دکھا سکتے تھے، ان کا کردار پہنچانا تھا، مجبور نہیں تھا۔ اس کی کامیابی عوام کی قبولیت میں نہیں بلکہ صبر اور استقامت میں ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ خود پیغمبر اکرم ﷺ کو خود احتسابی کے اعلیٰ ترین معیار پر فائز کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں متنبہ کیا کہ وہ کبھی بھی وحی میں رد و بدل نہ کریں، دنیاوی فائدے کی تلاش میں نہ ہوں، یا ظالموں کی طرف مائل نہ ہوں۔ یہاں تک کہ اسے یاد دلایا گیا کہ اگر اس نے قرآن سے روگردانی کی تو اسے دوسرا سزا کا سامنا کرنا پڑے گا۔ کیونکہ بطور رسول ان کی ذمہ داری بہت زیادہ تھی۔ ان کو ہدایت کی گئی تھی کہ انشاء اللہ کہے بغیر مستقبل کے بارے میں کوئی بات نہ بیان کریں، دنیاوی شان و شوکت سے بچیں اور اخلاص کے ساتھ اللہ کی عبادت کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اسے یاد دلایا: "تو جسے چاہے ہدایت نہیں دے سکتا، لیکن اللہ جسے

چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔ "پیغمبر کی انسانی حدود پر زور دیا گیا تاکہ یہ ظاہر کیا جاسکے کہ وہ اللہ کے بندے اور رسول تھے، خود الہ نہیں تھے۔

رسول اللہ ﷺ کو توحید (اللہ کی وحدانیت) کے آفاقی پیغام کا اعلان کرنے کا بھی حکم دیا گیا تھا: "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، واحد، اعلیٰ، بخشے والا۔" اس نے کوئی دنیاوی اجر نہیں چاہا، یہ اعلان کرتے ہوئے کہ دین صرف اللہ کا ہے اور ہر ذی روح اسی کی طرف لوٹنا ہے۔ اسے صبر، ثابت قدم اور شکر گزار رہنے کو کہا گیا، یہ جانتے ہوئے کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ پہلے کے رسولوں کی طرح، اس نے طنز، رد، اور مشکلات کو برداشت کیا، پھر بھی وہ عاجزی، رحم اور استقامت کا نمونہ رہا۔ اس کی مثال مومنوں کو قرآن کو مضبوطی سے پکڑنے، اللہ کی حکمت پر بھروسہ کرنے، اور کبھی بھی ناامید نہ ہونے کا درس دیتی ہے، یہاں تک کہ باطل کی مخالفت میں۔

آخر میں رسول اللہ ﷺ کی اپنی امت سے محبت اور شفقت بے مثال تھی۔ وہ اللہ کے حضور سجدہ ریز ہو کر اپنے پیروکاروں کی نافرمانی پر رنجیدہ ہو کر ان کی مغفرت کی درخواست کرتا۔ شاعرانہ سطریں اس نرمی کو پکڑتی ہیں: "ہماری بخشش کے لیے ہمارا نبی سجدہ ریز ہو جاتا، اگر میں ان کی پیروی کرتا تو وہ کبھی غمگین نہ ہوتے، اس لیے اے رب، مجھے معاف فرما، تاکہ میرے نبی کو غم نہ ہو۔" یہ الفاظ رسول کے دل کی عکاسی کرتے ہیں، جس نے اپنی امت کے لیے درد اٹھایا اور ان کی نجات کے لیے دعا کی۔ تمام مومنین کے لیے یہ سبق واضح ہے کہ: رسول اللہ ﷺ کی تعظیم، ان کے نمونے کی پیروی، صرف اللہ کے لیے مخلص رہیں، اور اسی صبر، سچائی اور لگن کے ساتھ زندگی بسر کریں جس نے آپ کی مبارک زندگی کی تعریف کی تھی۔

خلاصہ: مضمون اس بات کی عکاسی کرتا ہے کہ کس طرح قرآن انسانیت کو پیغمبر اسلام کے عظیم کردار اور مشن پر غور کرنے کی دعوت دیتا ہے۔ یہ انکار اور سختی کے باوجود اس کی سچائی، صبر اور اللہ کے لیے غیر متزلزل عقیدت کو اجاگر کرتا ہے۔ پیغام میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ ہدایت صرف اللہ کی ہے، اور مومنوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاص، عاجزی اور استقامت کے اخلاق کی تقلید کرنی چاہیے۔

## موضوع کے لحاظ سے درجہ بندی

### 1. نبی کی سیرت اور ابتدائی زندگی

(۱) مکہ کے لوگ نزول سے پہلے چالیس سال تک محمدؐ کو دیانت دار اور امانت دار کے طور پر جانتے تھے۔

(۲) اس کے باوجود جب اس نے اللہ کا پیغام سنایا تو انہوں نے اسے جھٹلایا۔

(۳) اس کا علم اور حکمت الہی سے متاثر تھی، دوسروں سے نہیں سیکھی گئی۔

## 2. پیغمبرانہ مشن کی نوعیت

- (۱) رسول اللہ ﷺ کو ڈرانے والا اور بشارت دینے والا بنا کر بھیجا گیا تھا۔
- (۲) ان کا کام پیغام پہنچانا تھا، ایمان لانے پر مجبور کرنا نہیں۔
- (۳) برائی کا جواب نیکی سے دینا اور شیطان سے اللہ کی پناہ مانگنا تھا۔
- (۴) اس کے مشن میں کامیابی صبر اور استقامت میں ہے، بڑے پیمانے پر قبولیت میں نہیں۔

## 3. الٰہی احتساب اور رہنمائی

- (۱) اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ کو ذمہ داری کے اعلیٰ ترین معیار پر فائز کیا۔
- (۲) اسے وحی کو تبدیل کرنے یا دنیاوی فائدے کے حصول کے خلاف تنبیہ کی گئی تھی۔
- (۳) یہاں تک کہ آپ (ص) کو یاد دلایا گیا کہ ہدایت صرف اللہ کی ہے: "تم جسے چاہو ہدایت نہیں دے سکتے، لیکن اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔"
- (۴) آپؐ کا بشر ہونا آپ کے بندہ ہونے کی علامت ہے، الہ نہیں۔

## 4. توحید کا پیغام (اللہ کی وحدانیت)

- (۱) رسول اللہ ﷺ کو یہ اعلان کرنے کا حکم دیا گیا تھا: "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ واحد، سب سے بڑا، بخشنے والا ہے۔"
- (۲) اس نے کوئی دنیاوی انعام نہیں چاہا۔ اس کی دعوت خالص اللہ کے لیے تھی۔
- (۳) اسے صبر، شکر گزار، اور ایمان پر ثابت قدم رہنا تھا، اور اس سے پہلے کے رسولوں کے راستے پر چلنا تھا۔

## 5. امت کے لیے ہمدردی اور شفاعت

- (۱) اپنے لوگوں سے اس کی محبت گہری تھی۔ وہ رویا اور ان کی مغفرت کے لیے دعا کی۔
- (۲) شاعرانہ منظر کشی پیغمبر کے اپنے پیروکاروں کی نافرمانی پر غم کی عکاسی کرتی ہے۔
- (۳) اس کی شفقت مومنوں کو اخلاص اور توبہ کے ساتھ اس کے نمونے کی پیروی کرنے کا درس دیتی ہے۔

## بنیادی اسباق

- (۱) قرآن کے زندہ مجسم کے طور پر رسول اللہ (ص) کی زندگی پر غور کریں۔
- (۲) حقیقی کامیابی ایمان، صبر اور اخلاقی دیانت میں مضمر ہے۔
- (۳) ہدایت صرف اللہ کی طرف سے آتی ہے، رسول اللہ کا کردار پہنچانا تھا، زبردستی نہیں۔
- (۴) اہل ایمان کو آپؐ کی شفقت کی تقلید کرنی چاہیے۔ نجات کا راستہ محمد (ص) کی پیروی کرنا ہے:

وہ روپڑا امت کے گناہوں پہ،  
کرم کی برسات، محبت کا رنگ،  
جو اُس کے نقش قدم پہ چلا،  
ایمان کی راہ، سچائی کا فن،  
دعا میں ڈوبا تمام آہوں پہ۔  
نبی کی سیرت، چراغِ ذنگ۔  
اس دل میں قرآن کا نور جلا۔  
محمدؐ کے خلق پہ چل اے من!

## قرآن کی فریاد، شیطان کے وسوسوں سے بچ

فرشتوں کی صفوں میں تھا وہ نور کی طرح  
مگر تکبر کی چنگاری نے سارا بھید کھول دیا  
اپنے سجدوں کے سبب گھمنڈ بھرا ہوا تھا  
لفظِ نخوت نے اُسے رحمت سے دور کر دیا  
وہ عبادتوں میں ڈھلا ہوا تھا وفاؤں کی طرح  
یک لمحہ تکبر نے دل رہ راست سے موڑ دیا  
یوں دامنِ رحمت سے وہ خود ہی جدا ہوا تھا  
درِ کرم سے اُسے ہمیشہ کے لیے محروم کر دیا  
کہ اُترتا ہے نور تو بہ گزار کے دل پہ ہر دم  
اے انساں سیکھ لے تو عاجزی کا یہ سنہرا فن

**شیطان** جسے ابلیس کہا جاتا ہے، آگ سے پیدا کیا گیا ایک جن تھا۔ اللہ کے ساتھ اس کی عقیدت نے اسے فرشتوں میں ایک درجے پر فائز کر دیا تھا، باوجود اس کے کہ وہ آزاد مرضی سے نوازا گیا تھا۔ طویل عرصے تک اس کی عبادت مخلصانہ نظر آتی تھی لیکن اس کے نیچے ایک چھپا ہوا تکبر تھا جو ایک دن کھل کر سامنے آ گیا۔ جب اللہ تعالیٰ نے آدم کو مٹی سے بنایا اور فرشتوں کو حکم دیا کہ ان کے آگے سجدہ کریں تو شیطان کے علاوہ سب نے سجدہ کیا۔ اُس کے انکار نے اُسے چھپے ہوئے تکبر کو بے نقاب کر دیا جو اُس کے اندر پروان چڑھا تھا۔ اس نے اپنی شعلہ بیانی کی بنیاد پر برتری کا دعویٰ کیا۔ اس طرح وہ اللہ کی نظر سے گر گیا، اس لیے نہیں کہ اس نے اللہ کا انکار کیا، بلکہ اس لیے کہ غرور نے اس کے ایمان کو برباد کر دیا اور اس کی عاجزی کو تباہ کر دیا۔

شیطان کا زوال ایک گہری سچائی کو اجاگر کرتا ہے: غرور ایک خاموش زہر ہے جو انتہائی عقیدت مند عبادت گزار کو بھی متاثر کر سکتا ہے۔ یہ دل کو اندھا کر دیتا ہے، بڑائی کا جھوٹا احساس پیدا کرتا ہے، اور ان سے حکم الہی کی مخالفت کرواتا ہے۔ شیطان کا جھکنے سے انکار عاجزی اور تکبر کے درمیان ابدی جدوجہد کی نمائندگی کرتا ہے۔ ایمان کی پیمائش مادی یا خارجی صفات سے نہیں ہوتی بلکہ خدائی حکمت کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کی خواہش سے ہوتی ہے۔ سطحی معیارات کے ذریعے قدر کا غلط اندازہ لگانا شیطان کو تباہی کی طرف

لے گیا، جس نے انسانیت کے لیے ایک عظیم امتحان شروع کیا، جو سچے مومنوں کو ظاہر کرتا ہے اور آزمائشوں کے وقت عزم کو مضبوط کرتا ہے۔

مزید توبہ کرنے کے بجائے شیطان نے اللہ سے قیامت تک کی مہلت مانگی، انسانیت کو گمراہ کرنے اور نیکی سے دور کرنے کا عہد کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے یہ مہلت دی، اور خبردار کیا کہ وہ وسوسہ ڈال سکتا ہے، لیکن مجبور نہیں کر سکتا۔ شیطان اور اس کے پیروکاروں کا مقدر جہنم ہے، ایک جگہ جس کے سات دروازے ہیں، ہر دروازہ گنہگاروں کے مخصوص گروہ کے لیے مخصوص ہے۔ وہ گناہ کے کاموں کو خوبصورت بناتا ہے، اللہ کی تخلیق کو بگاڑنے کی ترغیب دیتا ہے، اور لوگوں کو نشہ، جوا، لالچ اور غفلت کی طرف راغب کرتا ہے۔ وہ غربت کے خوف سے بخل کو فروغ دیتا ہے اور دلوں کو نماز اور ذکر کو ترک کرنے پر آمادہ کرتا ہے۔ اس کے اتحادی، جن اور انسان دونوں کے شیاطین، کفر اور بغاوت پر اکساتے ہیں۔ اس کی پیروی کرنے والے اپنی خواہشات کے غلام، تکبر میں اندھے اور خالی امیدوں کے فریب میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ قرآن خبردار کرتا ہے کہ ایسے پیروکار خسارے میں ہیں کیونکہ شیطان کے وعدے فریب کے سوا کچھ نہیں۔ قیامت کے دن، وہ ان کا انکار کرے گا، اور کہے گا کہ اس کے پاس ان پر کوئی اختیار نہیں تھا سوائے دعوت دینے کے، اور انہوں نے اس کی تعمیل کا انتخاب کیا۔

اس کی دشمنی اس فخریہ انحراف کی آئینہ دار ہے جو رسول اللہ اور اسلام کے پیغام کی مخالفت کرنے والوں کی طرف سے دکھائی گئی تھی۔ شیطان برائی کو دلکش اور نیکی کو بوجھل بناتا ہے، دلوں کو ہدایت سے ہٹاتا ہے۔ اس دن کے بعد سے، شیطان بنی نوع انسان کا کھلا دشمن بن گیا۔ وہ فریب، خواہش اور جھوٹے وعدوں کے ذریعے کام کرتا ہے۔ پھر بھی اللہ کی رحمت ان کی حفاظت کرتی ہے جو اس کی پناہ مانگتے ہیں۔ **ندامت کے دن** کافر ماتم کرے گا کہ کاش اس نے شیطانی وسوسوں کو سننے کے بجائے رسول کی پیروی کی ہوتی۔ چنانچہ قرآن حکم دیتا ہے: ”بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے، لہذا اسے دشمن سمجھو“، کیونکہ اس کا واحد مقصد انسانیت کو جہنم کے بھڑکتے ہوئے عذاب کی طرف لے جانا ہے۔ حقیقی نجات اس کے فریب کو پہچاننے اور قرآن، ذکر اور اللہ کی حفاظت میں ثابت قدم رہنے میں ہے۔

## موضوع کے لحاظ سے درجہ بندی

### 1. شیطان کی ابتدا اور بغاوت

(۱) اللہ تعالیٰ نے آدم کو مٹی سے بنایا اور فرشتوں کو حکم دیا کہ ان کو سجدہ کریں۔

(۲) سب نے اطاعت کی سوائے شیطان کے، ایک جن جس نے تکبر سے انکار کیا۔

- (۳) شیطان نے برتری کا دعویٰ کیا کیونکہ وہ آگ سے پیدا ہوا تھا، اس کے غرور اور سرکشی کو ظاہر کرتا تھا۔  
(۴) اس کی نافرمانی اللہ کی لعنت اور رحمت الہی سے اس کے زوال کا باعث بنی۔

## 2. شیطان کا فریب اور نذر

- (۱) شیطان نے توبہ کرنے کی بجائے قیامت تک کی مہلت مانگی۔  
(۲) اس نے انسانیت کو گمراہ کرنے کی قسم کھائی، انہیں حق کی راہ سے ہٹانے کی کوشش کی۔  
(۳) اللہ نے اسے مہلت تو دی لیکن اس کی طاقت کو محدود کر دیا۔ وہ کسی کو مجبور نہیں کر سکتا تھا۔  
(۴) شیطان کے پیروکاروں کا مقدر جہنم ہے، جس کے بارے میں بیان کیا گیا ہے کہ مختلف گنہگاروں کے لیے جہنم کے سات دروازے مختص ہیں۔

## 3. فتنہ کے طریقے

- (۱) شیطان تکبر، لالچ اور عبادت میں غفلت کے ذریعے لوگوں کو گناہ کی طرف راغب کرتا ہے۔  
(۲) وہ نشہ، جوا، بخل اور بد عنوانی کو فروغ دیتا ہے۔  
(۳) وہ برے کاموں کو خوبصورت بناتا ہے، توبہ کی حوصلہ شکنی کرتا ہے، اور جھوٹی امیدیں جگاتا ہے۔  
(۴) اس کے حلیفوں میں جن اور انسان دونوں کے شیاطین شامل ہیں جو کفر اور بغاوت پھیلاتے ہیں۔

## 4. شیطان کی پیروی کے نتائج

- (۱) جو لوگ اس کی پیروی کرتے ہیں وہ خواہش اور غرور کے غلام بن جاتے ہیں۔  
(۲) اس کے وعدے وہم ہیں۔ وہ مجبور نہیں کر سکتا صرف دعوت دیتا ہے۔  
(۳) قیامت کے دن، وہ اپنے پیروکاروں کا انکار کرے گا، یہ تسلیم کرتے ہوئے کہ ان کا زوال ان کے اپنے انتخاب سے ہوا ہے۔  
(۴) جہنم میں اس کے ساتھیوں کو ابدی ندامت اور عذاب کا سامنا کرنا پڑے گا۔

## 5. شیطان کا کردار نبوت کی مخالفت

- (۱) اس کی دشمنی انبیاء بالخصوص محمد ﷺ کی مزاحمت کی عکاسی کرتی ہے۔  
(۲) شیطان کی طرح کافروں نے بھی تکبر اور غرور کی وجہ سے حق کو جھٹلایا۔  
(۳) وہ جھوٹ کو دلکش اور راستبازی کو مشکل بنا کر لوگوں کو گمراہ کرتا رہتا ہے۔

## 6. الہی تحفظ اور نجات کا راستہ

- (۱) اللہ ان لوگوں کی حفاظت کرتا ہے جو اس کی پناہ مانگتے ہیں اور مخلص رہتے ہیں۔

- (۲) سچے مومن شیطان کے فریب کا مقابلہ ایمان، یاد اور عمل صالح کے ذریعے کرتے ہیں۔  
 (۳) قرآن خبردار کرتا ہے: ”بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے، لہذا اس کو دشمن ہی سمجھو۔“  
 (۴) نجات عاجزی، استقامت اور قرآن و سنت پر عمل کرنے میں ہے۔ اے انسان اللہ کی پناہ میں آ:

تکبر سے بچ، یہ زمر نہاں ہے، جو گمراہ ہو، وہی دشمن جاں ہے۔  
 پناہ رب کی، واحد نجات ہے باطل مٹے گا، حق ہی جاوداں ہے۔  
 وہ لالچ زر، وہ آگ کی چمک جو روح کو چھوڑ جائے بے نمک  
 وہ سرگوشیاں تو مٹ جائیں گی جب دل میں رب کی یاد آجائے گی  
 بچا اپنا ایمان، نماز، آنسو تھام شیطان بھاگے، جو دل ہو بے دام  
 غرور گرے گا، غم ہو گا دل نجات وہ پائے، جو مارے اپنا دل۔

## قرآن کا نوحہ موت اور برزخ سے ڈر جا

جب سانس مدھم ہوگی، نگاہیں ماند پڑ جائیں،  
 اور حق جلوہ گر ہوگا، اُس سے کوئی نہ بچ پائیں۔  
 جب روح اُڑان بھرے، یہ دنیا پیچھے رہ جائے،  
 موت چپکے سے آئے، اپنے ساتھ لے جائے۔

**موت:** دیکھو موت کی اذیت حقیقت کے ساتھ آئی ہے۔ یہی وہ چیز ہے جس سے تم بچنا چاہتے تھے۔ جب آدمی کی روح حلق تک پہنچ جائے اور تم بے بسی سے دیکھ رہے ہو کہ وہ موت کے دہانے پر ہے، اور کہا جاتا ہے: "کیا کوئی جادو گر ہے جو آگے بڑھے اور (اپنے جادو سے) مدد کرے؟" اور پنڈلی پنڈلی کے ساتھ جڑ جاتی ہے۔ اس وقت ہم تم سے زیادہ اس کے قریب ہیں۔ اس دن ایک رو کاوٹ "برزخ" انہیں زندوں سے جدا کر دے گی۔

**برزخ:** برزخ دو جسموں کے درمیان ایک رو کاوٹ ہے۔ موت کے بعد روح کی حالت کے تناظر میں قرآن میں صرف ایک بار اس کا ذکر آیا ہے یعنی یہ دنیا اور آخرت کے درمیان ایک رو کاوٹ کی نمائندگی کرتا ہے۔ برزخ میں وہ اپنے دنیاوی اعمال کی بنیاد پر یا تو امن یا عذاب کا مزہ چکھیں گی۔ فوت شدہ کی روحیں قیامت کی گھڑی تک اس میں رہتی ہیں (جب اللہ کے سوا سب کچھ فنا ہو جائے گا)۔ یہ فرشتوں کی طرف سے

پوچھ گچھ اور اس کے اعمال کے نتائج پر روشنی ڈالتی ہے۔ مومن برزخ کی تیاری خلوص ایمان اور صالح زندگی سے شروع کرتا ہے۔

## زمرہ جات

(۱) **موت کا لمحہ:** موت کی حقیقت کو بیان کرنے والی قرآن کی ایک دوہائی جو کہ انسان پر غالب آ جاتی ہے: (i) روح حلق تک پہنچ جاتی ہے۔ (ii) پیارے خاموش بے بسی سے دیکھتے ہیں۔ (iii) انسانی علاج ختم؛ صرف حکم الہی باقی رہ جاتا ہے۔ (iv) اعضاء جوڑتے ہیں، زندگی پیچھے ہٹ جاتی ہے، اور اللہ کا حکم غالب آ جاتا ہے۔ (v) اللہ گواہوں سے زیادہ قریب ہے، اگرچہ غیب ہے۔

(۲) **روح کی روانگی:** منتقلی نہ صرف ایک حقیقت ہے بلکہ ایک گہری سچائی ہے: (i) جسم کمزور ہوتا ہے۔ روح بیدار ہوتی ہے۔ (ii) آنکھیں وہ دیکھتی ہیں جو زندہ نہیں دیکھ سکتے۔ (iii) زمینی وہم ختم؛ صرف اعمال باقی رہتے ہیں۔ (iv) فرشتے قریب آتے ہیں، یا تو امن کے ساتھ یا سختی کے ساتھ۔ (v) یہ وہ لمحہ ہے جب سفر یوم بعثت تک طویل ہو جاتا ہے۔

(۳) **برزخ - درمیانی مقام ہے:** یہ دنیا کی زندگی کے درمیان روکاوٹ ہے، قیامت تک کے انتظار کا میدان ہے، انتظار، آگاہی اور نتیجہ کا ایک دائرہ: (i) ایک روحانی دائرہ کار، نہ یہاں اور نہ ہی آخرت۔ (ii) روحیں قیامت کے صورت تک وہاں رہتی ہیں۔ (iii) نیک لوگوں کے لیے ٹھنڈک اور سکون کے باغ۔ (iv) ظالموں کو قید یا تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ (v) فرشتے روح سے ایمان اور اعمال کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ (vi) جیسے کوئی زندہ رہے گا، اسی طرح اٹھے گا۔ جیسے کوئی مرے گا، اسی طرح بیدار ہوگا۔

برزخ میں ہوں گے اعمال کے جلوے بے نشان،

نور اہل صفایہ، گنہگاروں پر ہو گا دھواں۔

اے جان! قدم رکھ ذرا نرمی سے رب کی سمت،

کہ ہر انجام میں پنہاں ہے اک نیا انعام جاں۔

## قرآن کی دوہائی جب صور پھونکا جائے گا

جب صور کی صدا اٹھے گی، فلک بھی کانپ جائے گا

پہاڑوں کی رعونت ٹوٹ کر وہ بھی مٹی بن جائے گا

سورج بے روشن ہو کر، چاند سے لپٹ جائے گا  
فقط جلوۂ رب ازل ہوگا، باقی سب مٹ جائے گا  
پھر ہر جان لرزتی لوٹے گی، حیّٰ قیوم کی بارگاہ ہوگی  
اس دن نہ کوئی پناہ ہوگی، نہ بھاگنے کی کوئی راہ ہوگی

قیامت کا دن، جیسا کہ قرآن میں بیان کیا گیا ہے، تخلیق کے بعد سب سے زیادہ تباہ کن لمحہ ہوگا، جب صور پھونکا جائے گا اور پوری کائنات تباہ ہو جائے گی۔ آسمان پھٹ جائے گی، زمین اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے، اور ہر قدرتی نظام تحلیل ہو جائے گا۔ سورج اور چاند اپنی روشنی کھو دیں گے، آسمان پھٹ جائے گا، اور زمین اس شدت سے ہلائی جائے گی کہ ہر چیز بکھرے ہوئے ٹکڑوں میں بٹ کر رہ جائے گی۔ اس شدید دہشت میں لوگ پناہ کے لیے پکاریں گے، اللہ کی طرف لوٹنے کے سوا کوئی جائے پناہ نہیں۔ مائیں اپنے نوزائیدہ بچوں کو چھوڑ دیں گی، حاملہ عورتیں اسقاط حمل کریں گی، اور انسانیت سراسر خوف کے نشے میں دھت دکھائی دے گی۔ ہر ذی روح فنا ہو جائے گا، اور صرف اللہ، ہمیشہ زندہ رہنے والا، ابدی باقی رہے گا، اپنی مطلق بادشاہی کا اعلان کرتا ہے۔

قیامت کے صحیح وقت کو اللہ نے امتحان کے طور پر مخفی رکھا ہے، جو انسانیت کو نیکی اور احتساب کے ساتھ زندگی گزارنے کی یاد دلاتا ہے۔ ہر شخص کو اس کے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا اور یہ دن حق کو باطل سے بالکل الگ کر دے گا۔ ایمان کے ساتھ زندگی بسر کرنے والوں کے لیے یہ اجر، بخشش اور ابدی امن کا دن ہوگا، جب کہ منکرین کو نقصان اور ذلت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ قیامت سے پہلے کی اہم نشانیوں میں سے سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، توبہ کے بند ہونے کا اشارہ ہے۔ یہاں تک کہ زمین کی مقناطیسی تبدیلیوں کے سائنسی مشاہدات نے بھی کچھ، معروف افراد جیسے ماہر طبیعیات دیٹری کو پیشین گوئی کی تعلیمات کے ساتھ مماثلت دریافت کرنے پر اسلام قبول کرنے کے لیے متوجہ کیا ہے۔

آخر کار، تخلیق کا خاتمہ عالمگیر موت پر منبج ہوگا۔ جب آخری صور پھونکا جائے گا تو طاقتور ترین فرشتے بھی ہلاک ہو جائیں گے۔ صرف اللہ ہی باقی رہے گا، جو اپنی ابدی فطرت اور تمام مخلوقات کی عارضی پن کو ظاہر کرتا ہے۔ دوسرا صور پھر قیامت برپا ہوگا اور ہر ذی روح اللہ کے سامنے قیامت کی مکمل حقیقت کا مشاہدہ کرنے کے لیے کھڑا ہوگا۔ اس دن تمام جھوٹے معبودوں کا پردہ فاش ہو جائے گا، تکبر ختم ہو جائے گا، اور خدائی

انصاف کا راج ہو گا۔ قرآن یہ نتیجہ اخذ کرتا ہے کہ ہر چیز فنا ہو جائے گی سوائے اللہ کے، جس کی طرف ہم سب لوٹ کر جائیں گے، قیامت کے دن کو احتساب کی حتمی یاد دہانی اور لازوال سچائی کا آغاز بناتا ہے۔

## ترتیب

1. آخری گھڑی کی اہم نشانیاں (اختتام سے پہلے): (i) سورج کا مغرب سے طلوع ہونا۔ (ii) توبہ کے دروازے کا بند ہونا۔ (iii) عالمی عقیدہ جو اب کافر کو فائدہ نہیں دیتا۔ (iv) دیگر علامات میں دجال (مخالف مسیح، عیسیٰ کا نزول) یا جوج ماجوج کا ظہور وغیرہ شامل ہیں۔

2. کائناتی تباہی (عالمی تباہی کی نشانیاں): (i) صور پھونکنا (پہلا دھماکہ)۔ (ii) آسمانوں اور زمین کا ٹوٹنا۔ (iii) عالمگیر دہشت: مائیں بچوں کو چھوڑ رہی ہیں، لوگ نشے میں دکھائی دے رہے ہیں۔ (iv) پہاڑوں کا خاک میں بدل جانا۔ آسمان پھٹ گیا۔ (v) زلزلہ ہر چیز کو بکھیر دیتا ہے۔ (vi) سورج اور چاند روشنی کھودیتے ہیں اور مل جاتے ہیں۔ (vii) آسمان پھٹ گیا۔ (viii) قدرتی قوانین اور کائناتی ترتیب کی مکمل تحلیل۔

3. اللہ کی مطلق حاکمیت: (i) تمام جاندار فنا ہو جاتے ہیں۔ (ii) صرف اللہ باقی ہے، اپنی ابدی بادشاہی کا اعلان کرتا ہے۔ (iii) "آج بادشاہی کس کی ہے؟ اللہ کے لیے جو ایک، غالب ہے۔" (iv) اللہ کی ابدی زندگی اور تمام مخلوقات کی موت کا مظاہرہ۔

4. انسانی دہشت اور بے بسی: (i) وہ لوگ جو پناہ ڈھونڈ رہے ہیں لیکن کوئی نہیں مل رہا۔ (ii) شیر خوار بچوں کو چھوڑنے والی مائیں۔ (iii) حاملہ خواتین کا استقاط حمل۔ (iv) انسانیت خوف کے نشے میں دھت دکھائی دیتی ہے۔

5. اللہ کا مکمل غلبہ: (i) تمام مخلوق فنا ہو جاتی ہے۔ (ii) اللہ ہی باقی ہے۔ (iii) اعلان: "سلطنت کس کی ہے؟" (iv) دوسرے صور کے بعد قیامت۔

6. آخری گھڑی کا پوشیدہ وقت: (i) عین وقت جو صرف اللہ کو معلوم ہے۔ (ii) حتیٰ کہ انبیاء کو بھی اطلاع نہیں دی گئی۔ (iii) مقصد: انسانوں کو ہوشیار اور تیار رکھنا۔

7. انصاف اور احتساب: (i) ہر ذی روح کو اعمال کا بدلہ دیا جاتا ہے۔ (ii) حق کو باطل سے الگ کرنا۔ (iii) ایمان والوں کے لیے اجر۔ (iv) منکرین کے لیے ذلت۔

8. اہم نشانی: سورج کا مغرب سے طلوع ہونا: (i) توبہ کا دروازہ بند کر دیتا ہے۔ (ii) یقین بہت دیر سے فائدہ اٹھانا۔ (iii) مقناطیسی الٹ جانے کی سائنسی قیاس آرائیاں۔ (iv) ماہر طبیعیات و میٹری کی تبدیلی کی کہانی۔

9. **عالمگیر موت اور قیامت:** (i) پہلا صورت ہر مخلوق کی موت کا سبب بنتا ہے: انسان، جن، جانور اور فرشتے، حتیٰ کہ عرش والے بھی۔ موت کا فرشتہ خود بھی آخر کار مر جاتا ہے۔ (ii) کائنات کی مکمل خاموشی، صرف اللہ باقی ہے، ابدی عظمت۔ (iii) دوسرا صورت سب کو زندہ کرتا ہے۔ (iv) فیصلے کے لیے اللہ کے سامنے کھڑا ہونا۔

10. **حتمی حقیقت اور الٰہی سچائی:** (i) تکبر کا خاتمہ۔ (ii) جھوٹے معبودوں کا خاتمہ۔ (iii) اللہ کے کلام کی ابدی سچائی۔ (iv) قرآنی اعلان: "ہر چیز فنا ہونے والی ہے سوائے اس کے چہرے کے۔"

11. **یومِ بعثت کا (دوسرا صورت):** (i) تمام مخلوقات ان کی قبروں سے اٹھائے گئے ہیں۔ (ii) احتساب کے لیے انسانوں اور جنوں کا احیاء۔ (iii) انسانیت ایک ہموار، بنجر میدان میں جمع ہوتی ہے۔

جب خاکِ عالم بکھر کر وادیِ خاموش بن جائے گا  
رب ہے قائمِ ازل سے، اسی کا حکم ابد رہ جائے گا

جب آسمان لرزیں اور وقت کا آخری پردہ چاک ہو جائے گا  
پوری خلقت خاموش ہوگی، جب انجامِ جہاں ابھر آئے گا

جب کائنات اپنی آخری سانس لے کر ختم ہو جائے گی  
جو نورِ لازوال ہے بس اسی کی شان باقی رہ جائے گی

## قرآن کی فریادِ یومِ بعثت سے ڈر

غرور جھک جائے گا، جب گھڑی محشر کی آئے گی  
عمل زباں بنے گا، رب کے سامنے گواہی آئے گی

جب پردہ چاک ہوگا، کہیں پھر ظلمت نہ بچ پائے گی  
رب کا عرش کھڑا ہوگا، ہر ظلمت اپنا انجام پائے گی

جیسا کہ حدیث میں بیان کیا گیا ہے تخلیق کا خاتمہ عالمگیر تباہی پر منبج ہوگا۔ جب صورت پھونکا جائے گا تو تمام مخلوقات بشمول سب سے زیادہ طاقتور فرشتے فنا ہو جائیں گے اور صرف اللہ تعالیٰ کی مکمل حکومت باقی رہے گی۔ پھر اللہ پوچھے گا کون رہتا ہے؟ اور کوئی جواب نہیں ملے گا، کیونکہ اس کے سوا ہر چیز کا وجود ختم ہو چکا ہو

گا۔ یہ لمحہ اللہ کی ازلی ذات اور مخلوق کی فانی حقیقت کو واضح کرتی ہے۔ اس کے بعد دوسرا صورت پھونکا جائے گا اور تمام انسان اور جنات بغیر استثناء کے دوبارہ زندہ کیے جائیں گے۔ یہ وہ دن ہے جس کے بارے میں تمام انبیاء نے خبردار کیا تھا، جبکہ شیطان اور اس کے پیروکاروں نے انسانیت کو شک میں ڈال رکھا تھا۔ تمام روحیں یوم جزا کے لیے زندہ ہوں گی اور پچاس ہزار دنیاوی سال تک اسی حالت میں رہیں گی۔ مجرم اور گنہگار اپنے پسینے اور آنسوؤں میں ڈوبے ہوں گے، جبکہ انبیاء اور ان کے سچے پیروکار عرشِ الہی کے سائے میں ہوں گے۔ اس کے بعد ہر شخصِ آخرت کی پوری حقیقت کو جاننے ہوئے اللہ کے سامنے تنہا اس کا فیصلہ سننے کے لیے کھڑا ہوگا۔

**موضوعاتی درجہ بندی: (i) کائناتی اختتام:** پہلے صور کے ساتھ عالم گیر تباہی۔ **(ii) الہی اقتدار:** مخلوق کی فنا کے بعد اللہ کا اکیلا رہ جانا۔ **(iii) حشر:** دوسرے صور کے ساتھ تمام انسانوں اور جنات کا دوبارہ اٹھایا جانا۔ **(iv) خبردار کیے جانے کی تکمیل:** انبیاء کی خبریں، جنہیں شیطان نے جھٹلانے پر اُکسایا۔ **(v) الہی اعلان:** "کون زندہ ہے؟" — لیکن کوئی باقی نہ رہے گا۔ **(vi) حساب کا انتظار:** پچاس ہزار سال کی ہولناک قیام گاہ۔ **(vii) امتیاز:** گناہگاروں کی اذیت، نیکوں کے لیے سایہ و امان۔

جب محشر کا دن ختم ہو گا عدل کے ترازو لگ جائیں گے  
رب کا عدل قائم ہو گا اور ہر حساب چکا دیے جائیں گے  
ہر روح اُٹھے گی سچ کے آگے، دنیا میں جسے ٹھکرایا تھا  
اُس در پہ آکر ٹھہرے گی، جس در تک ہر رستہ آیا تھا  
جب عدل کا لمحہ آئے گا، سب پر دے اُٹھ جائیں گے  
رحمت ہی باقی رہ جائے گی، باقی سب مٹ جائیں گے

## قرآن کی دوہائی یوم جزا کو یاد رکھ

جب صور کی صدا سے لرزے گا یہ جہاں حق سامنے آئے گا، مٹ جائے گا ہر گماں

سب پر دے قیامت کے دن اٹھ جائیں گے حقائق ہر ایک چہرے کا نقاب ہٹائیں گے  
نہ مال کام آئے گا، نہ رتبہ، نہ فخر ذات بس ایمان کی روشنی ہوگی نجات کا ثبات

قیامت کے دن تمام انسان اور جن زندہ کیے جائیں گے اور پچاس ہزار سال تک اپنے آنسوؤں کے تالاب میں تیریں گے سوائے انبیاء اور متقیوں کے۔ پھر قیامت کا دن شروع ہو گا اور تمام انسان اور جن اللہ کے سامنے صف باندھ کر پیش کیے جائیں گے، جس طرح وہ پہلی بار پیدا کیے گئے تھے۔ ہر شخص کو اس کا نامہ اعمال دیا جائے گا جس میں ہر چھوٹا یا بڑا عمل بغیر کسی کوتاہی کے درج ہو گا۔ پس جس نے ذرہ بھر نیکی کی وہ اسے دیکھ لے گا، اور جس نے ذرہ برابر برائی کی وہ اسے دیکھ لے گا۔

ایمان والوں کا فیصلہ نرمی و رحم کے ساتھ کیا جائے گا، جبکہ کافروں کو سنگین نتائج کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اللہ ان لوگوں کے گناہوں پر پردہ ڈال دے گا جو اپنے کیے پر شرمندہ تھے، جو ان کی نجات اور جنت میں داخلے کا باعث بن سکتا ہے۔ کافروں، منافقوں اور مشرکوں کو فوراً اپنے اعمال کے نتائج کا سامنا کرنا پڑے گا، کیونکہ ان کے اعمال کا ترازو میں کوئی وزن نہیں ہے۔ خوف سے مغلوب ہو کر وہ اپنے اعمال نامے کی درستی پر دوہائی کریں گے۔ پھر انہیں احساس ہو گا کہ انہوں نے قیامت کے دن کو جھٹلایا تھا جس کے بارے میں انہیں بارہا ڈرایا گیا تھا، پر اب بہت دیر ہو چکی ہے۔

ایمان والے، بشمول وہ لوگ جنہوں نے گناہ کیا، ان کا انصاف اور رحم کے ساتھ فیصلہ کیا جائے گا۔ بعض کو ان کے پچھتاوے کی وجہ سے معاف کر دیا جائے گا، بعض جنت میں داخل ہونے سے پہلے عذاب کی مدت پوری کریں گے، اور اہل اعراف کے نام سے جانا جاتا ایک گروہ اس وقت تک جنت اور جہنم کے درمیان رہے گا جب تک اللہ ان کی قسمت کا فیصلہ نہ کر دے۔ آخر کار ہر نفس اپنے چھوٹے سے چھوٹے اعمال کو دیکھے گا کیونکہ اللہ کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ پچھتاوا مجرموں کو پکڑ لے گا، وہ اچھا کرنے کے لئے دنیاوی زندگی میں واپسی کی درخواست کریں گے، لیکن اسے قبول نہیں کیا جائے گا۔ حتیٰ فیصلہ کامل انصاف کے ساتھ کیا جائے گا، کیونکہ اللہ تعالیٰ درست ترازو ترتیب دیتا ہے جو عمل کے رائی کے دانے تک کو بھی ناپتے ہیں۔

**1. عظیم اجتماع (i):** عظام مخلوقات صفوں میں اللہ کے سامنے جمع ہیں۔ (ii) کوئی پناہ نہیں، فرار نہیں، ہر روح پوری طرح بے نقاب۔ (iii) وہ دن جب حق اور باطل بالکل الگ ہو جائیں گے۔

2. **اختساب اور فیصلہ:** (i) نامہ اعمال کی پیش کش۔ (ii) نیکی اور بدی کو مکمل انصاف کے ساتھ تولد جاتا ہے۔  
 (iii) کوئی عمل، چھوٹا یا بڑا نہیں چھوڑا جاتا ہے۔ (iv) کافروں اور ظالموں کی ندامت، زمینی زندگی میں واپسی کی درخواست۔ (v) مومنوں کے لیے رحمت، متکبروں کے لیے ذلت۔

### 3. حتمی نتائج

**الف) جنت:** (i) ایمان والوں کے لیے جنہوں نے ایمان اور راستبازی کو یکجا کیا۔ (ii) ابدی امن، نور، سلامتی، اللہ کا قرب۔ (iii) عزت اور خوشی کے ساتھ داخلہ: "آج تم پر کوئی خوف نہیں۔"

**ب) جہنم کی آگ:** (i) ان لوگوں کے لیے جنہوں نے حق کا انکار کیا اور بغاوت کی۔ (ii) دائمی نقصان، ذلت اور رحمت سے الگ تھلگ۔

4. **حتمی حقیقت:** (i) تمام تخلیقات نے تسلیم کیا کہ زندگی عارضی تھی۔ ہمیشہ اللہ ہی رہتا ہے۔ (ii) "ہر چیز فنا ہو جائے گی سوائے اس کے چہرے کے۔"

**یوم جزا کے دن لوگوں کی تقسیم ہے:** یوم جزا ایمان، اخلاص اور عمل کی بنیاد پر انسانیت کی حتمی جدائی کا دن ہوگا۔ قیامت کے دن انسان اور جن چار قسموں میں بٹ جائیں گے:

1. **مسلمان** (تمام انبیاء کے سچے توحید پرست پیروکار)

2. **کافر**

3. **مشرک** (مومنوں اور کافروں میں سے)

4. **منافق** (مومنوں اور کافروں میں سے)

### 1. **مسلمان (توحید پرست ایمان والا)**

|                                        |                                       |
|----------------------------------------|---------------------------------------|
| مسلمان وہ جو حق کی روشنی دل میں بسائے  | ہر سانس میں رب کی یاد کا چراغ جلانے   |
| جو جھکنے میں شان، ماننے میں عظمت پائے  | توحید کی خوشبو سے اپنے باطن کو مہکائے |
| مصیبتوں کی راہ پر، جو وفا کے ساتھ گزرے | جنت میں جا بسے جہاں نہ خوف نہ کمی رہے |

**قرآن سچے مومن** کو یوں بیان کرتا ہے، یہ وہ لوگ ہیں جو الہی سچائی کو قبول کرتے ہیں، نماز کو قائم رکھتے ہیں، صدقہ دیتے ہیں، اور عاجزی اور استقامت کے ساتھ اللہ کے لیے وقف رہتے ہیں۔ ان کی زندگی عبادت، ذکر، اخلاقی فضیلت اور دوسروں کی خدمت کے گرد گھومتی ہے، دنیاوی مشاغل نے انہیں اپنے

فرائض سے غافل نہیں کرتے۔ ابراہیمؑ کے عقیدے میں جڑے ہوئے، مسلمان تمام انبیاء اور وحی کی تصدیق کرتے ہیں، قرآن کو آخری ہدایت اور محمد ﷺ کو آخری رسول کے طور پر تسلیم کرتے ہیں۔ ان کا خلوص، صبر اور نیت کی پاکیزگی انہیں اللہ کی طرف سے امن اور جنت کا وعدہ دیتی ہے، جہاں ان کا استقبال اس یقین دہندہ الفاظ کے ساتھ کیا جائے گا کہ انہیں کسی قسم کا خوف یا پچھتاوا نہیں ہے۔ ان کا خلوص، صبر اور نیت کی پاکیزگی انہیں اللہ کی طرف سے امن اور جنت کا وعدہ دیتی ہے، جہاں ان کا استقبال یوں کیا جائے گا، "میرے بندو، آج تمہیں کسی قسم کا خوف یا پشیمانی نہیں ہے، اپنی بیویوں کے ساتھ خوشی خوشی جنت میں داخل ہو جاؤ۔"

اسلام سکھاتا ہے کہ سچا ایمان عقیدہ اور سر تسلیم خم کرنا ہے: اللہ پر بھروسہ کرنا، اس کے انصاف سے ڈرنا، اس کی رحمت سے امید رکھنا، اور نیک زندگی گزارنے کی کوشش کرنا ہے۔ مسلمان وہ ہے جو اللہ کی مرضی کے آگے سر تسلیم خم کرے، اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرے، اور آدم سے لے کر ابراہیمؑ سے لے کر محمدؐ تک تمام انبیاء کے ذریعہ دیے گئے آفاقی پیغام کی پیروی کرے۔ یہ ایمان نماز، صدقہ، ایمانداری، انصاف اور آزمائشوں کے دوران لچک کے ذریعے اپنا اظہار کرتا ہے۔ جو لوگ ان اصولوں کو برقرار رکھتے ہیں اور دوسروں کو استنبازی کی طرف بلاتے ہیں ان کو خدائی مدد، قلبی سکون اور جنت کے ابدی انعام کا وعدہ کیا جاتا ہے۔

## خلاصہ

(i) **مسلمان ہونے کا جوہر:** مسلمان وہ ہے جو مکمل طور پر اللہ کے سامنے سر تسلیم خم کر دے، ایک خالق، اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرے۔ اسلام خالص توحید کی نمائندگی کرتا ہے جس کی تعلیم تمام انبیاء نے دی تھی، اور قرآن ہر قسم کی بت پرستی کو مسترد کرنے کے لیے حضرت ابراہیمؑ کو ایک حقیقی مسلمان کے طور پر اجاگر کرتا ہے۔ اللہ کے سامنے یہ مکمل ہتھیار ڈالنا ہی اسلامی عقیدہ اور عمل کی بنیاد رکھتا ہے۔

(ii) **ایمان اور وحی کا تسلسل:** پوری تاریخ میں اللہ کی مرضی کے سامنے سر تسلیم خم کرنے والوں کو روح اور سچائی میں مسلمان تسلیم کیا جاتا ہے۔ قرآن اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ ہر نبی نے ایک ہی بنیادی پیغام دیا، صرف اللہ کی عبادت کرو اور نیک زندگی گزارو۔ یہ اہل کتاب کو الہی وحدانیت کے اس مشترکہ عقیدے کی دعوت دیتا ہے (3:64) اور مسلمانوں کو ہدایت دیتا ہے کہ وہ تمام انبیاء اور وحی کی بلا تفریق تصدیق کریں (2:136)۔ اسلام خود کو اس سلسلہ کی آخری کڑی کے طور پر دیکھتا ہے، جس کا اختتام محمد ﷺ پر نازل ہونے والے قرآن پر ہوتا ہے۔

(iii) **ایک سچے مسلمان کی خصوصیات:** قرآن ایک سچے مسلمان کو یوں بیان کرتا ہے جو نیک عمل کے ذریعے دوسروں کو اللہ کی طرف بلائے اور اپنے ایمان کا کھلے عام اعلان کرے (41:33)۔ مسلمانوں کو ابراہیم (ع) کی میراث سونپی گئی ہے، انہیں نماز قائم کرنے، زکوٰۃ دینے اور اللہ کی رسی (قرآن) کو مضبوطی سے تھامنے کا حکم دیا گیا ہے (22:78)۔ حقیقی اسلامی تشخص کا اظہار اخلاص، انصاف، ہمدردی، عاجزی اور ثابت قدمی سے ہوتا ہے، جو اللہ کی طرف سے طاقت حاصل کرتا ہے، جو حتمی محافظ ہے۔

(iv) **مسلمان کے بنیادی عقائد اور ایمان:** اسلامی عقیدے کا تقاضا ہے کہ اللہ، اس کے فرشتوں، اس کے صحیفوں، اس کے رسولوں اور یوم آخرت پر ایمان لایا جائے (4:136)۔ سچے مومن کہتے ہیں کہ "ہمارا رب اللہ ہے" اور اس پر ثابت قدم رہتے ہیں، ان کے لیے جنت کا وعدہ ہے (41:30)۔ وہ اللہ کی راہ میں خلوص نیت سے جدوجہد کرتے ہیں، شک و شبہ سے پاک اور سچے لوگوں میں شمار ہوتے ہیں (49:15)۔ ان کے دل اللہ کے انصاف کے خوف اور اس کی رحمت کی امید کے ساتھ جیتے ہیں۔

(v) **اطاعت کی دعوت:** نبی اکرم ﷺ کو وحکم دیا گیا تھا کہ وہ اپنے آپ کو مکمل طور پر اللہ کے لئے وقف کریں اور سب سے پہلے اللہ کے سامنے سر تسلیم خم کریں (12-39:11)، مکمل اطاعت اور بھروسے کا مجسمہ۔ اُن کی زندگی اخلاص، انصاف، ہمدردی اور انسانیت کی خدمت پر مبنی اسلامی سر تسلیم خم کرنے کے کامل نمونے کے طور پر کام کرتی ہے۔ مسلمان ہونے کا مطلب اس راستے پر چلنا ہے: خلوص کے ساتھ زندگی گزارنا، انصاف پر قائم رہنا اور اللہ کی خاطر انسانیت کی خدمت کرنا۔ اسلام صرف رسومات تک محدود نہیں ہے بلکہ ایک مکمل طرز زندگی ہے جس کی بنیاد امن، سچائی، اور ہر چیز کے خالق کے سامنے پورے دل سے سر تسلیم خم کرنے پر رکھی گئی ہے۔

(vi) **جوہر اسلام:** مومن وہ ہے جو: (i) حق کو قبول کرے اور غیب پر ایمان لائے۔ (ii) نماز کو برقرار رکھا، صدقہ دیا، اور وحی الہی کی پیروی کی۔ (iii) عاجزی، عقیدت اور استقامت کے ساتھ زندگی گزاری۔ (iv) دولت، تجارت، یاد دنیاوی خلفشار پر عبادت کو ترجیح دیں۔ (v) جنت میں امن، سلامتی اور ابدی خوشی کے ساتھ استقبال کیا جائے گا۔ (vi) ان کا اخلاص، صبر اور عمل صالح اللہ کا قرب حاصل کرتا ہے۔ **اے ایمان والو**

اپنی انا چھوڑو اور مسلمان کے اوصاف اپناؤ:

مسلمان وہ ہے جو اللہ پہ اپنی جاں نثار کرے  
راہ حق میں جینے مرنے کا عہد بار بار کرے  
سچائی، عدل، عبادت میں اپنی پہچان بنائے  
جو رب کی رضا سے دنیا و آخرت سنوارے

## 2. کافر (جو اللہ پر ایمان نہیں رکھتا)

حق کو ٹھکرا کر جو جھوٹ کے پیچھے چلے، آگ نے دی لکار، وہ چیخوں میں ہی ڈھلے

اس کے مقابلے میں کافر، جن میں ملحد، منافق اور وحی کے منکرین شامل ہیں وہ ہیں جو عقل سے انکار کرتے ہیں، خدائی تنبیہات کا مذاق اڑاتے ہیں، اور حق کے بجائے مفروضوں کی پیروی کرتے ہیں۔ انہوں نے پیغمبر پر قرآن گھڑنے کا الزام لگایا، قیامت کو ایک افسانہ قرار دیا، اور تکبر اور انکار میں زندگی بسر کی۔ قرآن کہتا ہے کہ ایسے لوگ اندھے اور بہروں کی مانند ہیں جو جسمانی طور پر زندہ ہیں لیکن روحانی طور پر مردہ ہیں۔ یہاں تک کہ جب واضح دلائل دیے گئے تو انہوں نے غرور اور خود غرضی سے ان کا انکار کیا۔ قیامت کے دن وہ اپنے گناہوں کا اقرار کریں گے اور اقرار کریں گے کہ انہوں نے ان کی طرف بھیجے گئے رسولوں کو نظر انداز کیا۔ جہنم غیظ و غضب کے ساتھ گرجائے گی جب وہ اس میں ڈالے جائیں گے، امداد کی درخواست کریں گے جو کبھی نہیں آئے گی۔ ان کے عذر اور پچھتاوے ان کو کچھ بھی فائدہ نہیں دیں گے، کیونکہ ان کا کفر اور نافرمانی جان بوجھ کر اور مستقل تھی۔

**کافروں کا جوہر (i):** خدائی تنبیہات کا مذاق اڑایا اور کتابوں کو رد کیا، اب قرآن۔ (ii) نبی پر کتاب کو گھڑنے کا الزام لگایا اور قیامت کا انکار کیا۔ (iii) سچائی کے بجائے مفروضوں کی پیروی کی۔ (iv) صریح نشانیوں کو نظر انداز کرتے ہوئے تکبر پر قائم رہے۔ (v) قیامت کے دن اپنے انکار کا اقرار کریں گے، لیکن افسوس بے سود ہو گا۔ (vi) جہنم غضبناک ہو جائے گی جب وہ اس میں ڈالے جائیں گے، انہیں کوئی راحت نہیں ملے گی۔

## 3. مشرک (مسلمانوں اور کافروں میں سے)

جو بت تھے بے زباں، نہ سن سکے کبھی فریاد، وہی کہیں گے: آج تم میں سے نہیں کوئی یاد

مشرک جو اللہ کے ساتھ شرک کرتے ہیں وہ سب سے بڑا گناہ شرک ہے جسے اللہ تعالیٰ نے معاف نہیں کیا اگر تو بہ نہ کی ہو۔ وہ جھوٹے دیوتاؤں، سنتوں یا روحوں کو پکارتے ہیں جو نہ تو انہیں سن سکتے ہیں اور نہ ہی ان کی مدد کر سکتے ہیں۔ اس دن جن کی وہ عبادت کرتے تھے وہ ان سے انکار کرتے ہوئے کہیں گے کہ ہم تمہاری عبادت سے بے خبر تھے۔ اپنے جھوٹ کو بھانپ کر وہ ایک اور موقع کی بھیک مانگیں گے، لیکن کوئی بھی موقع نہیں ملے گا۔ دنیوی آزمائشوں میں بھی جب خطرہ ان کو گھیرے میں لے لیتا ہے تو صدق دل سے اللہ کو پکارتے ہیں لیکن ایک بار نجات پا کر اپنے بتوں کی طرف لوٹ جاتے ہیں۔ قرآن انہیں یاد دلاتا ہے کہ تخلیق خالق کے برابر نہیں ہو سکتی۔ زندگی، موت اور رزق صرف اللہ ہی دیتا ہے۔ ان کے بت، انبیاء، یا فرشتے اس کی اجازت کے بغیر شفاعت نہیں کر سکتے۔ اس طرح، مشرکین اور وہ لوگ جنہوں نے جھوٹے

سرپرستوں پر بھروسہ کیا تھا، اپنے اعمال کو بیکار پائیں گے، کیونکہ انہوں نے خدائی سچائی کو انسانی ایجاد سے بدل دیا۔

**مشرکوں کا جوہر: (i)** اللہ کے ساتھ دوسروں شرک کرنے والا۔ ناقابل معافی گناہ ہے اگر توبہ نہ کی جائے۔  
**(ii)** بتوں، روحوں، یا ولیوں کو بلایا، جو نہ سن سکتے ہیں، نہ مدد نہیں کر سکتے ہیں۔ **(iii)** ان کے جھوٹے معبود قیامت کے دن ان کا انکار کر دیں گے۔ **(iv)** مصیبت میں اللہ کی طرف رجوع کرتے ہیں، پھر شرک کی طرف لوٹ جاتے ہیں۔ **(v)** جب فرشتے ان کی روح قبض کریں گے تو وہ شرک کا انکار کریں گے، لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ **(vi)** ان کے معبود ان کے خلاف گواہی دیں گے، اور انہیں دوہرا عذاب ملے گا۔ **(vii)** خدائی سچائی پر انسانی عقل کو ترجیح دینے پر ملعون ہوں گے، اور جہنم ان کا ٹھکانہ ہوگا۔

#### 4. منافق (مسلمانوں اور کافروں میں سے)

دور لگی میں جئے، دلوں میں فقط دھوکا تھا، سب سے خلی کھائی میں ہوگان کا ٹھکانا

منافق ظاہری طور پر مسلمان ہونے کے باوجود باطنی طور پر کافر ہیں جو صرف دنیاوی فائدے کے حصول کے لیے ایمان کا دعویٰ کر کے اپنے آپ کو دھوکہ دیتے ہیں۔ وہ صرف دیکھنے کے لیے دعا کرتے ہیں اور صدقہ دیتے ہیں، جو ان کے مفادات کے مطابق عقیدہ اور کفر کے درمیان بدل جاتے ہیں، اور قرآن انہیں روحانی طور پر اندھے، بہرے اور گونگے، سچ سننے کے باوجود اس پر عمل کرنے سے انکاری قرار دیتا ہے۔ آسانی میں وہ ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں، لیکن سختی میں وہ پیچھے ہٹ جاتے ہیں، اسلام کے دشمنوں کے ساتھ اتحاد کرتے ہوئے مومنوں سے غداری کرتے ہیں۔ ان کا یہ دوغلا پن انہیں کھلے کافروں سے بھی بدتر بنا دیتا ہے اور اس طرح وہ جہنم کے سب سے نچلے درجے میں ہوں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تنبیہ فرمائی کہ علماء، شہداء اور خیرات کرنے والے بھی جن کے اعمال اللہ کی رضا کے بجائے پیچان کے لیے کیے گئے ہیں، انہیں جہنم میں ڈالا جائے گا، کیونکہ نفاق دل کی مہلک بیماری ہے۔ قیامت کے دن ان کے ڈھونگ کھل جائیں گے، ان کی روشنی بجھ جائے گی، ان کی فریادیں جواب نہیں دی جائیں گی، اور ہر ذی روح اللہ کے سامنے تنہا کھڑا ہوگا، اس کا فیصلہ صرف اخلاص، خالص ایمان اور اس کی خاطر کیے گئے اعمال صالحہ سے ہوگا۔

**منافقین کا خلاصہ: (i)** ظاہری طور پر اسلام کا دعویٰ کیا لیکن کفر کو چھپایا۔ **(ii)** صرف دوسروں کو متاثر کرنے کے لیے عبادت اور صدقہ دیا۔ **(iii)** ذاتی فائدے کی بنیاد پر ایمان اور کفر کے درمیان پھرتے۔ **(iv)** مومنوں کے ساتھ غداری اور اسلام کے دشمنوں کے ساتھ ملے۔ **(v)** کھلے کافروں سے بھی بدتر، جہنم کی سب سے خلی گہرائی مقدر ہے۔ **(vi)** ان کی روشنی بجھ جائے گی، اور قیامت کے دن ان کی درخواست نظر انداز کر دی

جائے گی۔ (vii) یہاں تک کہ جن علماء، شہداء اور عطیہ دہندگان دکھاوا کیا انہیں بھی اسی سزا کا سامنا کرنا پڑے گا۔

## قرآن کا نوحہ یوم جزا کی تیاری کر

سچ کو ہمسفر بنالے عمر کے آخر تک، اُس دن خلوص دل ہی دے گا تجھے مسلک۔

آخر کار، روزِ حشر کامل انصاف کے ساتھ سچائی سے پردہ اٹھائے گا۔ اہل ایمان اپنے ایمان اور اخلاص سے بلند ہوں گے جبکہ کافر، منافق اور مشرک اپنی سرکشی کے نتائج کا سامنا کریں گے۔ اللہ کی رحمت اور حکمت غالب رہے گی اور کسی پر ظلم نہیں ہوگا۔ اس دن لوگوں کی تقسیم ہمیں یاد دلاتی ہے کہ قدر کا اصل پیمانہ حیثیت، دولت یا الفاظ نہیں بلکہ یقین، اخلاص اور ایک سچے خدا کی اطاعت ہے۔

**حتمی فیصلے کا خلاصہ:** (i) ہر ذی روح اللہ کے سامنے بغیر مال، نسب یا سفارشی کے کھڑی ہوگی۔ (ii) اللہ کامل انصاف کے ساتھ فیصلہ کرے گا۔ کسی کے ساتھ ظلم نہیں کیا جائے گا۔ (iii) ایمان والے الٰہی رحمت سے خوش ہوں گے۔ (iv) کافر، منافق اور مشرکوں کو ذلت اور عذاب کا سامنا کرنا پڑے گا۔ (v) حتمی تقسیم ثابت کرتی ہے کہ حقیقی قدر ایمان، اخلاص اور اللہ کی اطاعت میں ہے۔

تو سچ کے راستے پہ چل، کہ وقت آئے گا ضرور،  
بنے گی یہ روشنی، خلوص بن جائے گا تیرا دستور۔  
جو مخلص تھے، وہ رحمت میں سنور کر اٹھیں گے،  
جو بھٹکے تھے، وہ اپنے ہی اعمال کا پھل چکھیں گے

## جنت کے بارے میں قرآن کی بشارت

اک در ہے، جہاں دکھوں کا نام و نشان نہیں  
جہاں کرم بر سے، ہے نرم بارش کی طرح وہیں  
وہ وعدہ ابتدا سے ہے، ازل کی ایک بات ہے  
ہر اُس دل کے لیے جو خاکسار اور با وفا ہے

قرآن جنت کو امن اور خوشی کے ابدی گھر کے طور پر بیان کرتا ہے، اس اعلان کے ساتھ نیک لوگوں کے قریب لایا گیا: "یہ وہی ہے جس کا رحمن نے وعدہ کیا ہے۔" اس کے لوگ خوف اور غم سے پاک ہو کر سلامتی کے ساتھ داخل ہوتے ہیں، جو چاہیں حاصل کرتے ہیں، ایسے باغات جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، پھلوں کی کثرت، پاکیزہ صحبتیں اور ایسا مشروب جو نہ نقصان پہنچاتا ہے اور نہ نشہ۔ ان کے دلوں میں کوئی حسد یا نفرت نہیں ہے۔ صرف امن کے الفاظ ہوا بھرتے ہیں۔

جنت نسب یا دعوے سے حاصل نہیں کی جاتی بلکہ ایمان، عاجزی، خلوص اور عمل صالح سے حاصل کی جاتی ہے، جیسا کہ ابراہیم (ع) نے مکمل طور پر اللہ کے سامنے سر تسلیم خم کیا۔ اس کے باشندے، اہل حق، ابتدائی اور بعد کی نسلوں سے آئیں گے، کبھی بوڑھے نہیں ہوں گے، کبھی غمگین نہیں ہوں گے، تصور سے باہر انعام یافتہ ہوں گے۔ اور اس کی تمام خوبصورتی کے علاوہ سب سے بڑا انعام ہے: اپنے رب کو دیکھنا۔ جنت اور جہنم کے درمیان بلندیوں والے کھڑے ہیں، جن کے اعمال میں توازن ہے۔ وہ دونوں گروہوں کو پہچانیں گے اور جنت کی آرزو کریں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے انہیں عطا فرمائے گا اور فرمائے گا کہ جنت میں داخل ہو جاؤ تمہیں نہ کوئی خوف ہو گا اور نہ تم غمگین ہو گے۔

قرآنی وژن میں، جنت ہر مومن کی امید کی تکمیل ہے: ایک ایسا دائرہ جہاں جدوجہد مکمل، غم مٹایا اور آرزو پوری ہو، جہاں مومن کہیں گے، "تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، جس نے ہمیں اس کی رہنمائی کی۔"

اے رب! ہمارے اختتام کو روشن بنادے تو

راہِ حق و راہِ صداقت پہ ہمارے قدم جمادے تو

جب تک نہ تیری دید کا لمحہ ہمیں نصیب ہو

جو ہے سب سے اعلیٰ خوشی، ہمارا اعلیٰ نصیب ہو

## جہنم کے بارے میں قرآن کی تنبیہ

ہے ایک آگ، جس کا احوال کوئی زبان نہ کہہ سکے  
عذاب کی وہ گھاٹی، دوزخ جسے سب لوگ نہ سن سکے

قرآن نے دی ہے تنبیہ، نبیوں نے پکارا بار بار

حق کی صدا سنو، پلٹو، اسی میں ہے تمہاری رہنمائی

قرآن نے متنبہ کیا ہے کہ جہنم ایک بھڑکتی ہوئی، نہ ختم ہونے والی آگ ہے جو ان لوگوں کے لیے تیار کی گئی ہے جنہوں نے اللہ کا انکار کیا اور تکبر اور گناہ پر اڑے رہے۔ اس کے لوگ زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں اور چلچلاتی ہواؤں، ابلتے پانی اور دم گھٹنے والے دھوئیں میں گھرے ہوئے ہیں۔ ان کی کھالیں جل جاتی ہیں اور تازہ ہو جاتی ہیں، اور وہ زقوم کے لعنتی درخت سے کھاتے ہیں اور کھولتا ہوا پانی پیتے ہیں جو انہیں اندر سے آنسو دیتا ہے۔

جہنم میں، مجرم ایک دوسرے پر الزام لگائیں گے، کمزور ایک دوسرے پر الزام لگائیں گے جن کی پیروی کرتے تھے، اور سب شیطان کی طرف متوجہ ہوں گے، جو اعلان کرے گا: "میں نے صرف بلایا، تم نے پیروی کرنے کا انتخاب کیا۔" ان کا ندامت بہت زیادہ ہو گا۔

یہ بائیں ہاتھ کے لوگ ہیں: کافر، منافق، ظالم، فسادی اور نیکی میں رکاوٹیں ڈالنے والے اور جوابدہی کا انکار کرنے والے۔ ان کا سب سے بڑا عذاب خود آگ نہیں بلکہ اللہ کی رحمت سے کٹ جانا ہے۔

پھر بھی قرآن اس تنبیہ کو امید کے ساتھ ختم کرتا ہے: جو بھی توبہ کرتا ہے اور اس دن سے پہلے اللہ کی طرف لوٹتا ہے وہ اس کی بخشش کو وسیع اور اس کی رحمت کو قریب پائے گا۔

اے رب! بچالے اُس بھڑکتی آگ کے ہر ایک شرر سے  
اس عذاب سے، جس کا چرچا نہیں ہوتا ڈر کر زباں سے  
اپنی رحمت کی اُس راہ پر ہمیں پھر سے تو چلا دے  
اور اُس ہولناک ٹھکانے سے ہم سب کو تو بچالے

## قرآن کی پکار کا خلاصہ

اے دل! ذرا بیدار ہو، وہ نغمہ دیرینہ سن  
جو پردہ ہستی سے اٹھے، ہر سمت دکھائے اپنا فن  
وہ نورِ ازل کے صحیفوں سے پکارتا ہے تجھے  
تاکہ پلٹ آئے رب کی طرف گر ابھی چھوڑ کے  
وہ بادِ صبا کی سرگوشی میں بھی اپنا پیغام دیتا ہے  
وہ ندی کے نرم بہاؤ میں بھی درسِ حق دیتا ہے

وہ گم شدہ قوموں کے قصوں میں انہی کا انجام کہے  
 وہ کبھی تنبیہ، کبھی رحمت، کبھی رہ حیات بنے  
 یہ پکارِ قرآن ہے جو دل و جاں کو پھر سے زندہ کرے  
 جو عقل کو جگا دے، روح میں امید کی شمع بھڑکا دے

قرآن کی پکار انسانی دل کے لیے ایک دائمی دعوت ہے، ایک ایسی پکار جو فرعون کے غرور، قارون کی حرص، ماضی کی قوموں کی ناانصافیوں اور اُس غفلت سے خبردار کرتی ہے جس نے ایک زمانے میں تمام تہذیبوں کو تباہ کر دیا تھا۔ یہ واقعات بے سمجھے پڑھنے کے لیے بتائے گئے آثار نہیں ہیں۔ یہ وہ اخلاقی آئینہ ہیں، جو ہر نسل پر زور دیتے ہیں کہ وہ اپنے اعمال، معاشرہ اور روحانی حالتوں کا جائزہ لیں۔ قرآن خود اعلان کرتا ہے: اور یقیناً ہم نے قرآن میں ہر طرح کی تمثیلوں کا استعمال کرتے ہوئے مختلف طریقوں سے لوگوں کے لیے معاملات کو بیان کیا ہے۔ لیکن انسان بہت جھگڑالو ہے (18:54)۔ اس طرح قرآن کی پکار انسانی کمزوری کی یاد دہانی اور راستی کی راہ پر لوٹنے کی دعوت ہے۔

یہ پکار قرآن کی زندہ فطرت کی عکاسی کرتی ہے۔ یہ صرف صفحات پر سیاہی یا زبان پر آواز نہیں ہے۔ یہ دل میں گھس کر، توبہ، تجدید، اور اللہ کی طرف رجوع کرنے کی دعوت دیتا ہے۔ یہ تسلی دیتا ہے اور چیلنج کرتا ہے، شفا دیتا ہے اور درست کرتا ہے، یہ ظاہر کرتا ہے کہ الہی تقریر کا مقصد باطنی محرکات اور ظاہری رویے کو نئی شکل دینا ہے۔ جب اس کی رہنمائی کو صحیح معنوں میں قبول کیا جاتا ہے، تو قرآن ایک تبدیلی کی قوت بن جاتا ہے، کردار، طرز عمل اور معاشرے کی تشکیل کرتا ہے۔

قرآن کے پیغام کا جوہر عالمگیری ہے: یہ اللہ کی وحدانیت کا اعلان کرتا ہے، تخلیق پر غور و فکر کی دعوت دیتا ہے، اور انسانیت کی انصاف، عاجزی اور شکر گزاری کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ یہ بنی نوع انسان کو ان کے معمولی ابتداء اخلاقی مقصد، اور حتمی جوابدہی پر زور دیتا ہے۔ زندگی ایک الہی امتحان ہے، اور قرآن ہر انسان کو کامیابی کے لیے درکار علم، نشانات اور صلاحیتوں سے آراستہ کرتا ہے۔ آدمؑ سے لے کر محمدؐ تک تمام انبیاء نے اسی مشن کو انجام دیا: انسانیت کو اندھیروں سے روشنی کی طرف لے جانا۔

پھر بھی قرآن کا نوحہ اس وقت ظاہر ہوتا ہے جب تلاوت معنی کھو بیٹھتی ہے اور فہم کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ خالی الفاظ ایمان کو ختم کر دیتے ہیں، دلوں اور معاشرہ کو جمود کا شکار کر دیتے ہیں۔ رسول اللہؐ نے ایسے الفاظ سے تنبیہ فرمائی جو حلق سے نیچے نہ اتریں اور اخلاص سے خالی ہوں۔ قرآن کے ساتھ حقیقی تعامل

کے لیے روزمرہ کی زندگی میں فہم، عاجزی، اور مستقل اطلاق کی ضرورت ہوتی ہے، چاہے چھوٹی چھوٹی، روزانہ کی کوششوں جیسے کہ ایک آیت پر غور کرنا یا کسی ایک تعلیم کو لاگو کرنا۔ اس طرح کے اعمال کے ذریعے، قرآن کو دوبارہ زندگی کی تال میں بُنا جاسکتا ہے۔

قرآن کی پکار ایک اجتماعی جہت کی بھی حامل ہے۔ یہ معاشروں کو انصاف، دیانت، رحم، اور کمزوروں کے تحفظ کی طرف بلاتا ہے۔ ایک معاشرہ جو اس پکار کو سنتا ہے وہ ظلم کے خلاف کھڑا ہو جاتا ہے، اخلاقی تنزلی کے خلاف مزاحمت کرتا ہے، اور ہمدردی کو پروان چڑھاتا ہے۔ جب قرآن پر اجتماعی طور پر عمل کیا جاتا ہے تو یہ اپنی سچائی کا ایک واضح ثبوت بن جاتا ہے اور عوامی زندگی کو اسی قوت سے تشکیل دیتا ہے جس سے یہ انفرادی دلوں کو سنوارتا ہے۔

قرآن قیامت کے بارے میں کافروں کے شکوک کو دور کرتا ہے اور اللہ کی قدرت پر زور دیتا ہے۔ یہ ایک بہادر مومن کی کہانی بیان کرتا ہے جو انطاکیہ میں رسولوں کی حمایت کرتا ہے، ایمان کی اہمیت کو اجاگر کرتا ہے، اور موت کے بعد کی زندگی، الٰہی فیصلے، اور اس کے بعد ملنے والے انعامات یا سزاؤں کو واضح کرتا ہے۔ مزید برآں، قرآن انسانیت کو دعوت دیتا ہے کہ وہ اللہ کی تمام مخلوقات میں بکھری ہوئی نشانیوں پر غور کرے، کائنات کی ہم آہنگی، تاریخ میں شامل اسباق، اور اخلاقی نمونے جو قوموں کے عروج و زوال پر حکومت کرتے ہیں۔ یہ نشانیاں اس بات کی تصدیق کرتی ہیں کہ آخر کار سچائی کی فتح ہوتی ہے، جب کہ تکبر اور ناانصافی لازمی طور پر ختم ہو جاتی ہے۔ جو لوگ غور و فکر کرتے ہیں، ایمان لاتے ہیں اور نیک عمل کرتے ہیں ان سے امن اور ابدی اجر کا وعدہ کیا جاتا ہے۔ جو لوگ الٰہی ہدایت کو رد کرتے ہیں انہیں اپنے انکار کے نتائج کا سامنا کرنا پڑے گا۔

قرآن کی پکار کا مقصد دعوت انسانیت کی پوری تاریخ میں اللہ کی طرف سے بھیجے گئے معجزات کی چھان بین کرنا ہے جو اس کی قدرت اور اس کے نبیوں کی سچائی کو ظاہر کرتے ہیں۔ آدمؑ کی تخلیق سے لے کر نوحؑ کے سیلاب تک، ابراہیمؑ کی آگ، موسیٰؑ کی طرف سے سمندر کی جدائی تک، اور محمدؐ کو دیئے گئے قرآن کے آخری معجزے تک، ہر واقعہ ایمان، مقصد، اور خدا کی مرضی کی نوعیت کے بارے میں گہرے اسباق دیتا ہے۔

بالآخر، قرآن کی پکار ایک تنبیہ اور وعدہ دونوں ہیں: غفلت اور گناہ کے خلاف ایک تنبیہ، اور اخلاص کے ساتھ پلٹنے والوں کے لیے رحمت کا وعدہ ہے۔ قرآن یقین دلاتا ہے کہ جو اللہ اور اس کی کتاب کو مضبوطی

سے تھامے گا وہ کبھی گمراہ نہیں ہوگا۔ یہ ایک ایسا نور ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتا، ایک ہدایت ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتی، اور ایک رحمت ہے جو ہر دل تک پہنچتی ہے، جو اسے حاصل کرنے کو تیار ہو۔

قرآن کا نوحہ زندگی کی سچائیوں اور قیامت کی حقیقت کی ایک طاقتور یاد دہانی کا کام کرتا ہے۔ اس کا مقصد کفر سے سخت دلوں کو نرم کرنا اور وحی الہی کے ذریعے رہنمائی فراہم کرنا ہے۔ انطاکیہ میں رسولوں کی حمایت کرنے والے ایک شخص کی جذباتی کہانی ظلم و ستم کے خطرے کے باوجود سچائی کے لیے کھڑے ہونے کے لیے درکار ہمت کی عکاسی کرتی ہے۔ یہ مصیبت میں ایمان کی اہمیت کو اجاگر کرتا ہے۔

اللہ ہمیں ان لوگوں میں شامل کرے جو قرآن کی پکار کو سنتے ہیں، اس کے پیغام کو سمجھتے ہیں، اس کی تعلیمات کو مجسم کرتے ہیں اور اس کے ذریعے دنیا کا سکون اور آخرت کی دائمی خوشی پاتے ہیں۔

### خلاصہ :

**i) انسان کی عاجزانہ ابتدا:** اس بات کی یاد دہانی کہ انسان کی ابتدا کتنی معمولی ہے: "کیا انسان پر بھی کوئی دور گزرا ہے... ابھی تک کوئی قابل ذکر چیز نہیں ہے؟" تخلیق سے پہلے انسانوں کے عدم وجود پر تعجب کرنے والا ایک سوال۔

**ii) زندگی ایک امتحان کے طور پر:** لیاقت اور رہنمائی دی گئی ہے تاکہ انسان شکر گزاری یا مسترد کرنے کا انتخاب کر سکے۔ "ہم نے انسان کو نطفہ کے مخلوط قطرے سے پیدا کیا... اسے آزمانے کے لیے۔" وجود کی اصل اور مقصد: زندگی ایک امتحان ہے۔

**iii) جی اٹھنے کے قابل ہے:** اگر اللہ نے انسان عدن سے بنایا تو مُردوں کو واپس لانا اُس کے اختیار میں ہے۔ "... ہم نے اسے سننے اور دیکھنے کی صلاحیتیں عطا کیں تاکہ انسان سوچ سمجھ کر انتخاب کر سکیں (انتخاب کی آزادی)۔"

**iv) اخلاقی علمیات:** علم اور غور و فکر کا معاملہ؛ جو تسلیم کرنے والوں کو منکروں سے الگ کرتے ہیں۔ "ہم نے اسے راستہ دکھایا خواہ شکر گزار بنو یا کافر۔" رہنمائی فراہم کی گئی ہے؛ اخلاقی انتخاب انسان کا ہے۔

**v) احتساب:** کوئی بھی بغیر پوچھ گچھ کے نہیں چھوڑا جائے گا۔ "کیا انسان یہ سمجھتا ہے کہ اسے بغیر حساب کے تنہا چھوڑ دیا جائے گا؟" احتساب کا وعدہ ہے۔

(vi) جو تخلیق کرتا ہے وہ دوبارہ زندہ کر سکتا ہے: "پھر کیا وہ مردوں کو زندہ کرنے کی طاقت نہیں رکھتا؟" منطق کہتی ہے: خالق = دوبارہ زندہ کرنے والا۔

(vii) علم: "کیا جاننے والے اور جو نہیں جانتے، برابر ہو سکتے ہیں؟ نصیحت صرف عقل والے ہی قبول کرتے ہیں۔" عکاس (جو قبول کرتے ہیں) اور غافل کے درمیان فرق کرتا ہے۔

(viii) الہیاتی اور عملی مضمرات: (i) اگر کوئی تخلیق کو عدم سے قبول کرتا ہے تو اس کے پاس قیامت اور جوابدہی کو قبول کرنے کی عقلی بنیاد ہے۔ (ii) حواس (سماعت، بصرات) کی فراہمی کا مطلب ایک اخلاقی ذمہ داری ہے کہ ان کو عکاسی اور شکر گزار کے لیے استعمال کیا جائے۔ (iii) علم اور عکاسی اخلاقی طور پر اہم ہیں۔ فکری عاجزی اور مطالعہ کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔

(ix) قرآن کا جذباتی اثر: بعض اوقات "قرآن کی پکار" سے مراد قرآن کے دل کو حرکت دینے کا طریقہ ہے۔ بہت سی آیات ایمان والوں کو رب کے الفاظ سن کر روتے ہوئے بیان کرتی ہیں: "اور وہ سجدے میں گرے ہیں، روتے ہیں، اور یہ ان کی عاجزی میں اضافہ کرتا ہے" (17:109)۔

(x) انسانیت کے لیے قرآن کی پکار: قرآن کا انسانیت کے لیے پکار، التجا، یا فوری پیغام اس کی تنبیہات، رہنمائی، رحمت اور یاد دہانی ہے۔ مثال کے طور پر، اس کی دوہائی: انصاف، اخلاص، اللہ کی یاد، ہمدردی، آخرت کی تیاری کے لیے ہے۔ "قرآن کی پکار" کا سیاق و سباق قرآنی آیات پر غور و فکر کے عنوان کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ یہ قرآن کی علامت ہے جو اپنے پیغامات کے ذریعے لوگوں کو پکارتا ہے۔

(xi) قرآن کی تنبیہ اور ہمدردی: ایک اور تعبیر یہ خیال ہے کہ قرآن کا "رونا" دونوں ہی نا انصافی، کفر، ہمدردی کے نتائج کے بارے میں ایک انتباہ ہے جو لوگوں کو معافی اور امید کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ جیسے والدین اپنے بچے کو خطرے سے واپس بلاتے ہیں۔

(xii) قیامت اور اللہ کی قدرت کے بارے میں شکوک: (i) قرآن ان کافروں کو جواب دیتا ہے جو قیامت پر سوال کرتے ہیں۔ (ii) یہ زندگی کی تخلیق اور دوبارہ تخلیق کرنے کی اللہ کی صلاحیت پر زور دیتا ہے۔ (iii) الٰہی فیصلے، جزا اور سزا کے یقین کو نمایاں کرتا ہے۔

(xiii) الٰہی سچائی کی نشانیوں کے طور پر معجزات: (i) قرآن انسانیت کو پوری تاریخ میں معجزات پر غور کرنے کے لئے بلاتا ہے۔ مثالوں میں شامل ہیں: (i) تخلیق آدم (ع) (ii) نوح (ع) کا سیلاب (iii) ابراہیم (ع) کے لئے آگ کا ٹھنڈا ہونا (iv) موسیٰ (ع) کے لئے سمندر کا جدا ہونا (v) قرآن مجید کو محمد (ص) کو دیا گیا آخری معجزہ (vi) یہ واقعات اللہ کی قدرت اور اس کے نبیوں کی سچائی کی تصدیق کرتے ہیں۔

(xiv) انطاکیہ میں مومن کی کہانی: (i) ایک دلیر آدمی پر روشنی ڈالتا ہے جس نے رسولوں کی حمایت کی۔ (ii) ظلم و ستم کے باوجود ثابت قدمی کا مظاہرہ کرتا ہے۔ (iii) سچائی کا ساتھ دینے کے روحانی انعام اور اعزاز کو واضح کرتا ہے۔

صداؤں میں جو صدیوں سے پکارا جا رہا ہے  
وہ نغمہ دل کے زخموں کو سنوارا جا رہا ہے  
جس کی ہر آیت اترتی ہے راہ دکھانے ہمیں  
تو ہمیشہ بنا کر رکھنا اپنے رستے کا طلبگار ہمیں  
قرآن کی روشنی کو تو سیکھا دل و جاں سے ہمیں  
تاکہ اس دن تیرے فرمان کی خوشبو ملے ہمیں  
روزِ محشر، عرش کے سائے میں تو رکھنا ہمیں  
قرآن کو جینے والوں میں، تو شامل کرنا ہمیں

## امت کو میری نصیحت

اے اُمّتِ نور! اٹھ، بیدار ہو جا  
قرآن کی پکار ہے، اب تو جاگ جا  
اس کی ہر آیت میں ہے شفاء، اور راہِ نجات  
دلِ حزیں کو ملتی ہے اس میں بے شمار راحت۔  
غفلت سے اٹھ، چل رب کی طرف جھک کر  
اس کی رحمت ملے گی لپٹ کر تیرے ہر قدم پر

اے مسلمان قرآن کی پکار پر بیدار ہو جا۔ زندگی میں ایسے لمحات آتے ہیں جب ہم کھوئے ہوئے، مغلوب یا روحانی طور پر خود کو دور محسوس کرتے ہیں۔ ان لمحات میں، اللہ ہمیں اپنی کتاب کی طرف واپس بلاتا ہے، نہ صرف اسے پڑھنے کے لیے، بلکہ اسے محسوس کرنے، اس کی پکار پر بیدار ہونے، اور یہ دعویٰ کرنے کے لیے کہ ہم واقعی مسلمان ہیں۔ سورۃ البقرہ ہمیں ایک طاقتور ہستی کی یاد دلاتی ہے: **قرآن ہمیں صرف آگاہ کرنے کے لیے نہیں بلارہا ہے، بلکہ یہ ہمیں تبدیل کرنے کے لئے بلارہا ہے۔** یہ امت کو اپنے تشخص، ذمہ داری اور روحانی و سماجی مقصد کے لیے بیدار ہونے کی دعوت دے رہا ہے۔ جب ہدایت کا پیغام دلی یاد دہانی بن جاتا ہے تو ہم اخلاص، علم، انصاف اور عمل کی طرف پلٹ جاتے ہیں۔

یاد رکھیں کہ تم امتِ ابراہیمؑ اور دیگر رسولوں کا حصہ ہو۔ تمہاری کی شناخت رجحانات، ثقافت، یا دنیا کی توقعات سے متعین نہیں ہوتی ہے۔ تمہارا تعلق خالص ایمان، خلوص اور اللہ کے آگے سر تسلیم خم کرنے کے سلسلے سے ہے۔ اس شناخت کے ساتھ چلو، اس کی حفاظت کرو اور اسے چبھو۔

قرآن کی بے سمجھی صرف تلاوت نہ کریں، اسے خود کو متحرک کرنے دیں: قرآن نوحہ تب کرتا ہے جب ہم اسے بغیر سمجھے پڑھتے ہیں، جب یہ شیفلوں پر پڑا رہے اور ہمارے دل اس علم سے خالی رہتے ہوں، جب اس کے الفاظ تو حفظ کئے جاتے ہیں لیکن انصاف اور سماجی ہم آہنگی کے ساتھ نہیں رہتے۔ آج ایک چھوٹا سا وعدہ کریں: "میں قرآن سے نہ صرف زبان سے بلکہ اپنے عمل سے جڑوں گا۔" تم دیکھو گے کہ گہرائی سے سمجھی گئی ایک آیت بھی تمہاری سمت کو ہمیشہ کے لیے بدل سکتی ہے۔

آپ کی عبادت آپ کو صرف ایک رسم کے طور پر نہیں بلکہ آخرت کی زندگی کے لیے نماز میں کھڑا رکھے۔ رمضان کوئی رسم نہیں ہے، یہ آپ کی تجدید ہے۔ قبلہ ایک سمت نہیں، یہ اتحاد کی علامت ہے۔ عبادت کا ہر عمل آپ کی شناخت بناتا ہے، آپ کے دل کو مضبوط اور آپ کی روح کی حفاظت کرتا ہے۔ حاضری کے ساتھ اللہ کی عبادت کرو۔ وہ تمہاری کوشش کو دیکھتا ہے۔ وہ تمہارا ایمان کبھی ضائع نہیں ہونے دے گا۔

اللہ تعالیٰ نے اس امت کو متوازن اور عادل قوم کے لیے منتخب کیا۔ لوگ ہمیں دیکھتے ہیں، ہم سے سیکھتے ہیں، اور کبھی کبھی ہمارے ذریعے اسلام کی طرف لوٹتے ہیں۔ لہذا وقار کے ساتھ کھڑے رہو، نرمی سے بات کرو، دیانتداری سے کام کرو اور قرآن کی دلیل بنو۔

علم حاصل کرو، پھر اس کے ساتھ چلو۔ علم روشنی ہے، عمل اس کا اثر ہے۔ ایک دوسرے کے بغیر تم خود کو کھودیتے ہو، لیکن جب وہ اکٹھے ہوتے ہیں، تو وہ تمہاری عظمت کی طرف رہنمائی کرتے ہیں۔ ہر روز تھوڑا سا

سیکیں، اور جو کچھ سیکھا اس پر عمل کریں۔ چھوٹے قدم اٹھائیں لیکن مستقل مزاجی سے چلیں۔ تمہیں کامل ہونے کی ضرورت نہیں ہے، صرف مخلص ہونے کی ضرورت ہے۔ تم لوگوں پر گواہ ہو اور لوگ تمہارے حق میں یا تمہارے خلاف گواہ ہوں گے۔

اللہ سے ملاقات کے لیے خود کو تیار کرو۔ اس دن سب کچھ سمجھ میں آجائے گا، چاہے وہ تمہاری جدوجہد، تمہاری قربانیاں، تمہارے آنسو اور تمہاری رات گئے کی دعائیں ہوں۔ اس دن رسول اللہ ﷺ اپنی امت کی گواہی دیں گے، وہ گواہی یہ ہو کہ تم نے کوشش کی، تم نے پرواہ کی، اور تم مشکل کے وقت بھی اللہ کی طرف چلے۔ اے امت ہم نے قرآن کو چھوڑ دیا اور دنیاوی فائدے کے سائے میں بھٹک رہے ہیں۔ آج سے شروعات کرتے ہیں، کیونکہ اللہ ہماری واپسی کا منتظر ہے۔

اے مسلمانو! تم اپنے دل کے سکون کی امید کیسے رکھتے ہو جب کہ تم اس سے منہ موڑتے ہو جس نے کہا تھا ”بے شک اللہ کے ذکر سے دلوں کو سکون ملتا ہے“ (13:28)۔ تم ابہام کی شکایت نہیں کر سکتے جب کہ تم اس ہدایت کو نظر انداز کرتے ہو جسے اللہ نے ”روشنی اور واضح کتاب (4:174)“ کے طور پر بھیجا ہے۔ جب تم خواہشات کو اپنی رہنمائی کرنے دو، تو تم اس شخص کی تقلید کرتے ہو جس کے بارے میں اللہ نے کہا ”وہ خواہشات کی پیروی کرتا ہے گویا وہ اس کے معبود ہیں (45:23)۔“ غور کریں: جب ہم اس بات پر عمل کریں گے جس سے اللہ نے ہمیں خبردار کیا ہے تو ہمیں سکون کیسے ملے گا؟ قرآن ہمیں جواب دہی کی طرف بلاتا ہے، ”اللہ کسی قوم کی حالت اس وقت تک نہیں بدلتا جب تک کہ وہ اپنے اندر کی حالت کو نہ بدلیں“ (13:11)۔ اگر تم جذباتی طور پر رد عمل کا اظہار کرتے رہتے ہو، خلفشار میں ڈوبے رہتے ہو، اور اپنی آخرت کو نظر انداز کرتے ہو، تو تم اس روشنی کو رد کر رہے ہو جسے اللہ نے تمہارے راستے میں براہ راست رکھا ہے (قرآن)۔

اے مسلمانو، اپنی دنیاوی آزمائشوں کو سزا کے طور پر دیکھنا چھوڑ دو جب کہ اللہ تمہیں بتاتا ہے کہ مشقت ایک پاکیزگی ہے: ”ہم تمہاری آزمائش ضرور کریں گے... لیکن صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنادو“ (2:155)۔ ہر مشکل کا مقصد تمہیں جگانا ہے، تباہ کرنا نہیں۔ لیکن اگر تم ناراضگی سے چپٹے رہتے ہو، معاف کرنے سے انکار کرتے ہو، اور تکبر کو دل میں جڑ پکڑنے دیتے ہو، تو تم ان دروازوں کو بند کر رہے ہو جو اللہ نے تمہارے لیے کھولے ہیں۔ قرآن بتاتا ہے کہ حقیقی عزت ان کی ہے جو اللہ سے ڈرتے ہیں (49:13) اور حقیقی آزادی ان کی ہے جو اپنی خواہشات کو روکتے ہیں، ”جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرتا ہے اور اپنے نفس کو خواہشات سے روکتا ہے، جنت اس کا گھر ہے“ (79:40-41)۔ اگر تم واقعی ایک بامقصد

زندگی چاہتے ہو تو قرآن اور اللہ کی طرف رجوع کرو، اپنی نیتوں کو صاف اور اپنے اعمال کو درست کرو، کیونکہ تمہاری زندگی میں کچھ بھی نہیں بدلے گا جب تک کہ تم اپنے دل کو اس کے خالق کے سپرد نہ کر دو۔ اے مسلمانو! ایلیس اس لیے نہیں گرا کہ وہ اللہ کو نہ مانتا تھا بلکہ اس لیے گرا کہ جب حکم دیا گیا تو اس نے جھکنے سے انکار کر دیا۔ تکبر کا وہ ایک لمحہ زندگی بھر کی عبادت کو بھسم کر گیا۔ اللہ نے اس کے تکبر کو بے نقاب کیا جب اس نے کہا کہ میں اس سے بہتر ہوں (7:12)۔ اگر غرور فرشتوں کے درمیان کھڑے ہونے والے وجود کو تباہ کر سکتا ہے تو انسان کے پاس انا، حسد اور بہانوں سے چٹے رہنے کا کیا موقع ہے؟ ہوشیار رہو: وہی بیماری جس نے شیطان کو تباہ کیا ہے وہ ہمارے سینے میں چھپی ہوئی ہے۔ جب بھی ہم اپنے آپ کو فرمانبرداری، عاجزی اور توبہ سے بالاتر سمجھتے ہیں تو ہمیں دنیا اور آخرت میں وہی انجام ملنے کا خطرہ ہے جس کا سامنا شیطان، فرعون، شداد اور ان جیسے دوسرے لوگوں کو ہوا ہے۔

اے مسلمانو! یاد رکھو: شیطان نے ناامیدی سے پکارا، پشیمانی سے نہیں۔ پھر بھی اس نے سرکشی کا انتخاب کیا اور انسانیت کو گمراہ کرنے کی قسم کھا کر اعتراف کیا، ”میں ان سب کو گمراہ کروں گا، سوائے تیرے مخلص بندوں کے“ (15:39-40)۔ اس کے آنسو وہ آنسو تھے جس نے اللہ کو ہمیشہ کے لیے کھو دیا تھا۔ تاہم، تمہارے آنسو تمہیں بچا سکتے ہیں، اگر وہ تمہیں اس کی طرف واپس لے جائیں، نہ کہ مزید تکبر میں۔ اس لیے اپنی انا کو کچل دو اس سے پہلے کہ وہ تمہیں کچل دے۔ دروازہ بند ہونے سے پہلے توبہ کر لیں۔ کیونکہ تم میں اور شیطان میں فرق صرف یہ ہے کہ اگر تم اللہ کے حکم پر جھکتے ہو۔

**آخری عکاسی:** قرآن وہ ہدایت کی کتاب ہے جس کو سمجھنا، اس پر غور کرنا اور آخرت کی کامیابی کے لیے اس کی ہدایات کے مطابق عمل کرنا ہے۔ لہذا اس کی طرف لوٹ آؤ، ایسا نہ ہو کہ یہ قیامت کے دن تمہارے خلاف گواہی دے دے۔ قرآن تمہیں نہ مغلوب کرنے کے لیے، نہ تم پر بوجھ ڈالنے کے لیے، بلکہ تمہیں بیدار کرنے کے لیے بلا رہا ہے۔ لہذا، اپنے دل کو، مقصد اور ایمان کے ساتھ بیدار کرو۔ اے مسلمانو، ہم اپنے گمان سے زیادہ مضبوط ہیں، اس سے زیادہ قابل ہیں جتنا ہم خود سمجھتے ہیں اور اللہ ہمارے تصور سے بھی زیادہ قریب ہے۔ اے امت محمدیہ ﷺ، اٹھو اس امت کے طور پر جس کے لیے ہم پیدا کیے گئے ہیں۔

### امت کو میری نصیحت کا خلاصہ

1. اپنی شناخت کا دعویٰ کریں: قرآن مسلمانوں کو یہ تسلیم کرنے کی تاکید کرتا ہے کہ ان کا عقیدہ نیا نہیں ہے، یہ ابراہیمؑ اور ان سے پہلے کے تمام انبیاء کی خالص توحید کا تسلسل ہے۔

(i) یہ شناخت نسل یا نسب کی بنیاد پر نہیں بلکہ اللہ کی اطاعت پر ہے۔  
 (ii) امت کو ماضی کی قوموں کی غلطی نہیں دہرائی چاہیے جنہوں نے تکبر یا وراثتی مفروضوں کی وجہ سے حق کو جھٹلایا۔

قرآن ہمیں خود کو دوبارہ دریافت کرنے کے لیے بلا رہا ہے کہ ہم کون ہیں اور ثقافت، قوم پرستی، یا موروثی تعصبات کو اپنی روحانی جڑوں پر سایہ کرنے کی اجازت دینا بند کریں۔

**2. علم اور عمل میں توازن:** سورہ البقرہ متنبہ کرتی ہے کہ عمل کے بغیر علم حاصل کرنا روحانی تنزلی کا باعث بنتا ہے، جس طرح علم کے بغیر عمل کرنا گمراہی کا باعث بنتا ہے۔

(i) امت کو قرآن و سنت کا مستند علم حاصل کرنا چاہیے۔

(ii) علم کی عکاسی عبادت، عاجزی، انصاف اور سماجی بہبود سے ہونی چاہیے۔

قرآن "افسوس" کرتا ہے کیونکہ زیادہ تر مسلمان اسے پڑھتے ہیں لیکن اس پر عمل نہیں کرتے۔ امت کو نہ صرف تلاوت کے ذریعے بلکہ عمل کے ذریعے اپنے تعلق کو بحال کرنے کی یاد دلائی جاتی ہے۔

**3. انسانیت کی گواہی کے طور پر کھڑے ہو جاؤ:** اللہ نے اس امت کو ایک متوسط، متوازن، انصاف پسند اور مثالی قوم قرار دیا ہے۔

(i) ہمارا کردار انتہاؤں کی دنیا میں سچائی کی نمائندگی کرتا ہو۔

(ii) امت کو اخلاق، عدل، ہمدردی اور اخلاص کو برقرار رکھنے کے لیے کہا گیا ہے۔

قرآن امت کو تفرقہ بازی، بے حسی اور خلفشار سے اوپر اٹھنے اور پیغمبرانہ کردار کا نمونہ بننے کی دعوت دیتا ہے جس کی دنیا کو اشد ضرورت ہے۔

**4. رسول کے وفادار رہیں:** قبلہ کی تبدیلی نے ثابت کیا کہ حقیقی بیعت اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت میں ہے، نہ کہ روایت، علماء کے دباؤ، یا بیرونی تنقید میں۔

(i) امت کو اس وقت بھی نبی ﷺ کے راستے پر چلنا چاہیے جب یہ مشکل، غیر مقبول یا ہماری ثقافت کے خلاف ہو۔ (ii) فرمانبرداری عزت، اتحاد اور الٰہی مدد لاتی ہے۔

قرآن اس وقت افسوس کا اظہار کرتا ہے جب مسلمان رہنمائی کے لیے قرآن و سنت کی طرف رجوع کرنے سے پہلے، سیاسی نظام، نظریات یا ثقافت کے لیے کہیں اور تلاش کرتے ہیں۔

5. عبادت کے ذریعے اپنے ایمان کی حفاظت کریں: نماز اور روزہ جیسے اعمال ایک منفرد مسلم شناخت بنانے اور روحانی نظم و ضبط کو مضبوط بنانے کے لیے قائم کیے گئے تھے۔

(i) نماز ایمان کی بنیاد ہے۔

(ii) رمضان تقویٰ، اتحاد اور ضبط نفس کو فروغ دیتا ہے۔

(iii) عبادت ہمارے مقصد کی حفاظت اور یاد دہانی دونوں ہے۔

قرآن امت کو متنبہ کرتا ہے کہ رسومات کو خالی عادت نہ بننے دیں۔ عبادت خلوص، موجودگی اور سمجھ بوجھ کے ساتھ کی جانی چاہیے۔

6. وحی کی زبان سیکھیں: قرآن صرف تلاوت پر نہیں بلکہ سمجھنے پر زور دیتا ہے۔

(i) غیر عربوں کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے کہ وہ اتنی عربی سیکھیں کہ وہ قرآن کی گہرائی کو چکھ سکیں۔

(ii) اس سے امت کا اتحاد اور اللہ سے تعلق مضبوط ہوتا ہے۔

قرآن "افسوس" کرتا ہے کیونکہ زیادہ تر مسلمان اس کے معنی سے منقطع ہیں۔ اس کی زبان کو سمجھنے کی طرف لوٹنا دل کو زندہ کرتا ہے اور وضاحت کو بحال کرتا ہے۔

7. احتساب کو یاد رکھیں: ہر شخص اللہ کے سامنے کھڑا ہو گا اور اپنے اعمال کے لیے جوابدہ ہو گا۔

(i) رسول اللہ اپنی امت پر گواہی دیں گے، ایک اعزاز اور ایک بھاری ذمہ داری۔

(ii) اس سے مسلسل خود عکاسی اور خلوص کی حوصلہ افزائی ہونی چاہیے۔

قرآن نے امت کو بلایا ہے کہ وہ غفلت سے بیدار ہو اور کل نہیں بلکہ آج سے اللہ سے ملاقات کی تیاری کریں۔

8. اخلاص کے ساتھ اللہ کی طرف لوٹنا: قرآن کو زندہ کرو، ابراہیم کی میراث کا احترام کرو، پورے دل سے

رسول کی پیروی کرو، علم، عمل اور انصاف کی امت بنو، اور وقت ختم ہونے سے پہلے قرآن کے پیغام پر لبیک کہو۔

لوٹ آ اے دل! پھر لوٹ آ، صبح حشر در پر ہے، جاگ ذرا۔

رات کی سانسیں پکاریں تجھے، اپنی بکھری حالت سنبھال ذرا۔

چاند کی ٹھنڈی کرنیں کہیں، تُو واپس دل کا دیا جلا ذرا۔

قرآن کی روشن راہ پکڑ ذرا، آیات کا سایہ اوڑھ ذرا۔

## اختتامی دعا

اے اللہ، تمام تعریفیں تیری طرف لوٹتی ہیں، وہ نور جس نے زبان کو بولنا اور دل کو پہچاننا سکھایا۔ اس عاجز بندے کو تو اپنا بنالے۔ قرآن کو اندھیری رات میں روشن ہدایت بنا، غور و فکر کا ایک پرسکون دروازہ، ہر اس روح کے لیے رحمت بنا جو اس کے لیے ٹھہر جائے۔ آمین!

اے اللہ تمام تعریفیں تیرے لیے ہیں جو علم تو نے عطا کیا ہے اور جو ہدایت تو نے بخشی ہے۔ اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے رب، ہم تجھ سے دعا گو ہیں اس کام کو صرف اپنی خاطر خلوص سے بنا، جو اسے پڑھنے والوں کے لیے روشن خیالی، غور و فکر اور رحمت کا ذریعہ بنا۔ آمین!

اے اللہ ہمیں اپنے محبوب نبی محمد ﷺ کی سیرت پر عمل کرنے کی استقامت عطا فرما جو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجے گئے۔ ہمیں ان کی تعلیمات پر عمل کرنے، ان کے کردار کو مجسم کرنے، اور ان کے سچائی اور ہمدردی کے پیغام کو پھیلانے کے قابل بنائے۔ قرآن اس دنیا میں ہمارا راہنما، قبر میں ہماری راحت اور قیامت کے دن ہمارا سفارشی بنے۔ آمین!

یہ صفحات تیری نشانیوں کی یاد دہانی نہیں، وہ آسمان جو تیری عظمت کا اعلان کرتا ہے، وہ زمین جو تیری حکمت کو اٹھائے ہوئے ہے، تاکہ سوئے ہوئے دل ہل جائیں، اور آنکھیں تیری وحدانیت کو دیکھیں۔ ہم میں شک سے پاک یقین کو مضبوط کر۔ ہمیں شرک، منافقت اور باطل کے ہر دوسوے سے بچا۔ ہمارے غور و فکر کو ہدایت اور ہمارے علم کو عمل میں بدل دے۔ آمین!

اے اللہ ہمیں قرآن میں اپنی نشانیوں اور معجزات کا قبول کرنے والا بنانا کہ دلوں میں تیری قدرت اور خوف پیدا ہو جائے۔ اپنی توحید پر ہمارے یقین کو مضبوط کرے اور ہمیں ہر قسم کے شرک، منافقت اور کفر سے محفوظ رکھے۔ قرآن کی آیات پر غور کرنے اور تخلیق، زندگی، موت اور آخرت میں آپ کی حکمت کو پہچاننے میں ہماری مدد فرما۔ آمین!

اے اللہ ہمیں ان لوگوں میں شامل کر جو ایمان لاتے ہیں، غور کرتے ہیں اور نیک عمل کرتے ہیں، جو آسانی اور مشکل میں تجھے یاد کرتے ہیں، پابندی سے نماز پڑھتے ہیں، صدقہ دیتے ہیں اور اپنے آپ کو برائی سے روکتے ہیں۔ ہمیں شیطان کے فریب، اس کے وسوسوں اور اس کے جھوٹے وعدوں سے بچا۔ ہمارے دلوں کو ایمان پر، ہماری زبانوں کو سچا اور ہمارے اعمال کو تیرے لیے ثابت رکھ۔ آمین!

اے اللہ جب قیامت آئے گی تو سب فنا ہو جائیں گے لیکن ہمیں ان لوگوں میں شامل کر دے جن پر اپنی رحمت کا سایہ ہے اور مومنین کے ساتھ زندہ کیا جائے گا۔ ہمیں جہنم کے عذاب سے، تکبر، بے انصافی اور غفلت سے بچا۔ ہمیں ان لوگوں میں شامل کر لے جن سے کہا جائے گا کہ جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ، یہ تمہارے اعمال کا بدلہ ہے۔ ہمیں صالحین میں، انبیاء، صدیقین، شہداء اور متقیوں میں جگہ عطا فرما۔ آمین!

اے اللہ، تفرقہ، غرور اور اندھی تقلید سے پاک مومنین کے دلوں کو ایک امت بنا کر جوڑ دے۔ آئیے ہم اہل علم نہیں جو تجھ سے ڈرتے ہیں، عاجزی کے لوگ جو دوسروں کی خدمت کرتے ہیں، اور شکر گزار لوگ نہیں جو تیری نعمتوں کو یاد کرتے ہیں۔ آمین!

اے اللہ ہماری سمجھ کی کوتاہیوں، عمل میں ہماری کوتاہی اور پیغام پہنچانے میں ہماری کوتاہیوں کو معاف فرما۔ اس عاجزانہ کام کو میرے والدین، میرے اہل خانہ، رشتہ داروں، دوستوں اور پڑھنے والوں کے لیے باعثِ اجر و ثواب قبول فرمائیں۔ آمین! اے اللہ تو نے ہمیں ہدایت دینے کے بعد ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ ہونے دے اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا فرما۔ بے شک تو رحم کرنے والا ہے۔ آمین! اے اللہ ہمیں، ہمارے والدین اور مومنوں کو اس دن بخش دے جس دن حساب قائم ہو گا۔ آمین!

مومنوں کے دلوں کو جوڑ دو۔ ہمیں علم میں عاجزی، خدمت میں فیاض اور شکر گزاری میں مستقل بنا۔ ہماری فہم و فراست میں ہماری کوتاہی، عمل میں ہماری کوتاہی اور تقریر میں ہماری غلطیوں کو معاف فرما۔ اس کوشش کو زندوں اور فوت شدگان کے لیے صدقہ کے طور پر قبول فرما، اور قرآن پڑھنے، پڑھانے اور یاد کرنے والوں کے لیے دیر پا بھلائی کا ذریعہ، قرآن میں غور و فکر کی دعوت۔ آمین!

اے اللہ تو نے ہمیں ہدایت دینے کے بعد ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ ہونے دے اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا فرما۔ بے شک تو عطا کرنے والا ہے۔ اے اللہ ہمیں، ہمارے والدین اور مومنوں کو اس دن بخش دے جس دن حساب قائم ہو گا۔ آمین!

اے اللہ جب قیامت قریب آئے تو ہم پر اپنی رحمت کا سایہ کر۔ ہمیں ہدایت یافتہ، سچے، صبر کرنے والے اور پاکیزہ لوگوں میں جمع فرما۔ ہمیں اس عذاب سے بچا جس سے ہم خوفزدہ ہیں اور ہمیں اپنے فضل سے ان باغوں میں داخل فرما جن کا وعدہ صالحین سے کیا گیا ہے۔ آمین!

اے رب! تری ہی حمد کا احسان ہے، دل کی زباں، تیری عطا کردہ جان ہے۔  
تو نے ہی بولنا اور سوچنا سکھایا ہے ہمیں تری رحمت کی طرف ہی لوٹنا ہے ہمیں۔  
قرآن کو بنا اندھیروں میں مشعل نور، جس سے ملے تسکینِ دل اور راہِ پُر نور؛  
ہر آیتِ پاکیزہ بنے ہماری راہِ فکر ہر لفظ غمِ دل کا بنے باعثِ سرور  
ہر عمل کو پاک کر، خلوص سے بھر دے زیست کے چراغوں کو تو نور سے بھر دے؛  
ہماری ہر سانس میں تو اپنا ذکر بھر دے دیراں دلوں کو تو اپنی محبت سے بھر دے  
نبی کی راہ پر چلنا ہی ہو تیری راہِ نور، محمدؐ کے اخلاق سے، ہر دن ہی ہو پُر نور  
بیدار ہو دل تیری ہر نشانیوں سے، دھو دے ہمیں شرک کی گرانیوں سے  
بچا ہمیں وسوسوں کی اندھی راہ سے، مالک رکھ ہمیں اپنی سید ہی راہ پے؛  
اعمال میں اخلاص کی خوشبو کو تو بھر دے، جاگ انھیں ہمارے دل عبادت کی لو سے۔  
جب وقتِ قیامت کی گھڑی آن پڑے، تیری رحمت کی پناہ ہمارا داماں پکڑے؛  
مالک، دوزخ کی سیاہی سے ہمیں تو بچالے جنت کے درپچوں میں ہمیں تو سجادے۔  
دلوں کو توجوڑ دے، غرور کو دور کر ہمارے علم کو دے خاکساری کا ہنر  
سب خطاؤں کو کر معاف، اور عطا کر ہم جیسے گناہگاروں پر کرم کی بارش کر

آمین!

# دُعَاؤں کا طالب

براہِ مہربانی اللہ سبحانہ و تعالیٰ  
 کی منت سماجت کریں کہ وہ آپ کو، مجھے، ہمارے والدین،  
 اہل و عیال، عزیز و اقارب اور کل مسلمین کو معاف کر کے  
 عفو و درگزر کا معاملہ کرے۔

